سوانح چراغ دہلی
حضرت خواجہ نصیر الدین محمود رحمۃ اللہ علیہ
خلیفہ و جانشین حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ
تالیف:
پیرزادہ سید تمیز الدین محمود نصیری
(خواہرزادہ حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلی)
زاویہ پبلشرز
زاویہ پبلشرز
دربار مارکیٹ ۰ لاہور

سوانح چراغ دہلی

حضرت خواجہ نصیر الدین محمود رحمۃ اللہ علیہ

خلیفہ و جانشین حضرت خواجہ نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ

تالیف:

پیرزادہ سید تمیز الدین محمود نصیری

(خواہر زادہ حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلی)

8-C دربار مارکیٹ - لاہور

Ph: 042-37248657- 37112954

Mob: 0300-9467047- 0321-9467047- 03004505466

Email:zaviapublishers@gmail.com

2013ء

بار اول............1000

ہدیہ............

زیرِ اہتمام............نجابت علی تارڑ

کمپوزنگ............ایمان گرافکس (عبدالقادر)

﴿لیگل ایڈوائزر﴾

محمد کامران حسن بھٹہ ایڈوکیٹ ہائی کورٹ (لاہور) 0300-8800339

رائے صلاح الدین کھرل ایڈووکیٹ ہائی کورٹ (لاہور) 0300-7842176

﴿ملنے کے پتے﴾

راولپنڈی کے سول ڈسٹری بیوٹر

اسلامک بُک کارپوریشن

فضل داد پلازہ - اقبال روڈ - کمیٹی چوک ○ راولپنڈی 051-5536111

سلام بک شاپ، مین ایم اے جناح روڈ، کراچی 021-32212167

مکتبہ برکات المدینہ، کراچی 021-34219324

مکتبہ قاسمیہ برکاتیہ، حیدر آباد 022-2780547

مکتبہ رضویہ آرام باغ، کراچی 021-32216464

مکتبہ سبحانیہ، اردو بازار، لاہور 0315-4318640

نورانی ورائٹی ہاؤس، بلاک نمبر 4، ڈیرہ غازی خان 0321-7387299

کتب خانہ حاجی نیاز احمد، بیرون بوہڑ گیٹ، ملتان 0313-8461000

مکتبہ بابا فرید چوک چٹی قبر پاکپتن شریف 0301-7241723

مکتبہ غوثیہ عطاریہ، اوکاڑہ 0321-7083119

مکتبہ اسلامیہ فیصل آباد 041-2631204

مکتبہ العطاریہ لنک روڈ صادق آباد 0333-7413467

مکتبہ سخی سلطان، حیدر آباد 0321-3025510

مکتبہ قادریہ سرکلر روڈ گوجرانوالہ 055-4237699

عنوانات

❁❁❁❁

تقریظ

خاکپائے درِ حضور فرید العصرؒ صاحب زادہ قاضی محمد قمر الدین چشتی نظامی سجادہ نشین آستانہ عالیہ پڑی شریف، چک بیلی خان روڈ ضلع راولپنڈی

اللہ رب العزت نے بنی نوع انسان کی ہدایت کے لیے انبیاء ورسل کا حسین اور خوب صورت سلسہ جاری رکھا، ہر دور میں انبیاء ورسل تشریف لاتے رہے اور جہالت اور گمراہی کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں غرق انسانیت کو جادۂ حق پر گامزن فرماتے رہے۔ جناب آدمؑ سے لے کر نبی آخرالزماں، سرورِ کونین، تاجدارِ کائنات، سید دو عالم، جناب محمد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک نبوت تک رسالت کا سلسلہ جاری رہا، سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چونکہ پروردگار عالم کے آخری نبی ٹھہرے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اب قیامت تک کوئی نبی بھی تشریف نہیں لائے گا۔ اس لیے اب لوگوں کو عرفان الہیٰ عتیق سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سرشار کرنے کا عظیم فریضہ اولیاء کرام جیسی مقدس ہستیاں انجام دے رہی ہیں اس حقیقت سے کبھی بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اسلام کو پھیلانے میں جو کردار اولیاء کرام نے ادا کیا ہے شاید ہی وہ کسی اور کے حصے میں آیا ہو۔ بزرگان دین نے اسلام کی سربلندی کے لیے کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں کیا۔ اپنا سب کچھ قربان کر دیا۔ مگر اسلام کے نام پر کوئی آنچ نہیں آنی دی۔ اولیاء

کرام نے محبت والفت کے وہ چراغ جلائے ہیں کہ جن کی روشنی نے سارے عالم کومنور کر دیا ہے، ان پاک ہستیوں نے اپنی نگاہوں سے عشق رسالت مآب ﷺ کی وہ مے پلائی ہے جس نے لوگوں کے قلوب و اذہان میں انقلاب برپا کر دیے۔ بزرگان دین ہی وہ عظیم المرتبت ہستیاں ہیں جنہوں نے اپنی نگاہوں کے فیوض و برکات سے لوگوں کے دلوں سے دنیا کی محبت ختم کر کے وہاں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت کے چراغ روشن کر دیے اولیاء کرام نے ہی اللہ کے فضل وکرم سے اور اس کی عطا کی ہوئی توفیق سے بے سکون دلوں کو سکون اور بے چین روحوں کو چین کی دولت عطا فرمائی۔ دلوں کی وہ کھیتیاں جو بنجر ہو چکی تھیں انہے عشق سرور کونین ﷺ سے سیراب کر دیا ایسے ہی نفوس قدسیہ میں ایک نام پروردۂ نگاہِ محبوب برہان العاشقین، نصیر الحق و دین حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلیؒ کا ہے یہ حقیقت ہے کہ نفوس قدسیہ جنہوں نے اپنی زندگیاں اسلام کی سر بلندی اور انسانیت کی ہدایت کے لیے بسر کی ہوں ان کی زندگیوں کے متعلق آگاہی اور معلومات آئندہ آنے والی نسلوں کے لیے عظیم سرمایا ہوتی ہیں۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلیؒ کی حیات طیبہ کے مطلق آئندہ نسلوں کو روشناس کرانے کے لیے جس خوبصورتی اور درد دل کے ساتھ حضور شیخ طریقت حضرت سید تمیز الدین محمود نصیری دامت برکات عالیہ نے جو تحریری کام کیا ہے شاید ہی کسی اور کے حصے میں آئی ہو۔ حضرت سید تمیز الدین شاہ صاحب کی خدمت اقدس میں جس طرح بھی خراج تحسین پیش کیا جائے وہ کم ہے۔

ہر گام پہ فرشتوں کے لشکر ہو ساتھ ساتھ
ہر موڑ پر تیری حفاظت خدا کرے

راقم الحروف کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ حضرت سید تمیز الدین شاہ صاحب نے تقریظ لکھنے کے لیے سب سے پہلے فقیر کو حکم فرمایا ہے اگر چہ فقیر اس قابل نہیں ہے مگر یہ چند جملے بھی خواجگانِ چشت کے توصل اور تصدق سے تحریر ہو رہے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں اس سے پہلے بھی حضرت چراغ دہلیؒ پر بے شمار تذکرے لکھے جا چکے ہیں۔ مگر ایک طویل عرصہ میں یہ وہ پہلی معرکۃ الآرا کتاب ہے جس میں حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلیؒ کے مکمل احیات طیبہ کا احاطہ کیا گیا ہے۔ ولادت باسعادت سے لے کر وصال مبارک تک اور بعد تک حالات ہر پہلو صفحہ قرطاس کی زینت بنایا گیا ہے یہ سچ ہے حضرت شاہ نصیر الدین چراغ دہلیؒ کی ذات اقدس پر ایک طویل عرصہ میں پہلی مرتبہ مکمل سوانح حیات تحریر کرنے کا اعزاز اور سعادت پروردگار عالم نے حضرت سید تمیز الدین شاہ صاحب کو عطا فرمائی:

رہے تا ابد سلامت تیرا خاور درفشاں
تیری صبح نور افشاں کبھی شام تک نہ پہنچے

کتاب ہذا کو پڑھنے اور مطالعہ کرنے کے بعد انسان یوں محسوس کرتا ہے کہ اس کو خواجگانِ چشت اہل بہشت کی خصوصی توجہات نصیب ہو رہی ہیں وہ اس لیے کے حضور قبلہ سید تمیز الدین محمود نصیری دامت برکات ہولقدسیہ ہز ہر ستر ہر ہر

حرف خواجگانِ چشت کی محبت میں غرق ہو کر لکھا ہے ۔ یہ سچ ہے کہ جب کتاب اولیاء کرام کی محبت میں ڈوب کر تحریر کی جائے تو یقیناً وہ اپنے پڑھنے والوں کے قلوب واذہان پر گہرا اثر کرتی ہے ۔معزز قارئین حضور قبلہ سید تمیز الدین نصیری کچھ عرصے قبل آستانہ پڑی شریف تشریف لائے تو جب میری نظر آپ کے چہرے اقدس پر پڑی تو میرے دل نے برملا گواہی دی کہ وہ واقعی آپ جیسی ہی برگزیدہ ہستی کو پروردگار عالم ایسے عظیم کاموں کی توفیق نصیب فرماتا ہے اللہ نے آپ کو بے پناہ صلاحیتوں سے نواز رکھا ہے ۔آپ کے آستانہ عالیہ پڑی شریف تشریف آوری تمام مریدان متوسلین اور عقیدت مندوں کے لیے باعث فخر اور باعث اعزاز تھی مگر آپ نے جس عاجزی اور انکساری کا اظہار فرمایا ایسے تو کوئی حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلیؒ کی نگاہ اقدس کا پروردہ اور فیض یافتہ ہی کر سکتا ہے ۔

عطا جسے تیرا عکس جمال ہوتا ہے
وہ پھول سارے گلستان کا لال ہوتا ہے

حضرت سید تمیز الدین محمود نصیری دامت برکات ہم قدسیہ کی راقم الحروف کے ساتھ جو محبت اور عنایت کا رشتہ ہے اس کو میں خواجگانِ چشت کا کرم بالخصوص حضور اعلیٰ غریب نواز حضرت خواجہ قاضی احمد دینؒ پڑی شریف اور فنافی الشیخ حضور فرید العصر ،حضرت خواجہ فریدؒ پڑی شریف کا صدقہ سمجھتا ہوں ۔آستانہ عالیہ پڑی شریف کے تمام متوسلین و مریدان اور عقیدت مند آپ پر فخر کرتے ہیں عصر حاضر

میں حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلیؒ کی ذات اقدس پر جو تحریری کام آپ نے کیا ہے اور آنے والی نسلوں کے لیے عظیم سرمایا ہے چونکہ آپ کو آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہو نے کے ساتھ ساتھ حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلیؒ کی ہمشیراہ کی اولاد ہونے کا شرف بھی حاصل ہے اس لیے غلام آستانہ پڑی شریف آپ کے ساتھ وارفتگی کی حد تک محبت کرتے ہیں آپ یادگار اسلاف میں زہد اور تقویٰ، ایثار و بردباری، صبر و قنات میں آپ کی ذات بے مثال حیثیت رکھتی ہے آستانہ پڑی شریف کے ساتھ آپ کی محبت ہمارے لیے باعث فخر بارگاہ شیخ نصیر الدین چراغ دہلیؒ میں قرب اور غلامی کا سبب ہے۔

هوائے خلت شاہی ندارم
بگر دن حلقہ، طوق غلامی

آخر میں دعا گو ہوں کہ اللہ رب العزت خواجگانِ چشت اہل بہشت کے صدقے حضور قبلہ سید تمیز الدین نصیری کو عمر دارزی عطا فرمائے اور آپ کا سایہ تادیر عالم اسلام پر سلامت فرمائے۔

ایسی تابود خورشید و ماہی
چراغ چیشتیاں راہ روشنای

❀❀❀❀

تقریظ نمبر ۲

قاری محمد ندیم القادری

خطیب جامع مسجد رحمانیہ برف خانہ چوک ڈھوک سیداں راولپنڈی

محترم سید تمیز الدین شاہ صاحب کی تحریر ''سوانح چراغ دہلیؒ''، چشت اہلِ بہشت کے روشن چراغ حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلیؒ پیش نظر ہے آپ کی یہ تحریر اپنے پیرومرشد کے ساتھ محبت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اس تحریر میں بڑی عمدگی کے ساتھ حضرت چراغ دہلیؒ کے حالات زندگی کو جمع کیا گیا ہے اور آپؒ کی اپنے مرشد گرامی قدر سے محبت اور مرشد کی نگاہ میں آپ کے مقام کو خوب صورت الفاظ میں تحریر کیا گیا ہے۔

الفاظ کا چناؤ دیکھ کر اس بات کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ تمیز الدین شاہ صاحب کو اردو زبان پر کسی قدر عبور حاصل ہے۔ تحریر کا ایک حسن یہ بھی ہے کہ جہاں پر حضرت چراغ دہلی کی کرامات کا ذکر کیا اور جہاں پر ضروری تھا کہ بات کی وضاحت ہوتا کہ قارئین کرام با آسانی بات کو سمجھ جائیں۔

قرآنی آیات اور احادیث نبویؐ کی نقل کی گئی ہیں اور توجہ اس جانب

مبذول کرائی کہ اولیا اللہ کے ساتھ محبت ومودت حسین تقاضائے رب باری تعالیٰ ہے۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سید تمیز الدین صاحب کے علم وعمل میں مزید اضافہ فرمائے انہیں اپنے مشائخ کے روحانی فیض کا امین بنائے اور زبان وقلم سے دین کی ترویج واشاعت کی خدمت مزید سے بہرہ مند فرمائے۔

آمین بجاہ سید الانبیاء والمرسلین۔

تقریظ نمبر ۳

پیرزادہ سیّد سیف الدین سیفی نصیری

سجادہ نشین درگاہِ عالیہ حضرت مخدوم شیخ نصیر الدین محمود اودھی
روشن چراغ دہلی مقیم پاکستان، آستانہ نصیریہ کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عزیزانِ محترم!

پوری دنیا میں اسلام بزرگان دین کی کوششوں کی وجہ سے ہی پھیلا، برصغیر پاک و ہند میں بھی کفر کا غلبہ صوفیاء کرام نے ہی ختم کیا۔ برصغیر میں اسلام پھیلانے میں سب سے بڑا کردار سرکار غریب نوازؒ، خواجہ سیدؒ معین الدین چشتی اجمیریؒ نے ادا کیا آپ نے کم و بیش ۹۹ لاکھ کفر میں گھرے انسانوں کو حلقہ بگوش اسلام کیا اس لئے آج برصغیر پاک و ہند میں آپ کے نام لینے والے ہر جگہ موجود ہیں۔ پنجتن پاک خواجگانِ چشت اہل بہشت کی خانقاہیں موجود ہیں اور اسلام کی ترویج و اشاعت کا کام زور و شور سے جاری و ساری ہے پنجتن پاک خواجہ خواجگان چشت اہل بہشت کے آخری چراغ حضرت مخدوم شیخ نصیر الدین محمود اودھی روشن چراغِ دہلیؒ چشتی نظامیؒ ہیں۔ زیرِ نظر کتاب آپ ہی کے خانوادے پیرزادہ سید

تمیز الدین نصیری کی کاوشوں کا نتیجہ ہے آپ نے انتہائی محنت اور جاں فشانی سے کتاب مرتب کی مختلف کتب سے استفادہ کیا ایک طویل مطالعہ اور تگ و دو کے بعد یہ کتاب منظر عام پر آئی ہے۔ حضرت مخدوم کے بارے میں آپ کے حسب و نسب آباؤ اجداد کے متعلق مواد کی بہت کمی محسوس کی جاتی تھی اس کمی کو جناب پیرزادہ تمیز الدین نصیری نے کافی حد تک پورا کرنے کی کوشش کی ہے۔ بہتری اور اضافہ کی گنجائش تو مطالعہ اور علمیت کے مطابق ہمیشہ ہی رہتی ہے۔

میں اس علمی کاوش اور محنت پر پیرزادہ صاحب کو دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ انکی اس کاوش کو منظور و مقبول فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں کو بزرگانِ سلاسل کی پھیلائی ہوئی روشنی سے منور کر دے اور انکی یہ محنت خواجگانِ چشت اہل بہشت میں مقبول ہو۔

آمین بجاہِ نبی المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

خیر اندیش

دعا گو

سید سیف الدین سیفی نصیری

آستانہ نصیریہ کراچی پاکستان

❀❀❀❀

تقریظ نمبر ۴

الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین۔ اما بعد!

فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ان رحمۃ اللہ قریب من المسلمین۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسان کو اس آب وگل میں بھیجا تو اس کی روح کی تربیت کیلئے سلسلہ انبیاء کا اغاز فرمایا اور سلسلہ کے خاتم محمد رسول للہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اس کو وارثانِ انبیاء اولیاء اور علماءِ حق کے سپرد فرمایا۔ اس سلسلہ وارث نبی میں ایک مشہور ومعروف نام جسے دنیا نصیر الدین محمود چراغِ دہلیؒ کے نام سے جانتی اور پہچانتی ہے ان کے حالات و واقعات کو ترتیب دے کر پیرزادہ تمیز الدین نصیری صاحب نے ایک عظیم و الشان کام کیا ہے جسے دیکھ کے طبیت کو فرحت وخوشی نصیب ہوئی انشااللہ عزوجل ان کے علم میں اضافہ فرمائے اور کتاب کو شرف قبولیت سے نوازے۔ آمین! والسلام

خادم العلم والعلماء تصور حسین القادری

عرضِ مصنف

عرصہ دراز سے اپنے مرشدِ پاک قطب الاقطاب برہان العاشقین ختم المشائخ حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغِ دہلی رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح حیات تحریر کرنے کی دلی آرزو تھی۔ اپنی اِس آرزو کی تکمیل کے لیے جستجو کرتا رہا۔ لیکن ایسا کوئی وسیلہ نہ تھا۔ جو میرے اس کام میں معاونت کر سکے۔ لہٰذا بارگاہ ایزدی میں ہاتھ اُٹھائے۔ شاید یہی وقت تھا شرف قبولیت کا۔ اور فقیر کی دُعا قبول ہوگئی گذشتہ سال قریبی رحمانیہ مسجد میں معتکف تھا وہاں میرے ایک پیر بھائی اور عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نعت خوان جناب خاور قیوم سیالوی صاحب ملاقات کیلئے تشریف لائے ایک کتاب المصطفیٰ والمرتضیٰ المعروف چشتیہ شمسیہ پیش کی اور فرمایا یہ کتاب آپ کی آرزوں کی تکمیل کا چراغ ہے۔ بلا شک و شبہ یہ میرے لئے بہت معاون ثابت ہوئی اور فقیر نے کتاب کا آغاز کر دیا اور کتاب کا نام ''سوانح چراغ دہلی، چشت اہل بہشت کے روشن چراغ حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغِ دہلیؒ'' رکھا۔ ابھی کتاب کا آغاز ہی ہوا تھا اور پہلے باب کا کچھ حصہ تحریر کیا تھا کہ میرے دوست جناب برہان محمود قادری نقشبندی مجددی صاحب جو آجکل تصوف میں تحقیقی کام کر رہے ہیں تشریف لائے اور آپ نے ایک کتاب پیش کی اور فرمایا یہ کتاب آپ کیلئے بہت معاون

ثابت ہوگی۔اسی اثنا میں کراچی سے میرے بڑے بھائی جناب سید رئیس الدین صاحب نے حضور چراغ دہلیؒ کے ملفوظات بھجوا دئیے۔اسی طرح چراغ سے چراغ روشن ہوتے رہے اور علم کے نور کا پیمانہ بڑھتا گیا۔اور کتاب تکمیل کے مراحل میں پہنچ گئی۔

اس کتاب میں حقائق و اسرار کا ایک خزانہ ہے حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی رحمۃ اللہ علیہ کے ابتدائی دور سے لے کر ۸۰۰ھ تک کے احوال جو مشائخ چشت کی کتب و رسائل میں مذکور اور معتبر تذکرہ نویسوں سے منقول تمام تذکرے انتہائی عمیق مطالعہ اور تحقیق کے بعد تحریر کئے گئے ہیں۔اِس کے علاوہ آپ کی محفلوں اور مجالس میں ہونے والے واعظ و نصیحت اور مسائل طریقت اور مکاشفات کسی مبالغہ آرائی کے بغیر تحریر کئے گئے ہیں۔بعض مقامات پر فوائدِ منافع کو مدِ نظر رکھتے ہوئے مضمون کو طویل کر دیا ہے کیونکہ اِس کے بغیر بات مکمل نہیں ہوتی۔اور بعض مقامات پر اِختصار سے کام لیا ہے۔

اِس کتاب کو لکھنے کا مقصد اولیاء کرام کی عظمت اور اِن کی زندگی کے حالات سے ملنے والی تعلیم کو بیان کرنا ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید فرقان حمید میں سورۃ حج آیت نمبر ۳۲ میں ارشاد فرماتا ہے:

ترجمہ: ''جو اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرتے ہیں یہ دلوں کی پرہیزگاری ہے۔''

اولیاء کرام کے مزارات خانقاہیں و درسگاہیں اور اِن کے تبرکات شعائر اللہ ہیں اِن کی تعظیم اور اِن سے محبت دلوں کا تقویٰ ہے۔لہٰذا ایمان، تقویٰ اور پرہیز گاری، اولیاء کرام کی تعظیم اور اِن سے محبت کرنے اور اِن کی دی ہوئی تعلیم سے ہی نصیب ہوتی ہے۔اولیاء کرام نے اپنے کردار سے ایک معیاری زندگی کا نمونہ پیش کیا ہے عشقِ الٰہی میں ایسے سرمست و سرشار تھے کہ ان کو اپنی ہستی کا پتہ نہ تھا تسلیم و رضا، توکل و قناعت، اُمید و بیم، محبت و اخوت، خلوص و خدمت، فقر و فاقہ ایثار و استقامت اِن کا شعار تھا اپنی زندگی کے تمام معاملات خدا کی طرف منسوب کرتے تھے۔وہ عشق الٰہی کے اسیر تھے۔دین کے نصیر تھے وہ روشن ضمیر تھے بے کسوں کے دستگیر تھے۔کامل پیر تھے وہ دُربیش بہا بے نظیر تھے۔

آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث مبارکہ ہے: کہ جو شخص بھی جس سے محبت کرے گا، روزِ محشر اُسی کے ساتھ اُٹھایا جائیگا اور اِسکا حشر بھی اس ہی کے ساتھ ہو گا۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اولیاء کرام کی شان و عظمت ہی کی وجہ سے ان کے طفیل تقویٰ و پرہیز گاری ملتی ہے۔گناہ گار جب اِن کی صحبت میں آتا ہے وہ اِن کو تائب کر کے آلائیش دنیا سے پاک صاف کر دیتے ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ اولیائے کرام علمائے کاملین ہی میرے دین کے وارث ہیں یہ ہی وجہ ہے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فیض اور رحمت جو جاری و ساری ہے یہ سب اِنہی اولیاء کرام کے وسیلہ سے ہے۔

اے میرے رب تو ہی سارے جہاں کا پالنہار ہے تجھ سے اُمید کرتا ہوں

کہ تو اِس کتاب کو اپنی شان کریمی سے اپنی قبولیت سے نوازے گا۔اور اہل دل کی طرف لے جائے گا۔روح کے درمیان اِسکا مقام بنائے گا۔

اے رب ذوالجلال! میں بہت پریشان اور غمگین اور بیکس و بے سہارا اورنہایت ہی خستہ حال ہوں کہ فقیری میں مجھ جیسا کوئی عاجزو مسکین نہیں اور تیرے سوا میرا کوئی دستگیر نہیں مفلس و کمترین گدا ہوں اور تیری عطا کا آرزومند ہوں۔مجھ پر ایک نظرِ کرم فرما اور میرے دل پر اپنا لطف فرما تیرے رحم و کرم کے سوا ہمارا کوئی سہارا نہیں تو ہی ہمارا سہارا سب سے بہتر کارساز اور مالک و مولیٰ ہے۔

درود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور اِسکی آل پر

اب پیر زادہ سید تمیز الدین محمود نصیری چُراغ دہلوی اپنی کتاب ''سوانح چراغ دہلیؒ چشت اِہل بہشت کے روشن چراغ شیخ نصیر الدین محمود چراغِ دہلیؒ'' کے مقدمہ کو دعائیہ کلمات پر ختم کرتا ہے۔گدائے شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی'' اپنی اِس کاوش کے آغاز پر اِمام اہلِ سنت امام احمد رضا خان محدث بریلوی قدس سرہ کی دُعا درج کر کے اپنے لئے انجام خیر کی اُمید کرتا ہے۔

پیرزادہ سید تمیز الدین محمود نصیری چراغِ دہلویؒ
سجادہ نشین حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغِ دہلیؒ
مقیم راولپنڈی پاکستان

❀❀❀❀

دعا

یاالٰہی ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو
جب پڑے مشکل شہِ مشکل کشا کا ساتھ ہو

یاالٰہی بھول جاؤں نزع کی تکلیف کو
شادیٔ دیدارِ حسنِ مصطفیٰ کا ساتھ ہو

یاالٰہی گور تیرہ کی جب آئے سخت رات
ان کے پیارے منہ کی صبح جانفزا کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب پڑے محشر میں شورِ دار و گیر
امن دینے والے پیارے پیشوا کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب زبانیں باہر آئیں پیاس سے
صاحبِ کوثر شہ جود و عطا کا ساتھ ہو

یاالٰہی سرد مہری پر ہو جب خورشید حشر
سید بے ساہی کے ظلِ لوا کا ساتھ ہو

یاالٰہی گرمیٔ محشر سے جب بھڑکیں بدن
دامن محبوب کی ٹھنڈی ہوا کا ساتھ ہو

یاالٰہی نامہ اعمال جب کھلنے لگیں
عیب پوش خلق ستار خطا کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب بہیں آنکھیں حسابِ جرم میں
ان تبسم ریز ہونٹوں کی دعا کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب حسابِ خندۂ بیجا رُلائے
چشم گریان شفیعِ مرتضیٰ کا ساتھ ہو

یاالٰہی رنگ لائیں جب مری بے باکیاں
ان کی نیچی نیچی نظروں کی حیا کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب چلوں تاریک راہ پُل صراط
آفتابِ ہاشمی نورالہدیٰ کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب سر شمشیر پر چلنا پڑے
رَبِّ سَلِّم کہنے والے غمزدہ کا ساتھ ہو

یاالٰہی جو دعائے نیک میں تجھ سے کروں
قدسیوں کے لب سے آمیں رَبَّنا کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب رضا خواب گراں سے سر اٹھائے
دولتِ بیدارِ عشق مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا ساتھ ہو

مولانا احمد رضا خان بریلوی

نعت

اٹھا دو پردہ دکھا دو جلوہ کہ نور باری حجاب میں ہے
زمانہ تاریک ہو رہا ہے کہ مہر کب سے نقاب میں ہے

انہیں کی بُو مایۂ سمن ہے انہیں کا جلوہ چمن چمن ہے
انہی سے گلشن مہک رہے ہیں انہی کی رنگت گلاب میں ہے

وہ گل ہیں لب ہائے نازک ان کے ہزاروں جھڑتے ہیں پھول ان سے
گلاب گلشن میں دیکھے بلبل یہ دیکھ گلشن گلاب میں ہے

کھڑے ہیں منکر نکیر سر پر نہ کوئی حامی نہ کوئی یاور
بتا دو آ کر مرے پیمبر کہ سخت مشکل جواب میں ہے

خدائے قہار ہے غضب پر کھلے ہیں بدکاریوں کے دفتر
بچا لو آ کر شفیع محشرؐ تمہارا بندہ عذاب میں ہے

گنہ کی تاریکیاں یہ چھائیں امنڈ کے کالی گھٹائیں آئیں
خدائے خورشید مہر فرما کہ ذرہ بس اضطراب میں ہے

کریم اپنے کرم کا صدقہ لئیم بے قدر کو نہ شرما
تو اور رضا سے حساب مانگے رضا بھی کوئی حساب میں ہے

مولانا احمد رضا خان بریلوی

منقبت

تیرا نام ہے خواجہ نصیر الدین
تو مُرادِ رسول کا روشن چراغ ہے

تیرا لقب ہے محمود گنج شرف
تو دہلی کا روشن چراغ ہے

تیری ثنا ہے خواجہ خواجگاں
تو چشت اہلِ بہشت کا روشن چراغ ہے

خود محبوبِ الٰہیؒ ہے، تیرا مدح سرا
کہ خواجہ نصیر میرا روشن چراغ ہے

تیری لو سے ملی سب کو عظمتِ ولایت
تو سلسلہ چشت کا روشن چراغ ہے

مدھم ہیں تیری لو سے شمس و قمر
جب سے چمکا دہلی کاروشن چراغ ہے

اولیاء گرتے ہیں پروانہ وار
ہر کسی کو تمنائے روشن چراغ ہے

جو زرہ تیرے در پہ آیا گو یا خورشید ہوا
جو تیری بزم سے نکلا روشن چراغ ہے

کیوں نہ دور ہوں ظلمت کے اندھیرے
سلسلہ چشت میں جب روشن چراغ ہے

اندازہ کر نہیں سکتی عقل فیضِ نصیری کا
شُعلہ آب سے نِکلا اور روشن چراغ ہے

مجھے خورشید و قمر کی گفتگو سے کیا حاصل
میرے دل و دماغ پر چھایا روشن چراغ ہے

تیرے نور سے پائی ہے کہکشاں نے جَلا
زین الدین" بھی تیرا روشن چراغ ہے

زمانہ میرے مقدر پہ کیوں نہ ناز کرے
کہ تمیز الدین گدائے روشن چراغ ہے

پیرزادہ سید تمیز الدین محمود نصیری
سجادہ نشین حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی
مقیم راولپنڈی، پاکستان

حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی رحمۃ اللہ علیہ

ولادت باسعادت اور آپ کا خاندان

آپ اسرار کے جواہر اور انوارِ پروردگار زواہر سلسلہ چشتیہ کے روشن چراغ برہان العاشقین ختم المشائخ حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلیؒ حضرت شیخ نظام الدین محبوب الٰہیؒ کے عالی مرتبت اور ممتاز خلیفہ و جانشین ہیں۔ پیر و مرشد کے وصال کے بعد دہلی کی ولایت کے مالک اور وارث احوال شیخ ہوئے۔ شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلیؒ اپنے پیر و مرشد سلطان المشائخ حضرت شیخ نظام الدین محبوب الٰہیؒ قدس سرہ کی مکمل پیروی کرتے تھے۔ فقر و فاقہ صبر و ثابت قدمی اور رضا و تسلیم آپ کا طرہِ امتیاز تھا۔

آپ کی ولادت و باسعادت ۶۷۴ھ بمطابق ۱۲۷۴ء میں ہندوستان کے صوبے اُتر پردیش کے شہر اودھ شریف میں ہوئی۔ گھر والوں نے تو نصیر الدین کہا جب وہ نگاہِ سلطان المشائخ حضرت شیخ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہیؒ سے نوازے گئے تو آپ دہلی کے روشن چراغ ہو گئے اور پیر و مرشد نے ''محمود گنج شرف'' کا مقدس خطاب بھی عطا فرمایا۔

آپ کے دادا جان شیخ عبداللطیف فاروقی یزدی ایران کے شمال

مشرق میں واقع شہر خراسان سے ہجرت فرما کر لاہور تشریف لائے۔ جہاں آپ کے والد محترم جناب شیخ محمد یحیٰی فاروقی کی پیدائش ہوئی۔ آپ کا خاندان پاک سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اولاد ہیں۔ اس لئے آپ کو فاروقی کہا جاتا ہے۔ حضرت شیخ محمد یحیٰی لاہور کی سکونت ترک کر کے اودھ میں رونق افروز ہوئے لہٰذا آپ کو اودھی کہتے ہیں۔ حضور چراغ دہلی کے والد محترم جناب شیخ محمد یحیٰی فاروقی اور آپ کی والدہ ماجدہ اودھ شریف میں سکونت پذیر تھے۔ آپ کے والد کا انداز صوفیانہ تھا۔ آپ کی والدہ ماجدہ نہائت نیک خدا ترس اور عبادت گزار خاتون تھیں۔ زیادہ تر وقت یادِ حق میں گزارتی تھیں۔ وہ اپنے زمانے کی رابعہ تھیں۔ حضورؒ چراغ دہلی کی دو ہمشیرائیں تھیں۔ سب سے بڑی ہمشیرہ کا نام بڑی بوا تھا اور دوسری آپ حضورؒ چراغ دہلی سے چھوٹی تھیں ان کا نام بی بی لہری تھا۔ آپ کی سب سے بڑی ہمشیرہ بڑی بوا کے صاجزادے حضرت شیخ سید مولانا زین الدین اور آپ کی چھوٹی ہمشیرہ بی بی لہری کے صاجزادے حضرت علامہ کمال الدین فاروقی تھے۔ حضورؒ چراغ دہلی کے والد محترم جناب شیخ محمد یحیٰی فاروقی بڑے خوشحال اور پشمینہ کے تاجر تھے۔ آپ کے یہاں غلام بھی تھے۔

بچپن ہی سے دلبرانہ ادائیں آپ کے ساتھ تھیں۔ احکام الٰہیہ کی پابندی کا یہ حال تھا کہ آپ کی عمر ابھی سات برس کی تھی کہ نماز پنجگانہ باجماعت ادا کرنا اور رماہ صیام کے پورے روزے بڑی پابندی سے رکھنا اور سنت نبوی پر عمل کرنا اپنا

نصب العین سمجھتے تھے کم سنی ہی سے آپ کی کرامات کا ظہور ہونے لگا۔

آپ فرماتے ہیں کے میں جس وقت بچہ تھا اور مسجد میں استاد سے پڑھتا تھا. اس مسجد میں ایک سوکھا درخت تھا، ایک کوا وہاں آ کر بیٹھا اور جو کچھ وہ اپنی بولی میں کہتا تھا میں اسے بخوبی سمجھتا تھا۔ ابھی آپ کی عمر مبارک ۹ برس ہی ہوئی تھی کہ آپ کے والد محترم جناب یحییٰ اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔ آپ کی پرورش وتعلیم تربیت آپکی والدہ مطہرہ نے بہت اچھے انداز میں کی۔ چونکہ آپ کا خاندان مالی طور پر مستحکم تھا لہٰذا آپ کو کوئی مالی مشکلات درپیش نہ ہوئیں۔

نسب نامہ حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلیؒ

حضرت شیخ نصیر الدین محمودؒ بن شیخ یحییٰؒ بن عبد اللطیفؒ بن یوسف بن عبد الرشیدؒ بن سلیمانؒ شیخ احمد بن شیخ یوسفؒ بن شیخ محمدؒ بن شیخ شہاب الدینؒ بن شیخ سلطانؒ بن شیخ اسحاقؒ بن شیخ مسعودؒ بن شیخ عبد اللہؒ بن حضرت واعظ اصغرؒ بن حضرت واعظ اکبرؒ بن اسحاقؒ بن سلطان ابراہیم بن ادھم بلخیؒ بن شیخ سلیمانؒ بن شیخ ناصرؒ بن حضرت عبد اللہؒ بن امیر المومنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی کا شجرہ طریقت

حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلیؒ

سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیا محبوب الٰہیؒ

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ

قطب اولیاء قطب الدین بختیار کاکیؒ

والی ہندوستان حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری سنجریؒ

حضرت خواجہ عثمان ہرونیؒ

حضرت خواجہ مودود حقؒ

حضرت حاجی شریف زندانیؒ

خواجہ بو یوسفؒ

خواجہ ابدال احمد بو محمدؒ

شیخ بو اسحاق قطب چشتیؒ

حضرت خواجہ ممشادؒ

حضرت خواجہ ہبیر البصری صاحب ھُداؒ

حضرت حذیفہؒ

شاہ ابراہیم بلخی بادشاہؒ

خواجہ ابن عیاضؒ

اہل بقا شیخ عبدالواحدؒ

خواجہ حسن بصریؒ

حضرت علی المرتضیٰ مشکل الکشاؓ

خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تعلیم وتربیت

جب آپ کی عمر نو برس کی ہوئی تو آپ کے والد گرامی جناب محمد یحیٰ کا وصال ہوگیا۔ آپ کی تعلیم وتربیت کا فرض آپکی والدہ ماجدہ نے انجام دیا۔ چونکہ مالی حالات بہتر تھے لہذا آپکی والدہ ماجدہ کوکوئی مالی مشکلات درپیش نہ آئیں۔

آپ کی والدہ صاحبہ نے آپ کو مولانا عبدالحکیم شیروانی کے درس میں داخل کرا دیا۔ صاحب مجالس صوفیہ از سید صباح الدین عبدالرحمن سابق ناظم دارالمصنفین اعظم گڑھ انڈیا (ص نمبر ۲۷۶) پر بحوالہ سیر العارفین تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ نصیرالدین روشن چراغ دہلیؒ نے ابتدا میں مولانا عبدالکریم شیروانی علامہ زماں سے ہدایہ اور بزدوی کو پڑھا۔ (جلد نمبر ۲ ص نمبر ۴۰)

صاحب مجالس صوفیہ (ص نمبر ۲۷۶ حاشیہ نمبر ۱) بحوالہ مجلس چہل و ششم میں اردو ترجمہ ص نمبر ۱۰۹ سے نقل فرماتے ہیں کہ جناب خود ذکرہ اللہ تعالیٰ بالخیر قاضی محی الدین کاشانی کے ذکر میں تھے فرمایا میں نے بزدوی انہی سے پڑھی ہے پھر ان کے طبع رسا اور دقت نظر کا بیان فرمایا کہ بڑے محقق تھے۔ اس مجلس میں ایک مرید جناب سلطان المشائخ کا مرید حاضر تھا اس نے یہ قصہ بیان کیا ہے کہ ایک بار قاضی محی الدین کاشانی سخت بیمار ہو گے کہ یاروں نے ان کی صحت دشوار جانی حضرت سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ یہ سن کر ان کی عیادت کوتشریف لائے وہ دیکھ کر اٹھے اور اپنے آپ کو سنبھال کر شیخ کی تعظیم کی اسی وقت سے مرض میں تخفیف ہوگئی جب

حضرت شیخ لوٹ گے تو کہا شیخ بظاہر میری عیادت کو آئے تھے مگر دیکھو کس طرح در پردہ سلب مرض کر گئے ۔ (خیر المجالس فارسی علی گڑھ ص ۱۵۱-۱۵۰)

آپ بہت تیزی سے اپنے تعلیمی مراحل طے کر رہے تھے اور آپ کی تعلیم ابھی مکمل نہ ہونے پائی تھی کہ آپ کے استاد محترم جناب مولانا ممدوح کا وصال ہو گیا پھر آپ کی تعلیم کی تکمیل کے لیے آپ کو اس دور کے عظیم عالم مولانا افتخار الدین گیلانی کے مدرسے میں داخل کرا دیا گیا یہاں سے آپ نے جمیع علوم حاصل کیے جب آپکی تعلیم مکمل ہوئی آپ بھی اپنے خاندان کے افراد کی طرح ایک مایہ ناز عالم بنے ۔

جوانی کی عبادات

آپ پچیس سال کی عمر میں کمالات باطنی کی طرف متوجہ ہوئے اور اپنے نفس کے خلاف مجاہدات شروع کر دیئے اور ترک دنیا کر کے اپنے چند ساتھیوں کے ہمراہ (تاکہ نماز باجماعت کا ثواب ضائع نہ ہو) اودھ کے نزدیک جنگلوں اور پہاڑوں میں آٹھ برس عبادت اور مجاہدں میں گزار دیئے، اس دوران آپ ہمیشہ روزے سے ہوتے اور افطار کے وقت سنہالو کے پتوں (یہ ایک قسم کا درخت جو کے اودھ اتر پردیش میں پایا جاتا ہے) سے روزہ افطار کرتے، بچپن سے ہی نماز روزے کی شدت سے پابندی فرماتے اور اِتباع شریعت تو آپ کا خاص معمول تھا، ریاضت و مجاہدات کثرت سے فرماتے اور اِس سے کبھی سہل

پسندی نہ فرماتے۔

دہلی میں آمد اور بیعت

علوم ظاہری کی تکمیل اور باطنی منزلین طے کرنے کے بعد آپ دہلی تشریف لے گئے اور سلطان المشائخ حضرت شیخ نظام الدین محبوب الہیؒ کے حلقہ ارادت میں شامل ہو گئے۔ اس کے بعد آپکی دلی آرزؤں اور ولولوں کا مرکز دہلی ہو گیا۔ حضرت سلطان المشائخؒ کی خانقاہ میں آپ کا وقت عبادت اور درویشوں کی خدمت میں گزرتا۔

ایک دن حضرت شیخ نظام الدین محبوب الہیؒ اپنے ہجرے سے اتر رہے تھے کہ آپ نے دیکھا نصیر الدین ایک درخت کے نیچے مایوسانہ انداز میں کھڑے ہیں، آپ نے اپنے خادم کو بھیج کر بلوالیا گوشہ تنہائی میں آپکی اس حالت زار کے متعلق دریافت فرمایا پھر حضرت شیخ نصیر الدینؒ نے اپنا مختصر سا تعارف کرایا اور کہا جناب ''میں آپ کے پاس آیا ہوں بزرگوں کی خدمت کرنے اور ان کی جوتیاں سنبھالنے کیلئے'' اس جملے سے حضرت صاحب بڑے متاثر ہوئے اور سلطان المشائخ کو یقین ہو گیا۔

آپ کی خدمت گذاری اور روحانیت کے مستقبل کیلئے حضرت شیخ نظام الدین محبوب الہیؒ پر اپنی گذشتہ کہانی کا اثر ہوا جو قربانی حضرت شیخ نظام الدینؒ نے اپنے پیر و مرشد کیلئے دی اور اپنی روحانی زندگی کا مستقبل بنایا۔ حضرت شیخ

نصیر الدینؒ نے اپنا ہاتھ سلطان المشائخ حضرت شیخ نظام الدین محبوب الٰہیؒ کے ہاتھ میں دے دیا اور آپ کے مرید ہو گئے اور اپنی تمام تر خدمات اپنے پیر و مرشد کیلئے وقف کر دیں۔

اس ہی اثناء میں حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی کی والدہ ماجدہ کا وصال ہو گیا اور آپ نے اپنا وطن ایودھیا کو خیرباد کہہ دیا اور مستقل طور پر دہلی تشریف لے آئے اور اپنے پیر و مرشد سلطان المشائخ حضرت شیخ خواجہ نظام الدین محبوب الٰہیؒ کے حجرہ خاص میں قیام پذیر ہوئے یہ حجرہ جماعت خانہ میں تھا مرشد کی صحبت میں فقر، صبر، تسلیم و رضا کی تمام درویشانہ صفتیں جب پایہ تکمیل کو پہنچیں تو حضرت شیخ نظام الدین اولیا کے خلفاء اپنے پیر و مرشد اور شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی کی ذات پر فخر کیا کرتے تھے۔

(مجالس صوفیہ ص نمبر ۲۸۳ بحوالہ سیر العارفین ص نمبر ۹۵)

پیر و مرشد کی زیارت کے فیوض و برکات کی آرزو

حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلیؒ قیام دوران ایودھیا سے اکثر اوقات میں اپنے پیر و مرشد حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین محبوب الٰہیؒ کی زیارت اور فیوض برکات حاصل کرنے کے لیے مرشد کی خدمت میں تشریف لاتے۔ ہر جگہ آپکی پذیرائی ہوتی اور یاران طریقت و دیگر احباب بڑی محبت اور لطف کرم سے آپ کے ساتھ پیش آتے۔

صاحب مجالس صوفیہ سید صباح الدین عبدالرحمن اپنی کتاب مجالس صوفیہ

ص نمبر ۲۸۰ پر بحوالہ مجلس پنجاہ خیر المجالس اردو ترجمہ سراج المجالس کے مولانا احمد علی صاحب نونگی تحریر فرماتے ہیں، کہ جناب خواجہ رحمۃ اللہ علیہ اس وقت کا ذکر بڑے ذوق شوق سے بیان فرماتے ہیں'' پھر کہا اگر حکم پیر و مرشد کا نہ ہوتا کہ مخلوق کے درمیان رہنا جفا و قضا خلق گوارا کرنا نہ ہوتا تو میں کہاں اور کہاں یہ شہر، کسی کوہ بیابان میں روپوش رہتا۔ میں نے عرض کی کہ حق وہ ہی ہے جو حضور رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں۔ مگر آپ کو یہاں رہنے کی تاکید اس واسطے فرمائی کہ ہم لوگ سعادت حاصل کریں۔ ان گذشتہ واقعات کو اپنی زندگی کے آخری ایام میں بڑے ذوق ولذت سے یاد فرماتے ہیں۔

جب میں اودھ سے آیا کرتا تھا اکثر یار میری دعوت کرتے تھے مولانا برھان الدین غریب، تاب وترہ اور امیر خسرو اور امیر حسن وغیرہ احباب جب میرا آنا سنتے تو دعا گو کی چند روز تک متواتر دعوت کیا کرتے تھے اور شیخ محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ سے استدعا کرتے کہ فلانے کو اجازت دعوت کھانے کی ہو اور ایک دن پہلے مجھ سے کہہ دیتے کہ کل ہمارے یہاں دعوت ہے۔ کہ اگر اسی دن غیاث پور سے شہر کو جاؤں تو تھک جاتا تو اس روز مولانا برہان الدین کے گھر میں رہا کرتا۔ دوسرے دن ان کے ہمراہ جاتا اور دعوت ظہر تک ہوا کرتی کبھی عصر تک بھی رہنا ہوتا۔ جب لوٹتا تو بے وقت ہو جاتا تھا، غیاث پور تک پہنچنا نہ ہوتا اس رات بھی مولانا برہان الدین کے گھر میں رہنا ہوتا کبھی تیسرے دن بھی صبح کو کوئی یار آجاتا اور کہتا ذرا

توقف کرو ناشتہ لاتا ہوں غرض چاشت تک ٹھہرنا ہوتا غرض دوپہر کو غیات پور پہنچتا پھر اس دن بھی شیخ کی زیارت کو نہ جا سکتا۔"

جب مرشد کی زیارت نہ ہوتی تو بڑی تکلیف محسوس کرتے ہوئے فرماتے ہیں "ان دنوں میں ایسا ہی ہوا کہ متواتر تین دن دعوتیں ہوتیں اور ہر دعوت میں تین تین دن شہروں میں رہنا پڑا اور نو روز تک زیارت شیخ میسر نہ ہوئی۔ ہر جگہ سے قیام دعوت آتا اور شیخ سے واسطے اجازت کے عرض کرتا۔ شاید ان دنوں یاد ہوتا ہے کہ خادم نصیر نامی تھا۔ فرمان شیخ پہنچا کہ فلاں جگہ دعوت میں جا میں نے عرض کی مجھ کو کچھ عرض ہے اس پر مجھ کو طلب فرمایا میں خدمت میں حاضر ہوا تو فرمایا کیا کہنا ہے، میں نے عرض گذاشت کی غلام اودھ سے اس اشتیاق میں آتا ہے کہ چند روز زیر قدم خواجہ رہے اور ہر روز آپ کو دیکھوں، یہاں ہر کوئی دعوت کرتا ہے اور حضرت شیخ کی خدمت میں عرض کرتا ہے مجھ کو حکم آتا ہے کہ دعوت میں جا صبح سے جاتا ہوں اور مولانا برہان الدین غریب کے گھر میں شب بھر رہتا ہوں اور دوسرا دن دعوت کا ہوتا ہے اس دن بھی حضرت کی خدمت میں حاضر نہیں ہو سکتا تیسرے دن بھی لوگ روکتے ہیں کہ ذرا ٹھہرو ناشتہ کرلو دوپہر کو یہاں آتا ہوں اس دن بھی زیارت نصیب نہیں ہوتی۔ تین دن مفت میں گزر جاتے ہیں یہ سن کر شیخ نے خادم سے فرمایا کہ جو کوئی مولانا کو بلانے آیا ہے اسے لوٹا دو اور کہہ دو کہ یاران شہر کی دعوت کریں اور ان کو معذور رکھیں۔

(مجلس پنجاہ و پنجم ص نمبر ۱۴۲ تا ۱۴۱ اردو ترجمہ خیر المجالس و خیر المجالس فارسی ص نمبر ۱۸۷)

خود مرشد کو اپنے مرید کی راحت اور خاطر داری کا بہت خیال رہتا تھا فرماتے ہیں ''ایک بار میں اودھ سے آیا تھا اور بھائی یعنی پدر خواجہ یوسف بھی ہمراہ تھے اور ان دنوں میں نے تقلیل طعام کی تھی، بھائی نے بیشتر سے کہہ دیا کہ فلانے نے کھانا چھوڑ دیا ہے اور معرض تلف میں پڑا ہے خدمت شیخ میں عرض کر دے بیشتر نے خدمت شیخ میں بڑھ چڑھ کر عرض کی کہ جب فلانے کے واسطے لے جاتا ہوں تو بلاکم و کاست ویسی ہی لوٹ آتی ہے۔ جناب شیخ نے افطار کے وقت ایک قرص قریب دو سیر کے مجھے دیا اور بہت سا حلوہ رکھا تھا جن یاروں کا صوم دوام ہوتا ان کو حضرت شیخ کے یہاں سے سوائے رمضان شریف کے سحری ملا کرتی تھی۔ مولانا فخر الدین غریب زرادی اور مولانا حسام الدین ملتانی اور مولانا شہاب الدین یہ ہمیشہ روزہ دار ہوتے تھے مگر مولانا برہان الدین غریب باسبب ضعف جسم روزے سے معذور تھے اور ان کو ماہ رمضان سحری ملتی اور سحری کو کھچڑی روغن پڑی ہوی آیا کرتی۔ یار جمع ہوتے اور ہاتھ دھو کر کھچڑی کھاتے غرض جب شیخ نے مجھ کو وہ قرص دیا تو میں حیران ہوا اس کو کس طرح کھاؤں گا بیمار نہ ہو جاؤں یہ قرص تو میرے لئے بیس دن سے بھی زیادہ کا ہے بعد عشاء وہ قرص میں نے روبرو رکھا اور کچھ کچھ کھانا شروع کیا بعد آدھی رات کے تھوڑی سی آنکھ لگ گئی کہ فی الفور اٹھ کر وضو کیا اور تہجد کی نماز پڑھی پھر وہ قرص لے کر کھانے بیٹھا برکت ولایت شیخ سے صبح تک سب کھالیا اور کوئی زحمت نہ ہوئی۔

کثرتِ ریاضت

جب آپ اپنے مرشد پاک حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہیؒ سے بیعت ہوئے آپ کی عبادات ور یاضت اور مجاہدات میں شب و روز اضافہ ہوتا چلا گیا کئی کئی روز تک لگا تار کھائے پیئے بغیر گذار دیتے اور جب حالت حال ہو جاتا تو ترش اور کڑوی چیز کو زبان سے چکھ لیتے اور پھر مجاہدات میں مشغول ہو جاتے۔ آپ نے سخت سے سخت مجاہدے کئے ایک مرتبہ آپ نے اپنے نفس کو مغلوب کرنے کیلئے کافی مقدار میں لیموں کھائے جسکی وجہ سے آپ سخت بیمار ہو گئے۔ کسی نے جناب محبوبِ الٰہیؒ کو اِس کی اطلاع دی آپ نے حضورؒ چراغ دہلی کو اپنے پاس بلایا جب آپ تشریف لائے تو حضرت محبوبِ الٰہیؒ نے خواجہ اقبال کو حکم دیا ایک روٹی لائیں۔ خواجہ اقبال نے ایک روٹی پر تھوڑا سا حلوہ ڈال کر دیا حضرت محبوب الٰہیؒ نے آپ کو حکم دیا کہ وہ سب کھالیں آپ بڑے پریشان ہوئے کہ سب ایک مرتبہ کیسے کھائیں گے۔ چونکہ پیر و مُرشد کا حکم تھا ٹال نہ سکے سب کھالیا۔

خطاب

حضرت خواجہ نصیر الدینؒ نے اپنے تقویٰ، پرہیزگاری اور خاموش ریاضت کی وجہ سے مرشد کے دل میں جگہ پالی تھی جو اِن کے مشہور مریدوں کو بھی میسر نہ تھی یہ ہی وجہ ہے کہ چالیس سال کی عمر میں حضرت سلطان لمشائخ نے آپ کو ''محمود گنج شرف'' کے عظیم الشان خطاب سے نوازا اس وقت مرشد کیکر کھڑی میں

دریا کے کنارے ایک بالاخانہ میں عبادت الٰہیہ میں مصروف تھے اور اس خلوت میں صرف نصیر الدینؒ ہی کو جانے کی اجازت تھی حضرت چراغ دہلیؒ اس بات کا خاص خیال رکھتے تھے کہ سلطان المشائخ کی خلوت میں کوئی مداخلت نہ ہو۔ ایک دن ایک ایسا واقعہ ہوا کہ ملتان سے چند درویش آئے اور رات کو وہاں قیام کیا صبح ایک درویش دریا میں نہانے لگے تو ایک نوسر باز اچکے نے ان کے کپڑے اُچک لئے اور بھاگ گیا درویش نے شور مچا دیا۔ حضرت نصیر الدینؒ نے انھیں اپنے کپڑے پہنا دیئے صرف اس خیال سے کہ اس شور سے حضرت کے خلوت کدے میں کوئی خلل پیدا نہ ہو اور ان کے معمولات میں کوئی فرق نہ آئے حضرت شیخ نظام الدینؒ کشف سے یہ سب کچھ ملاحظہ فرما رہے تھے۔ نماز چاشت پڑھ کر آپ کو اپنے پاس بلوایا اور شان کریمی کا اظہار فرماتے ہوئے اپنی پوشاکوں میں سے ایک پوشاک پہنا دی۔

(انوار الاولیاء، ص نمبر ۵۴۴، از سید رئیس احمد ندوی نیز مراۃ الاسرار ص ۸۵۸۔۵۹، بحوالہ المعروف چشتیہ شمسیہ)

شعر:

تیرا لقب ہے محمود گنج شرف
تو دہلی کا روشن چراغ ہے

حضرت امیر خسرو

حضرت امیر خسرو کو سلطان المشائخ سے بہت زیادہ قرب حاصل تھا جسکی

وجہ سے آپکی حضرت محبوب الٰہی سے روزانہ عشاء کی نماز کے بعد ملاقات ہوتی تھی اور آپ کو سارے دن کا حال سنایا کرتے تھے۔قربت کی انتہا یہ تھی کہ آپ کو خلوت اور جلوت میں ملاقات کی کوئی ممانعت نہ تھی۔سلطان المشائخ آپ کے بارے میں فرمایا کرتے تھے:

''اے ترک از تمام جہاں ہر غم اوتم نبر نجم وا گراز وجود خود ہ بر نجم از تو نرجم۔''

ترجمہ: ''اے ترک سارے جہاں سے رنجیدہ ہو جاؤں لیکن تجھ سے نہ رنجیدہ خاطر ہوں۔اگر اپنے وجود سے بھی رنجیدہ ہو جاؤں لیکن تجھ سے نہ رنجیدہ خاطر ہو جاؤں۔''(مقابیس المجالس ص ۲۷۶)

اور اکثر آپ یہ شعر بھی پڑھا کرتے تھے:

گر برائے ترک اوّہ بر تارک نہیند
تُرک تارک گرم واما نگیرم تَرک تُرک

اگر تُرک یعنی امیر خسرو کو تَرک کرنے یعنی چھوڑنے کیلئے میرے تارک یعنی سر پر آرہ بھی چلایا جائے تو اپنے سر کو قربان کردوں گا لیکن تُرک (امیر خُسرو کو تَرک نہیں کروں گا، یعنی نہیں چھوڑوں گا)(مقابیس المجالس ص نمبر ۲۷۲)

آپ حضرت امیر خُسرو شعرا کے بادشاہ ہیں اور علم و فضل میں یکتا ِروزگار ہیں آپ کو مضمون نگاری، شعر گوئی اور اصناف سخن میں کمال حاصل تھا۔آپ نے

اپنے پیر و مرشد کے ارشادات کی تعمیل کی ان کا حکم تھا کہ اصفہانیوں کے طرز پر شعر کہوں باوجود علم و فضل اور تصوف کے صفات اور درویشوں کے حالات سے موصوف تھے۔ آپ کے بادشاہوں سے تعلقات تھے اور سلوکِ امرأ سے خوش طبعی سے میل ملاپ تھا۔ لیکن آپ ان سب کی طرف دل سے متوجہ نہ تھے یہ بات اِسطرح سمجھ آسکتی ہے کہ آپ کے کلام میں جتنی برکات ہیں وہ سب سلطان المشائخ ؒ کا فیض ہے کیونکہ گنہگاروں کے دل برکات سے محروم اور اِن کے کلام سے قبولیت اور تاثرِ قلبی نصیب نہیں ہوتی۔

عظیم المرتبت مرشد کی وصیت

آپ قیام دہلی کے دوران اکثر ایودھیا اپنی بڑی بہن اور اپنے بھانجوں اور جانشین حضرت شیخ زین الدین ادوھی ؒ اور علامہ کمال الدین اودھی سے ملنے جایا کرتے تھے اس دوران ملاقاتیوں کا تانتا بندھ جاتا اکثر آپکے دل میں خیال آیا کہ کثرت سے وحدت کی طرف رجوع ہونا چاہیئے آپ نے اس خیال سے حضرت امیر خسرو سے درخواست کی کہ آپ حضرت محبوب الہیٰ سے اجازت طلب کر دیں کیونکہ شہر میں رہنے سے مشغولی میں فرق آتا ہے اور عبادت میں خلل واقع ہوتا ہے لوگ ہر وقت آتے جاتے رہتے ہیں اگر حکم ہو تو جنگل میں گوشۂ تنہائی اختیار کرلوں تاکہ سکون و اطمنان سے عبادت و ریاضت کرسکوں۔ آپ کی درخواست پر حضرت امیر خسرو نے مرشد پاک شیخ نظام الدین محبوب الہیٰ ؒ کی

خدمت میں عرض گذاشت پیش کر دی تو مرشد پاک نے آپ کو اپنی خلوت میں بلوا لیا اور فرمایا۔

آپ کو شہر میں رہنا چاہیے اور مخلوق کی جفاو قضا کو برداشت کرنا چاہیے اور اس کے بدلے اس کے ساتھ بذل و ایثار اور عطا کرنی چاہیے۔ اس سلسلہ میں حضرت محبوب الٰہیؒ نے یہ ارشاد فرمایا کہ مختلف لوگ مختلف کاموں کے لیے موزوں ہوتے ہیں۔ اس لیے میں کسی سے تو یہ کہتا ہوں کہ اپنے لب کو بھی بند رکھے اور اپنے دروازے بھی اور کسی کو ہدایت کرتا ہوں کہ وہ مریدوں کی تعداد بڑھائے اور کسی کو یہ حکم بھی دیتا ہوں کہ خلق اللہ کے درمیان ہی میں رہے اور ان کے جفاؤں کو برداشت کرتے ہوئے ان سے حسن سلوک سے پیش آئے یہ ہی مقام انبیاء اور اولیاء کا ہے۔ (مجالس صوفیہ ص نمبر ۲۷۹ بحوالہ سیر اولیاء ص نمبر ۲۳۸)

اس کے بعد حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا ایک واقعہ سنایا۔ ارشاد ہوا'' میں اپنے مرشد حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ کے پاس اجودھن میں حاضر ہوا تو میرے کپڑے پرانے اور پھٹے ہوئے تھے میرا ایک ہم سبق دوست ملا کہنے لگا کہ اگر مزید نہیں تو دہلی میں معلمی ہی کر لیتے یہ حال تو نہ ہوتا یہ سن کر جب حضرت فریدؒ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے پہلے ہی یہ سوال پوچھا کہ'' اگر کوئی آپکا دوست آپ سے یہ سوال کرے کہ کس بے کسی میں پھر رہے ہو اور معلمی ہی کر لیتے تو یہ حال تو نہ ہوتا تو اسے آپ کیا جواب دیں گے۔ میں نے جواباً عرض کیا جو حکم

ہوگا وہی جواب دونگا آپ نے فرمایا اسے کہہ دو:

نہ ہمسر ہی تو میرا خویش گیرو بر

تیرا سعادت باد میرا نگوں ساری

ترجمہ: ''تو مجھے اپنا ہمراہ نہ سمجھ اپنا راستہ لے اگر تجھے سعادت عطا ہوئی ہے میرے نزدیک عاجزی ونگوساری کافی ہے۔''

پھر ارشاد ہوا جاؤ کھانے اور مٹھائی کا خوان لاؤ میں لے آیا تو ارشاد ہوا سر پر رکھ لو اور دوست کے پاس لے چلو میں نے ایسا ہی کیا دوست کو سارا ماجرا سنایا اور حضرت کا شعر بھی سنایا وہ دل وجان سے فریفتہ ہوگیا حاضر ہوا اور قدم بوسی کی اور بیعت ہوگیا۔ (مراۃ الاسرار ص ۸۶۰)

جب میرے دوست نے یہ انداز دیکھا تو مجھے حضرت کی صحبت پر مبارکباد پیش کی ۔ (انوار الاولیاء ص نمبر ۵۴۵)

حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی نے اپنے پیر و مرشد حضرت شیخ المشائخ خواجہ نظام الدین محبوب الٰہیؒ کی زبانی جب یہ واقعہ سنا تو دل میں عشق الٰہی کے دریا موجزن ہونے کے ساتھ ساتھ مرشد کی محبت بھی بڑھ گئی اور اس واقعہ کے بعد آپ بڑی دل سوزی سے مرشد کی خدمت میں شب وروز مشغول ہو گئے اس ہی لیے تمام درویش ان کو نصیر الدین محمود گنج کہا کرتے تھے آپ کو زیادہ محبوب بھی رکھتے تھے ۔ (مجالس صوفیہ ص نمبر ۲۷۷ بحوالہ سیر العارفین ص نمبر ۹۲)

حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلیؒ کو اپنے مرشد سے بڑی والہانہ محبت تھی۔ حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلیؒ نے اپنے پیر و مرشد سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی کے حکم کی تعمیل کی اور آبادی میں رہ کر عبادت و ریاضت کو جاری و ساری رکھا۔

صاحب مجالس صوفیہ ص نمبر ۲۷۹ پر بحوالہ خیر المجالس مرتبہ حمید شاعر قلندر تحریر فرماتے ہیں سالہا سال سے مجھ کو یہ آرزو رہی کہ ایک تہ بند اور کرتہ پہن کر کلاہ سر پر رکھ کر کوہ بیاباں یا کسی مسجد و مزار میں جا بیٹھوں پھر شہر کو یاد کر کے فرمایا کہ وہاں بہت خطیرے دل پسند ہیں۔ وہاں مجھ کو خلوت سے بہت راحت اور تسکین ہوتی۔ ان دنوں وہ مزار اور خطیرے نہیں رہے سنتا ہوں کہ وہ سب مقامات دلکش خراب و برباد ہو گئے ہیں پھر فرمایا کہ خواجہ محمود والد معین الدین جو بھانجا مولانا کمال الدین کا ہے میرے ہمراہ ہوا کرتے ہمیشہ نماز صبح مسجد میں پڑھ کر ہم نکلتے اور وظیفہ پڑھتے جاتے راہ میں جب کسی مزار پر پہنچتے تو میں محمود سے کہتا اب تم چاہو مکان کو جاؤ چاہو اور کسی مزار پر تنہا مشغول ہو جاؤ۔ وہ میرا کہنا قبول کر کے جدا کسی مزار پر ظہر تک جا کر مشغول ہو جاتا پھر ہم نماز کے وقت طہارت کو نکلتے، اذان کہتے، دس بارہ درویش اپنے مقام مشغولی سے آ کر جمع ہو جاتے۔ نماز با جماعت پڑھتے اور مجھ کو امام بناتے پھر باقی روز ذکر و شغل میں گزرتا۔ یہاں تک کہ نماز مغرب و عشاء زمین صحرا میں ہوتی پھر وظیفہ پڑھتے ہوئے گھر آتے۔ جب جنگل میں

دن کو قیلولہ کرتے تو گرد چند درختوں کے رسی گھیر دیتے اور درمیان میں سو رہتے۔ نہ درندوں کا ڈر ہوتا نہ چور کا کہ بدھنا/لوٹا لے جائیگا۔ شب کو گھروں میں ایک جگہ مقرر تھی وہاں مشغول رہتے اسی راحت و آرام میں چند سال گزر گئے۔

اخلاق حسنہ

حضور چراغ دہلیؒ کے پیر و مرشد حضرت شیخ نظام الدین محبوبِ الٰہیؒ نے وصیت فرمائی تھی کہ آپ نے عوام الناس میں رہ کر تکالیف برداشت کرنی ہیں اس پر ایک نظر ڈالتیں ہیں کہ آپ نے کس انداز میں اور کس حد تک تکالیف برداشت فرمائیں۔ آپ اپنے مرشد گرامی کی وصیت کے مطابق عوام میں رہے اور ان کی خدمت میں کوئی کسر نہ چھوڑی لیکن جس طرح لوگوں نے آپ کو ایذا دی آپ نے اس پر صبر کیا وہ صرف آپ ہی کی ہمت تھی۔ کسی نے آپ کی پوشاک مبارک چرالی آپ نے اسے بھی کچھ نہ کہا۔ ایک تکلیف دہ واقعہ پیش ہوا کہ حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلیؒ ظہر کی نماز ادا کرنے کے بعد آپ اپنے حجرے خاص میں ورد و وظائف میں مشغول تھے اور آپ کے دروازے پر کوئی دربان وغیرہ نہ تھا فقط آپ کے بھانجے اور آپ کے جانشین حضرت شیخ مولانا زین الدینؒ خادم خاص کی طرح آپ کے پاس رہتے تھے لیکن ورد و وظائف کے دوران وہ کبھی حاضر ہوتے اور کبھی اپنی عبادت میں مشغول ہوتے۔ آپ وظیفہ خوانی میں مشغول تھے کہ تراب نامی ایک قلندر آیا اور اس نے چھری سے آپ کے کوئی گیارہ زخم لگائے آپ

عبادت میں مشغول تھے اس لئے اپنی جگہ سے نہ ہلے لیکن جب حجرے کی نالی سے خون آلود پانی بہنا شروع ہوا تو آپ کے بعض مریدوں کو جو کہ باہر تھے تشویش ہوئی اندر آئے تو دیکھا کہ وہ نابکار قلندر آپ پر چھریاں چلا رہا ہے اور حضرت اُف نہیں کرتے۔ انھوں نے چاہا کہ قلندر کو اس کے کیے کی سزا دیں لیکن۔ حضرت نے انھیں منع فرما دیا۔ اور اپنے منتخب مریدوں سے عہد لیا کہ قلندر سے کسی قسم کا مواخذہ نہ کریں گے اور قلندر کو بیس تنگے عطا کئے اور بہت معذرت کے بعد رخصت کیا۔

رضائے عزوجل پر راضی رہنے کا کتنا اونچا معیار ہے اور مرشد پاک کے ارشاد گرامی پر عمل کرنے کا کتنا خوبصورت انداز ہے یہ رضا جوئی اور اطاعت گذاری ہمارے حضور حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلیؒ کا وہ خاصہ ہے جس کی مثالیں انبیاؑ اور عالی مرتبت صاحبہ کرام کے بعد کہیں کہیں نظر آتی رہین یہ ہی چند مخصوص لوگ انسانیت کے حقیقی علمدار ہیں اور حیات اسلامی کے اصلی قائد ہیں۔ اتنے زخم کھا کر مسکرانے والے عظیم القدر انسان اس واقعہ کے بعد تین سال تک زندہ رہے اور آپؒ نے اپنے خون مقدس سے چشت اہل بہشت کے اکابر کے طریقے کو جلا بخشی۔ سبحان اللہ۔

شعر:

عاصیوں جہالت کے اندھیروں میں نہ بھٹکو
سیرت نصیر الدین محمود روشن چراغ ہے

لقب چراغِ دہلی

آپ کے پیر و مرشد حضرت شیخ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی ؒ کی خانقاہ میں ملک کے ممتاز مشائخ اور درویشوں کی مجلس ہو رہی تھی۔ اتفاق سے حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی ؒ بھی حضرت محبوب الٰہی ؒ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے مرشد گرامی نے آپ کو دیکھا اور بیٹھ جانے کا حکم دیا آپ نے پیر و مرشد سے جواباً عرض کیا: ''حضرت میرے یہاں بیٹھنے سے آپ اور مقتدر و ممتاز مشائخ کی طرف پیٹھ ہو گی لہذا یوں میرا بیٹھنا آپ کی اور اس مجلس کی گستاخی میں شمار ہو گا اور یہ آداب مجلس کے خلاف بھی ہے'' حضرت محبوب الٰہی ؒ نے دوبارہ بیٹھنے کا حکم دیا اور ارشاد فرمایا ''چراغ کی کوئی رو پُشت نہیں ہوتی اس کی روشنی ہمیشہ تمام سمتوں میں یکساں ہوتی ہے'' آپ اپنے پیر و مرشد کے حکم کے مطابق بیٹھ گئے۔ آپ کی رو پشت یکساں تھی۔ یعنی جیسے آپ آگے دیکھ رہے تھے اب اپنی پُشت کی طرف بھی دیکھنے لگے۔۔ اسی دن سے آپ ''چراغ دہلی'' کے لقب سے مشہور ہو گئے۔

(دلی کے بائیس خواجہ ص نمبر ۱۴۸،۱۴۷)

آپ کے لقب چراغ دہلی کی نسبت سے شیخ جمالی مصنف سیر العارفین

۱۵۶ میں لکھتے ہیں جب ایک مرتبہ حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت ؒ مکہ معظمہ میں شیخ عبداللہ یافعی سے ملاقات کے دوران اولیاء دہلی کی نسبت سے گفتگو ہوئی تو عبداللہ یافعی نے کہا اگرچہ دہلی کے پرانے مشائخ کبار واصل بحق ہو گئے۔ لیکن ابھی شیخ نصیر الدین اودھیؒ دہلی کے چراغ باقی ہیں اوران کی وجہ سے دہلی کا چراغ روشن ہے۔حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشتؒ کچھ عرصے کے بعد مکہ معظمہ سے دہلی واپس آئے اورلوگوں سے شیخ عبداللہ یافعی کے اِس بیان کاذکرکیا جس کی شہرت کے بعدآپ چراغِ دہلی کے نام سے مشہور ہو گئے بعدازاں مخدوم جہانیاں جہاں گشت نے حضور چراغ دہلی سے بیعت ہوئے اور پھر خلافت سے مشرف ہوئے۔(المعروف چشتیہ شمسیہ۔سیر العارفین ص نمبر ۱۵۶)

آپ کی عظمتِ ولایت

حضورنصیر الدین چراغ دہلیؒ اپنے صبر واستقلال سے زمانے کی تلخیوں پرغالب آئے۔جب آپ کے پیرومرشد حضرت سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہیؒ نے عوام میں رہنے اور زمانے کی سختیوں کو برداشت کرنے کی تلقین فرمائی، دیگر مشائخ اور اکابرین مشائخ اس سے سمجھ گئے تھے کہ حضرت سلطان المشائخ اپنے ہر دلعزیز خلیفہ کو اپنا جانشین بنا کر مسند نظامی پر مسند نشین کرنا چاہتے ہیں۔آخرکارایک دن ایساہی ہوا کہ حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلیؒ ”مسندنظامی پرجلوہ افروزہوئے اورکم وبیش تیس سے پینتیس سال حق سجادگی ادا کیا

اور خانقاہ نظامی کے معمولات میں کوئی فرق نہ آنے دیا۔ یہ آپکی بہت بڑی کرامت ہے۔ یہاں پر جناب سید محمد مکی فرماتے ہیں کہ حضرت نصیر الدین چراغ دہلیؒ کم و بیش اٹھائیس سال قطب مدار کے اعلی درجہ پر فائز رہے آپکو یہ درجہ بھی آپ کے صبر و استقلال اور تحمل و برداشت کے صلے میں ملا۔ اِس کے بعد آپ مقام فردانیت پر جلوہ ریز رہے اور وہاں سے عالم بقا کی طرف رحلت فرمائی۔

جناب میر محمد مکیؒ صاحب ان مدارج کی تفصیل اسطرح بیان فرماتے ہیں کہ: قطب وہ ہوتا ہے جو ولی کو مقام ِولایت سے معزول کرسکتا ہے اور قطب مدار وہ ہے جو سارے جہاں کا قطب ہے اسے اللہ کریم نے یہ اختیار دے رکھا ہوتا ہے کہ وہ جس قطب کو چاہے منصبِ قطبیت سے معزول کردے۔ ایک فرشتے کو اس کے ساتھ لگا کر یہ حکم دیا جاتا ہے کہ قطب مدار جو کچھ کہے اس کی تعمیل کی جائے لوح محفوظ کے احکام میں بھی وہ تصرف کرسکتا ہے عرش و کرسی تک بھی قطب مدار کا تصرف ہوتا ہے۔ قطب مدار اس مقام سے ترقی کر کے مقام فردانیت پر پہنچتا ہے۔ یہ مقام انبساط و موافقت ہوتا ہے یہاں کوئی خواہش نہیں ہوتی سب خواہش اور مرادیں ختم ہو جاتی ہیں۔ نامرادی مردان حق کی مراد ہوتی ہے۔

مذکورہ بالا باتوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلیؒ برصغیر کے نامور اولیاء اکرام میں سے ایک ہیں۔

شعر:

تیری لو سے ملی سب کو عظمتِ ولایت
تو سلسلہ چشت کا روشن چراغ ہے

خلافت

جب حضرت سلطان المشائخ کا وقت رحلت قریب آیا تو آپ نے اپنے منتخب خلفاء کو طلب کیا مولانا برہان الدین غریب کو دستار خاص شال خلافت، پیرہن اور مصلیٰ عطا ہوا۔ اور ارشاد ہوا کہ آپ دکن تشریف لیجائیں اور فرائض ارشاد و ہدایت بجالائیں یہی چیزیں شیخ یعقوب پیٹنی ؒ کو عطا ہوئیں اور گجرات کی طرف روانگی کا حکم ہوا۔ مولانا شمس الدین یحییٰ کو دستار اور پیرہن اور بہت سے پارچہ جات دوسرے خلفاء کو مرحمت ہوئے۔ یہاں تک کہ حضرت سلطان المشائخ کا بقچہ خالی ہو گیا اور کوئی کپڑا باقی نہ رہا یہاں پر جناب شیخ نصیر الدین چراغ دہلی ؒ بھی حاضر تھے۔ انھیں کچھ نہ ملا اور نہ کچھ ارشاد ہوا۔ حاضرین مجلس بڑے حیران تھے۔ شیخ نصیر الدین ؒ کس سبب سے محروم رہ گئے۔ حسب سابق آپ نے صبر و استقلال کا مظاہرہ کیا چند ہی روز گزرے کہ آپ کو حضرت سلطان المشائخ ؒ نے طلب فرمایا خرقہ، مصلیٰ، تسبیح، اور جوتی نعلیں، جو کہ حضرت بابا فرید الدین ؒ سے آپ کو ملا تھا انھیں عطا کیا اور فرمایا: ''شمارا در شہر دہلی بائید بود و صفائے وقضائے مردم پائد کشید''۔

حضرت سلطان المشائخ نے غیاث الدین تغلق کے زمانے میں سماع

کے متعلق محضر کا واقعہ دیکھا تھا ان کی چشم دوربین نے اندازہ کرلیا کہ دہلی میں تصوف کا عہد زریں ختم ہوا اور اب آئندہ جو زمانہ آنے والا ہے۔ وہ آزمائش کا زمانہ ہے چنانچہ انھوں نے سجادہ نشینی کیلئے ایسے بزرگ کو منتخب کیا جو اس کانٹوں کے تاج کیلئے سب سے زیادہ موزوں تھے جن کے زہد و تقوے کے دوست اور دشمن گواہ تھے۔ صبر و تحمل اور استقلال کا آہنی پہاڑ تھے۔

تربیتِ مرید

جب کوئی شخص آپؒ کا مرید ہونے کیلئے آتا۔ آپ اسکو بیعت کر لیتے اور یہ ارشاد فرماتے، کہ جب کوئی طریقت میں داخل ہوتا ہے اس کو چاہیئے کہ آستین چھوٹی کرے اور دامن کو اونچا رکھے اور سر منڈوائے۔" آستین چھوٹی کرنے کا مقصد یہ ہے کہ جب کوئی صوفیا کرام کا طریقہ اپنا تا ہے تو اس کو چاہیے اپنا ہاتھ قلم کر دے (یعنی کاٹ دے) تا کہ ان کو مخلوق کے آگے نہ پھیلائے اور جو چیز یا کوئی کام جو نہ کرنے کا ہو نہ تو ہاتھ میں لے نہ ہی اسکو ہاتھ لگائے۔ لیکن ہاتھ قلم کرنے سے بہت سی عبادات سے محروم ہو جائیگا۔ مثلاً وضو، غسل، مصافحہ نہ کر سکے گا۔ تو اب کیا کرے جو چیز ہاتھ کے قریب ہے۔ یقیناً آستین ہے اسکو کچھ کاٹ لے تا کہ اسے یاد رہے کہ تو بے دست ہے۔ گویا تیرا ہاتھ کٹا ہوا ہے۔ پھر بعد اسکے کسی کے آگے ہاتھ نہ پھیلائے نہ لینے کی چیز کو ہاتھ لگائے۔ دامن اونچا کرنے کا مقصد یہ ہے جب کوئی طریقت میں آتا ہے اسکو لازم ہے کہ وہ اپنے پاؤں کٹوا دے تا کہ کسی جگہ نہ جا

سکے اور محفل معصیت میں شامل نہ ہو سکے۔لیکن اگر پاؤں کاٹتا ہے تو ثواب جمعہ اور جماعت اور بہت سی بھلائیوں سے محروم رہے گا۔اس ہی لئے جو چیز اس کے نزدیک یعنی دامن کو تاہ کردے گویا پاؤں کاٹے،سر منڈانے کا مقصد یہ ہے کہ جب کوئی طریقہ صوفی اپنانا ہے اسکو لازم آتا ہے کہ وہ اپنا سر کاٹ ڈالے اس لئے پہلا قدم راہ حقہ میں سر کی بازی ہے لیکن اگر سر کاٹے گا تو مر جائیگا اور سب چیزوں سے محروم ہو جائیگا پھر اسے چاہیئے کہ سارے بال کٹوادے یعنی سر منڈوادے گویا سر کٹوا دیا گنجے سر سے کچھ کام نہیں ہو سکتا یوں سر منڈائے ہوئے سر سے کوئی امر خلافِ شرع نہیں ہو سکتا اور خیال رکھے کہ میں نے راہ خدا میں سر کٹا دیا ہے اس سے ایک فائدہ یہ ہوتا ہے کہ سر کے ہر بال کے نیچے شیطان ہے،سو جس نے سر منڈایا گویا اُس نے خانہ شیطان کا خراب کیا۔پھر فرماتے ہیں امتوں کی ہر توبہ ساتھ قتل نفس سے ہوا کرتی تھی۔چنانچہ ارشاد فرمایا:

فَتُوْبُوْٓا اِلٰی بَارِئِکُمْ فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَکُمْ ط (البقرہ:۵۴)

بعض کتابوں میں ہے کہ یہ آیت منسوخ نہیں کہ توبہ اگلی امتوں کی ساتھ قتل کے تھی اور امت مرحومہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توبہ یہ مقرر ہوئی ہے گناہوں سے نادم آئندہ کو ترک معاصی پر مضبوط رہے تو جو شخص ترک شہوات ولذات کرتا ہے وہ فی الحقیقت اپنے نفس کو قتل کرتا ہے۔" آپ مرید کو ہمیشہ باجماعت نماز کی تلقین فرماتے اور جمعہ کے متعلق فرماتے کہ جمعہ فوت نہیں ہونا چاہیئے اس کے علاوہ

دوسرے ایام کے علاوہ ایام بیض کے روزے فرض عین کی طرح رکھنے کی ہدایت فرماتے۔ایام بیض کے روزوں کی وصیت بیان کرتے کہ ان روزوں سے ان پر روزی فراخ ہوجاتی ہے آپ نئے اور پرانے مریدوں کو وصیت کرتے جو کام اللہ اوراس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا اسے نہ کریں۔

ایک مرتبہ ایک سید صاحب بیعت کیلئے آئے ملازمتاً شاہی محرر تھے۔آپ نے ان سید زادے کو بیعت کیا اور اپنا مرید کرلیا۔ پھر آپ نے مزکورہ بالا تمام ہدیات کیں اور آپ نے سیدزادے سے پوچھا کیا کرتے ہو۔انھوں نے کہا قران پڑھتا ہوں۔آپ نے فرمایا حدیث شریف میں ہے کہ اھل القرآن ھم اھل اللہ خاصہ۔ سید صاحب باوجود نوکر ہونے کے تلاوت میں مشغول رہتے تھے فرمایا اگر کوئی گھریا راستہ چلتے شب و روز قرآن پڑھتا رہے اور ذکر خدا میں مشغول رہے تو اس کیلئے نوکری اور کاروبار حجاب نہیں وہ صوفی ہے پھر آپ نے یہ شعر شیخ سعدیؒ کا ارشاد فرمایا:

مراد اہل طریقت لباس ظاہر نیست
کمز بخدمت سلطان بہ ہند وصوفی باش

احوال بعداز وصالِ مُرشد پاک

حضرت نصیر الدین چراغ دہلی کے پیرو مرشد حضرت خواجہ نظام الدین اولیا محبوب الٰہیؒ کے عدم نکاح کے باعث آپ کی اپنی کوئی اولاد نہ تھی۔لہٰذا آپ

کے وصال کے بعد جماعت خانہ اور خانقاہ یہ تمام جائیداد آپ کی ہمشیرہ کی اولاد کی وراثت ہوگئی۔ اور حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلیؒ شہر دہلی سے ۱۷ کلو میٹر جنوب میں واقع موضع چراغ دہلیؒ میں منتقل ہو گئے۔ جہاں آپ کا مزار شریف آج بھی مرجع انام ہے۔

آپ نے بھی اپنے پیر و مرشد سلطان المشائخ حضرت شیخ نظام الدین محبوب الٰہی کی طرح بڑا مشکل وقت گزارا۔ جانشنی کے ابتدائی دور میں بڑی تکلیف اور بڑی غربت میں گذر اوقات کی، حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلیؒ اپنے ملفوظات میں اپنے ان ایام کا ذکر فرماتے ہیں کہ میں نے ایک دن روزہ رکھا دو دن گزر گئے لیکن کچھ کھانے کو نہ ملا میرا ایک آشنا تھو نامی تھا وہ دو روٹیاں اور ترکاری دستر خوان میں لپیٹ کر میرے پاس لا یا اس حال میں اس کھانے نے وہ مزا دیا کہ بیان نہیں ہوسکتا۔

(مجالس صوفیہ ص نمبر ۲۸۴ بحوالہ خیر المجالس مجلس شعت وسم فارسی صفہ ۱ تا ۲۱۴)

اکثر آپ کے گھر میں روشنی نہ ہوتی اور کئی دن آپ کا چولھا نہیں جلتا آپ کے عزیز و اقرباء سامان معاش کرنا چاہتے لیکن آپ انھیں منع فرما دیتے کیونکہ وہ آپ کا مزاج پہنچان گئے تھے کہ مشقت اور بے سرو سامانی میں ہی خوش رہتے ہیں۔ اس لئے انھوں نے آپکا یہ خیال کرنا چھوڑ دیا اگر کوئی دنیادار آپ سے ملنے آتا تو آپ اپنے شیخ کا جبہ پہن کر بیٹھ جاتے اور جب وہ جلد چلا جاتا تو کھاروے کا لباس پہن لیتے تھے۔ جامہ شیخ پہن کر آپ وضو کرنا پسند نہ فرماتے لیکن اسکو پہن

کر لوگوں سے اپنا فقر چھپاتے تھے۔ کچھ دنوں کے بعد تنگ دستی جاتی رہی اور آپ کے دن بہتر ہوتے چلے گئے حضرت خواجہ نصیر الدینؒ اس غربت بھر دنوں کو برابر یاد کیا کرتے تھے دو دن کے فاقے کے بعد آپ کو جَو کی روٹی اور تر کاری ملی تھی اس کے مزے کو یاد کر کے سر کو ہلاتے اور فرماتے جاتے تھے کہ سبحان اللہ یہ فقر بھی کیا نعمت ہے اس کے اول اور آخر دونوں خوب ہیں اور کیا شاندار دن اور پر کیف زمانہ تھا یہ کہہ کر روتے یعنی وہ ذوق پھر حاصل کر لیتے۔

(مجالس صوفیہ ص نمبر ۲۸۶ بحوالہ خیر المجالس شعت وسوم فارسی ص نمبر ۲۱۳)

جب مکمل طور پر آپ کے معاشی حالات اچھے ہو گئے اور فارغ البالی کے زمانہ میں مہمان اور مریدوں کے لیے دستر خواں پر اچھے اچھے کھانے ہوتے لیکن آپ روزے سے ہوتے لیکن مہمانوں کو بڑے محبت وشفقت سے لذیذ کھانے کھلاتے کبھی کبھی کسی مہمان کی خاطر افطار کر لیتے ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ آپ کے دستر خوان پر حلوے کی کئی قسمیں تھیں اور ایک حاجی نے عرب کے کھانے بھی پیش کئے حاضرین میں سے ایک صاحب روزہ رکھے ہوئے تھے حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی نے ان کی خاطر افطار کر لیا اور احبابوں کو خوب لجانے کی تاکید فرمائی۔ (مجالس بحوالہ ص نمر ۲۸۵ مجلس یضاد ویلم فارسی بحوالہ ص نمبر ۲۲۳)

دستر خواں پر پند ونصیحت

حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلیؒ کے دستر خواں پر بہت عمدہ اور لذیذ پلاؤ تھا۔ حاضرین کو بڑی شفقت اور محبت سے کھلا رہے تھے اور دست مبارک

سے پلاؤ کو پلیٹوں میں ڈالتے جارہے تھے اور تاکید فرماتے جاتے تھے کہ میرے عزیزوں خوب کھاؤ، جب تمام احباب کھا چکتے تو فرماتے طعام حلال وطیب وہ ہے کہ کھانا کھاتے وقت یہ خیال رہے کہ اللہ تعالی دیکھ رہا ہے اور اللہ کے واسطے کھائے اور یہ نیت رکھے جو قوت اس کھانے سے پیدا ہوگی وہ اطاعت وعبادت گزاری میں صرف ہوگی۔ تو وہ عین عبادت ونماز میں ہوگا۔ فرمایا: ایک دن صحابہ کرام رضوان اللہ علیہ السلام نے خدمت نبوی میں حاضر ہو کر عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: ہم کھانا کھاتے ہیں مگر پیٹ نہیں بھرتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا شاید تم تنہا کھاتے ہو صحابہ کرام نے عرض کی یارسول اللہ یہ بات بالکل درست ہے۔ ہر شخص الگ الگ کھانا کھاتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اب اکٹھا ہو کر کھایا کرو، پہلے بسم اللہ کیا کرو اللہ تعالی برکت دے گا۔

صاحب مجالس صوفیہ بحوالہ مجلس ۶۳ فارسی ص نمبر ۲۱۳ سے نقل فرماتے ہیں ایک عید الضحی کے دن بہت سے لوگ ملنے آئے ان کی خاطر دستر خوان لگایا گیا جس پر اچھے اچھے کھانے اور بہت لذیذ حلوے تھے حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلیؒ نے اس موقع پر یہ حکایت سنائی کہ ایک بار ایک درویش شیخ ابوسعیدؒ کی خدمت میں حاضر ہوا ان کے سامان امارت میں بارگاہ شاہی طنابہائے ریشمی میخائے زریں دیکھ کر وہ سوچنے لگا کہ یہ کیسی درویشی ہے یہ تو کسی بادشاہ کو بھی میسر نہیں حضرت ابوسعیدؒ نے اس کے خیال کو نورِ باطن سے معلوم کر لیا اور اس سے

مخاطب ہو کر فرمایا۔اے درویش ہم نے خیمہ کی میخ دل میں نہیں نصب کی ہے زمین میں گاڑھی ہے یہ بھی فرمایا کہ دنیا کی مثال تیرے سایہ کی ہے اگر اس طرف رخ کرے تو تیرے پیچھے ہوگا اور اس کی طرف بشت کرے تو تیرے آگے ہوگا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ کچھ معتقدین حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلیؒ کے سامنے پالودہ یعنی (فالودہ) نوش کر رہے تھے اور حسبِ معمول پند و نصائح کی محفل گرم تھی آپ نے فرمایا۔ایک بار حضرت ابراہیم بن ادہمؒ ایک شہر کی مسجد میں مقیم تھے رات کو دروازہ کھول کر باہر نکلے چوکیدار نے چور سمجھ کر پکڑ لیا اور کوتوالی نے بادشاہ کے حضور پیش کیا بادشاہ نے ان کے لیے کھانا منگایا۔ایک آراستہ دسترخوان پر پہلے ان کے سامنے پالودہ کا پیالہ رکھا گیا حضرت ابراہیم بن ادھم قدس سرہ العزیز نے پیالہ کو غور سے دیکھا مگر اس میں سے کچھ کھانا پسند نہ کیا بادشاہ نے پوچھا پالودہ کو آپ دیکھتے ہیں لیکن کھاتے نہیں ۔حضرت ابراہیم بن ادھم قدس سرہ العزیز نے فرمایا پالودے سے قیامت یاد آتی ہے بادشاہ نے کہا وہ کیسے ۔فرمایا اس دن دو گروہ ہوں گے ایک پالودہ اور ایک آلودہ فریق فی الجنۃ و فریق فی السعیر کا اشارہ اسی طرف ہے جس نے اپنے آپ کو دنیا میں مجاہدہ طاعت و عبادت میں پالودہ کیا تو بہشت میں چلے جائیں گئے اور جو آلودہ معصیت ہیں ان کو آتش دوزخ میں پاک وصاف کر کے بہشت لے جائیں گے ۔بادشاہ نے یہ سن کر کہا اے درویش آپکی باتوں سے دل دہل گیا۔

(مجالس صوفیہ ص نمبر ۷۸ ۴ بحوالہ مجلس یقتارم فارسی ص نمبر ۲۳۱)

اشاعت علم اور اشاعتِ دین

آپ کے مرشد گرامی کے وصال کے بعد آپ کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے۔ آپ اپنے صبر و استقلال سے زمانے کی تلخیوں پر غالب آئے اور ان پابندیوں کے باوجود جو کہ سلطان محمد تغلق نے آپ پر عائد کی ہوئی تھیں۔ آپ نے نظامی سلسلے کو درہم برہم نہ ہونے دیا جبکہ آپ کو حضرت سلطان المشائخ کی سی وجیہہ شخصیت اور جلالی شان میسر نہ تھی لیکن اسکے باوجود ارشاد و ہدایت اور اشاعت کے سلسلے میں بڑے ٹھوس کام کیئے۔ اور آپ اپنے مرشد سے کسی طرح بھی پیچھے نہ رہے جیسا کہ حضرت سلطان المشائخ ؒ نے ملک کے اطراف میں خلفا کو بھیج کر ارشاد و ہدایت کا سلسلہ شروع کیا تھا۔ آپ نے اسے جاری رکھتے ہوئے اِسے ترقی دی، نیز دکن میں خواجہ بندہ نواز گیسو دراز کو جو مرتبہ ملا اس سے عوام الناس اچھی طرح واقف ہیں آپ کے خلیفہ تھے اور آپ کے وصال کے بعد آپ کے حسب الحکم دکن تشریف لے گئے۔

وہاں آپ نے تقریباً ۲۲ سال قیام کیا اور دین اسلام کی تبلیغ کی اور سلسلہ چشتیہ نظامیہ کو پھیلایا۔

حضور چراغ دہلی نے اپنے بھانجے حضرت علامہ کمال الدین کے صاحبزادے حضرت شیخ الاسلام شیخ سراج الدین کو اپنا خرقہ خلافت دے کر گجرات روانہ کر دیا جہاں آپ مدتوں رشد و ہدایت میں مشغول رہے اور سلسلہ چشتیہ نظامیہ کو

وسعت دیتے رہے۔حضور شیخ الاسلام نے اپنے صاحبزادے حضرت خواجہ شیخ علم الدین کو خلافت خصوصی عطا فرمائی لہذا آپ ہی مسند پر مسند نشین ہوئے اور اپنے آباؤ اجداد کی سنت ساعیہ کو زندہ رکھا آپ حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدت مندوں میں سے اس وقت کے سب سے بڑے فاضل عالم ہیں آپ کا مزار گجرات کے سابق دارالخلافہ نہر والا پٹن میں واقع ہے۔عہد فیروز شاہی کے مشہور عالم تین بزرگ مولانا احمد تھانیسری، مولانا خواجگی اور قاضی عبدالمقتدر یہ تینوں حضرات حضور چراغ دہلی کے عظیم خلفاء ہیں۔

حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی سے مذہبی و روحانی استفادہ حاصل کرنے کے لیے اندرون ہندوستان اور بیرون ہندوستان کے مختلف مقامات سے ہر طبقہ کے افراد آتے اور آپ حسب مراتب ان کی تربیت فرماتے۔ایک مرتبہ ایک بزرگ بیعت کے لیے آئے جو نسبتاً سید اور جوہری بازار کے داروغہ تھے۔حضور چراغ دہلی نے کلاہ منگوائی، دست مبارک بیعت کے لیے آگے بڑھایا اقرار لیا دوگانہ نماز پڑھوائی نماز کے بعد مخاطب کر کے فرمایا ہر بات میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متابعت کرنی چاہیے اور تمھارے لئے اور ضروری ہے کہ تم آل رسول سے ہو رسول متابعت دو چیزوں میں ضروری ہے جو کچھ اللہ اور اسکے رسول نے کہا اور اس کو کرنا اور جس سے اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا ہے اس سے بچنا پھر فرمایا خرید و فروخت میں ہرگز جھوٹ بات زبان پر نہیں آنی چاہئے۔مثلاً ایک

چیز پانچ درہم کی خریدی ہوئی ہے جب کسی خریدار کو اس کے لینے پر آمادہ دیکھے نہ کہے کہ میں نے چھ درہم میں لی ہے سات درہم میں دونگا۔ اس سے کچھ برکت نہیں ہوتی ہے۔ بلکہ نقصان ہوتا ہے ہاں اگر یہ کہے کہ پانچ درہم ایک دانگ کی دوں گا تو اس کے ایک دانگ میں برکت ہوگی اور اس کا مال اس طرح بڑھے گا کہ خود خبر نہ ہوگی کہاں سے بڑھا۔

ایک مرتبہ ایک عالم موضع سہانے سے آئے حضور چراغ دہلیؒ نے پوچھا کہ کہاں سے آئے ہو عالم نے جواب میں کہا سہانے سے وہاں کے اکثر احباب آپکے مرید ہیں اور وہاں کی عورتیں بھی آپ ہی سے بیعت ہیں اور وہ مردوں سے زیادہ صالح ہیں، پھر جناب چراغ دہلی نے پوچھا کیا شغل کرتے ہو عالم نے جواباً عرض کیا کہ لڑکوں کو پڑھاتا ہوں آپ نے فرمایا یہ بہت عمدہ کام ہے، مطالعہ کتب میں مشغول رہنا اور دوسروں کو قرآن مجید پڑھانا اچھی بات ہے۔ لیکن جو دوسروں کو قرآن پڑھائے اس کو ہمیشہ وضو میں رہنا چاہیئے۔

ایک درویش یمن سے آیا حضور چراغ دہلی نے اس کو اپنا پیراہن عطا کیا اور اسے اپنے پاس بیٹھا لیا۔ درویش نے کہا آج میں نے خواب میں دیکھا تھا کہ کوئی مجھ کو پیراہن پہناتا ہے اور کہ رہا ہے کہ یہ جامہ شیخ محمود کا ہے اسی موقع پر چراغ دہلی نے مریدوں کو مہمان نوازی کی تلقین فرمائی اور فرمایا مہمانوں کی تعظیم وتکریم سے ان کے دلوں میں یگانگت اور محبت پیدا ہوتی ہے۔

ایک دفعہ کاذکر ہے کہ ایک خاتون آئیں اور کسی صاحب کے معرفت مرید ہونے کا پیغام دیا۔حضور چراغ دہلی نے پانی کا ایک کوزہ منگوایا اور اس کو اپنے سامنے رکھا اور اس پر کچھ پڑھا پھر اس میں اپنی انگشت شہادت ڈبو لی اور اس شخص کو کوزہ دے دیا اور فرمایا کہ اس کو ان خاتون کے پاس لے جاؤ ان سے میرا سلام کہنا اور کہنا کہ اپنی شہادت کی انگلی پانی میں ڈال کر کہیں کہ میں حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلیؒ کی مرید ہوئی اور اس ہی خاتون کو یہ بھی کہلا بھیجا کہ نماز پنجگانہ کی پابندی کریں اور ایام بیض کے روزے فرض جانے، کسی غلام اور لونڈی کو تنگ نہ کریں اور نہ مار پیٹ کریں اپنے اور بیگانوں سے اخلاق سے ملتی جلتی رہیں۔

ایک مرتبہ ایک کاشتکار آپکی خدمت میں حاضر ہوا آپ سے پوچھا کیا کرتے ہو اس نے جواباً عرض کیا حضور میرا پیشہ زراعت ہے آپ نے ارشاد فرمایا لقمہ زراعت اچھا لقمہ ہے اور بہت سے کاشتکار صاحب حال گزرے ہیں اس کے بعد آپ نے ایک کاشتکار کی حکایت بیان فرمائی جس میں یہ نصیحت تھی کہ جب بیجائی کے وقت دل سے شاکر اور زبان سے ذاکر ہو۔اس ہی سلسلہ میں فرمایا کوئی کام بغیر نیت کے کرنا درست نہیں۔اگر کوئی اس نیت سے نماز ادا کرے کہ لوگ مجھے دیکھ کر نمازی کہیں تو اس کی یہ نماز جائز نہیں اور بعض محققین کے نزدیک وہ کافر ہو جاتا ہے کہ اس نے عبادت الٰہی میں اور کو شریک کر لیا ہے۔

(مجالس صوفیہ، بحوالہ مجلس و ہشتم فارسی ص نمر ۱۵۶)

ایک بزرگ جو کہ شاہ پور کے رہنے والے تھے آپکی زیارت کے لیے

تشریف لائے حضور چراغ دہلی نے انکا حال دریافت کیا، عرض کرنے لگے کہ قناعت وتوکل کی زندگی بسر کرتے ہیں حضور چراغ دہلی نے فرمایا ایک درویش کو چاہیئے کہ اگر اس پر فاقہ گزرے تو بھی اپنی حاجت غیروں سے بیان نہ کرے اور اگر کوئی اس کے پاس آجائے تو اپنے منہ پر طمانچے مار کر اپنے گالوں کو سرخ کر لے تا کہ دیکھنے والا اس کے فقر و فاقہ کو محسوس نہ کر سکے۔ پھر حضور چراغ دہلی نے فرمایا کہ ایک بار آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام کے ساتھ بیٹھے تھے، فرمایا کوئی ہے جو ایک بات کی ذمہ داری لے تا کہ میں اس کے لئے جنت کی ذمہ داری لوں، ثوبان رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ وہ میں ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کسی سے کچھ سوال نہ کرنا ثوبان رضی اللہ عنہ نے اس کلمہ کو قبول کرلیا اور کسی سے سوال نہ کرنے کا عہد کرلیا۔ ایک دن ایک ایسا واقعہ پیش آیا کہ ثوبان رضی اللہ عنہ گھوڑے پر سوار کہیں جا رہے تھے کہ اچانک آپ کے ہاتھ سے چابک گر گیا۔ دوسرے سے اٹھا کر مانگنا گوارا نہ کیا خود اتر کر اٹھایا کہ جناب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا تھا کہ اس موقع پر حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں ایک درویش نے دریافت کیا جس چیز کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک کو منع فرمایا تھا کیا وہ امر دوسروں کے لیے بھی لازم آتا ہے حضور چراغ دہلی نے فرمایا یہاں سب کے حق میں حکم ممانعت ہوتا ہے۔ اس ہی اثنا میں ایک اور درویش آیا اور کسی کے ظلم کی شکایت کی حضور چراغ دہلی نے فرمایا تحمل سے کام لو اگر جفا کرے تو بھی

معاف کر دو کیونکہ ایک درویش کا یہ ہی شیوہ ہوتا ہے۔

ایک مرتبہ ایک جوان عرب آیا اس نے ایک کنگھی پیش کی حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی رحمۃ اللہ علیہ نے دست مبارک سے شانہ دان اٹھا کر اس میں سے پرانی کنگھی نکال کر اور اس میں نئی کنگھی رکھ لی تو حاضرین سے پوچھا کہ کنگھی پہلے کس طرف رکھی ہے اس کے بعد آپ نے خود ہی فرمایا دندانوں کی طرف سے پہلے رکھنا چاہیے کیونکہ وہ بالوں کی تفریق کا باعث ہے ایسی جو چیز باعث تفریق ہو اس کو دور رکھنا چاہیے۔

ایک مرتبہ ایک عالم عرب سے تشریف لائے حضور چراغ دہلی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ سے دریافت کیا کہ کیا کام کرتے ہو عرض کی مقنع بانی کرتا ہوں جناب شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا شیخ احمد نہر والہؒ بھی نور بافی کیا کرتے تھے کبھی کبھی کام کرتے ہوئے ان پر ایسا حال طاری ہو جاتا تھا کہ غائب ہو جاتے تھے اور جب موجود ہوتے تو کپڑا بنا ہوا تیار پاتے، اس کے بعد کچھ حکائتیں بیان فرمائی آپ نے فرمایا کہ کسب و ہنر کا لقمہ پاکیزہ ہے۔ ابدال اللہ جو کوہستان میں رہتے ہیں پہاڑ سے لکڑی گھاس جنگلی اجوائن پہاڑی میوہ وغیرہ لا کر شہر میں فروخت کرتے ہیں اور کھانا مول سے لے کر واپس جاتے ہیں۔

حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مجالس میں زیادہ تر قرآن اور احادیث نبوی کی تعلیمات پر گفتگو فرماتے تھے ایک موقع پر آپ نے

فرمایا کہ لوگوں نے قرآن و حدیث کو چھوڑ دیا ہے اس پر عمل نہیں کرتے اس ہی لئے خراب و پریشان ہیں۔ (مجالس صوفیہ ص نمبر ۲۹۶ بحوالہ مجلس سی و نہم فارسی ص نمبر ۱۳۲)

جبکہ ان کو بار بار بتایا گیا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قول اور فعل صادر ہوا وہ سزاوار متابعت ہے۔ حضور چراغ دہلی نے فرمایا ایک مسلمان کے ایمان کی بنیاد صرف دو چیزوں پر ہے۔ جو اللہ اور رسول نے فرمایا ہے اس کی متابعت کرے اور جس کے لیے منع فرما دیا اس کو ترک کر دے۔

حضور چراغ دہلی نے اپنے مریدوں کو ہدایت فرمائی اگر کوئی تارک نماز محفل میں آجائے تو اس کی تعظیم نہ کریں اور سلام کے جواب میں علیک نہ کہیں تاکہ اس کی اہانت ہو اور وہ شرمندہ ہو جائے۔ آپ نماز باجماعت کی سختی سے تاکید فرماتے تھے۔ خود بھی تمام عمر نماز باجماعت کے پابند رہے۔ ایک مجلس میں یہ حکایت بیان کی ایک بزرگ اچھے واعظ تھے ان کے وعظ سے لوگ بکثرت تائب ہوتے اور کپڑے پھاڑ کر بیہوش ہو جاتے، وہ بزرگ زیارت کیلئے کعبہ تشریف لے گئے وہاں سے واپسی پر ان کے وعظ میں پہلی سی تاثیر مطلق نہ تھی لوگوں نے ان سے کہا کہ زیارت کعبہ کے بعد ہم تو توقع کرتے تھے کہ وعظ میں دوگنی تاثیر ہو جائے گی۔ وہ بولے حج کے سفر میں مجھ سے قصور ہو گیا تھا اس ہی وقت میں نے جان لیا تھا کہ مجھ سے یہ نعمت چھین لی گئی ہے وہ قصور یہ تھا کہ راستے میں مجھ سے ایک بار نماز باجماعت فوت ہو گئی یہ محرومی اسی شامت کی بنیاد پر ہے اس حکایت کو

بیان کر کے حضور چراغ دہلی اس قدر روئے کہ حاضرین بھی رونے لگے اور جب
آنسو کے تو فرمایا جو لوگ جماعت میں بالکل نہیں جاتے ان کا کیا حال ہوگا وہ کئی
نعمتوں سے محروم رہتے ہوں گے اور پھر آپ نے ایک اور حکایت بیان کی کہ
ایک بزرگ کے پاس لوگوں کا ہجوم رہا کرتا تھا بزرگ نے دل میں خیال کیا کہ
الٰہی مجھ میں نہ کچھ اطاعت اور نہ عبادت ہے پھر میرے پاس لوگوں کا ازدھام
کیوں رہتا ہے آواز آئی اس کا سبب یہ ہے کہ تو جماعت میں شریک ہونے کی
کوشش کرتا ہے اور اس خیال سے پریشان رہتا ہے کہ مبادا فوت نہ ہو جائے ہم
کو یہ بات پسند آئی اور اس ہی لئے تجھ کو یہ مقبولیت عطا کی۔

نماز کے لئے فرمایا یہ حضور قلب کے ساتھ پڑھی جائے، نماز کے وقت
اعضاء کا قبلہ کعبہ شریف ہوتا ہے اگر اعضاء اس طرف نہ ہوں نماز درست نہیں ہوتی
اس طرح دل کا کعبہ ذات پاک حق تعالی ہے اگر دل اپنے قبلے سے پھر جائے تو
پھر کیسی نماز ہوگی۔

حقیقت حال یہ ہے کہ اشاعت علم اور ارشاد و ہدایت کا تعلق ہے خاندان
سادات سے خاندانِ تغلق کے عہد حکومت میں آپ اور آپ کے معتقدین سب
سے زیادہ ممتاز ہیں۔ اگر اس زمانے کو روحانی اور علمی نقطہ نظر سے حضرت چراغ
دہلی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے خلفا کا زمانہ کہا جائے تو بجا ہے۔

شعر:

کفر وشرک نے ڈال رکھے تھے اندھیرے
مَشرق و مغرب تیری لو سے جگمگا اُٹھے

خلفاء کرام

آپ کے خلفاء کا شمار کیا جائے تو لاتعداد ہیں ان کی فہرست اور تذکرہ کریں تو ایک دفتر درکار ہے، لہٰذا یہاں پر آپ کے اہم خلفاء کا مختصر تعارف بیان کرتے ہیں۔ آپ کے ایک خلیفہ کشمیری پٹھان جو کہ کشمیر سے تشریف لائے تھے آپ کا یہاں ہی وصال ہو گیا آپ کا مزار حضرت شیخ نصیر الدین چراغِ دہلیؒ کے مزار کے احاطے میں موجود ہے لیکن ان کے متعلق کسی بھی قسم کی تفصیل نہیں ملتی اور نہ ہی باضابطہ تحریں ملتی ہیں۔

اس کے علاوہ آپ کے خلیفہ حضرت کمال الدینؒ ہیں اور دوسرے خلیفہ حضرت مولانا سید زین الدین یہ دونوں آپ کے حقیقی بھانجے ہیں۔ ایک اہم خلیفہ حضرت شیخ سراج الدینؒ حضرت کمال الدینؒ کے صاحبزادے ہیں آپ حضرت نصیر الدینؒ کی دعا سے پیدا ہوئے تھے اور چار سال کی عمر میں نصیر الدینؒ کے ہاتھ پر بیعت کا شرف حاصل ہوا۔

شعر:

تیرے خلفاء نے جہاں میں چراغاں کر دیا
جو تیری بزم سے نکلا روشن چراغ ہے

آپ کے خلفاء کی فہرست

۱۔حضرت علامہ کمال الدینؒ
۲۔حضرت شیخ زین الدینؒ
۳۔حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشتؒ
۴۔حضرت معین الدین خوردؒ
۵۔حضرت شیخ بدرالدینؒ
۶۔حضرت شیخ سراج الدینؒ
۷۔حضرت شیخ علاؤ الدینؒ
۸۔حضرت خواجہ ملک زادہ رصحرامؒ
۹۔حضرت شیخ دانیالؒ
۱۰۔حضرت مولانا فقر الدین زارویؒ
۱۱۔حضرت حکیم شیخ صدر الدینؒ
۱۲۔حضرت سید شیخ محمد کرمانیؒ
۱۳۔حضرت شیخ یوسف چشتیؒ

۱۴۔حضرت شیخ عبد المقتدرؒ

۱۵۔حضرت شیخ سعید اللہ گیسو درازؒ

۱۶۔حضرت شیخ احمد تھانیسریؒ

۱۷۔میر سید محمد گیسو دراز بن سید یوسفؒ

۱۸۔سید محمد بن جعفر مکیؒ

۱۹۔حضرت محمد وحید الدینؒ ادب

۲۰۔حضرت شیخ محمد یوسف (مصنف النصائم تحفہ)

۲۱۔حضرت جلال الدین کشوریؒ

۲۲۔حضرت قاضی محمدؒ

۲۳۔حضرت شیخ سلیمان لودھیؒ

۲۴۔حضرت شیخ محمد متوکل کشوریؒ

۲۵۔حضرت شیخ مقدم الدینؒ

۲۶۔مولانا خواجگیؒ

۲۷۔مولانا احمدؒ

حضرت شیخ کمال الدین علامہؒ

آپ قطب الاقطاب حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلیؒ قدس سرہ کے حقیقی بھانجے اور خلیفہ ہیں۔آپ کے والد محترم عبد الرحمن فاروقی حضرت شیخ

نصیر الدین محمود چراغ دہلیؒ کے سگے چچازاد بھائی ہیں۔ آپ کا سلسہ نسبی کئی واسطوں سے امیر المومنین سیدنا حضرت عمر فاروقؓ سے جا ملتا ہے اس لئے آپ کو فاروقی کہا جاتا ہے۔ (کتاب آداب طالبین مع رفیق الطلاب و الباب ثلاثہ (فارسی) ترجمہ ڈاکٹر بشیر حسین مرحوم مطبوعہ ۱۹۸۴ء) آپکی والدہ مطہرہؒ حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلیؒ کی سگی ہمشیرہ ہیں۔ آپ نجیب الطرفین ہیں۔ آپ سلسلہ چشتیہ کے آفتاب ہیں۔ حضرت شیخ نظام الدین محبوب الٰہی نے بھی اپنا خرقہ خلافت عطا فرمایا۔ (مناقب المحبوبین)

آپ اپنے وقت کے معتبر اور عالی مرتبت عالم و فاضل تھے۔ اس وقت کے بڑے بڑے علماء آپ کے شاگرد رہے ہیں۔ آپ عرصہ دراز مسندِ تدریس پر فائز رہے برصغیر میں اِس وقت کے مشہور علماء دین کے چند نام ہیں۔

۱۔ علامہ احمد تھانیسری۔

۲۔ مولانا عالم پانی پتی۔

۳۔ حضرت عالم سنگریزہ ملتانی

۴۔ علامہ تارتار خان۔

آپ حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت کے شرح مشارق کے اُستاد ہیں مولانا شمس الدین اور مولانا جلال الدین آپ کے ہم درس تھے۔

حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلیؒ نے جو منشور خلافت حضرت

مخدوم جہانیاں جہاں گشت کو عطا فرمایا تھا اِسکی تحریر بھی آپ نے لکھی اور اِس پر اپنے دستخط بھی فرمائے۔

شہنشاہ محمد تغلق کے دور میں دہلی پر خزاں آئی اور مشائخ کرام کو زبردستی دہلی سے نکالا جا رہا تھا اور ان پر ظلم کیئے جا رہے تھے آپ نے دہلی سے گجرات کی طرف ہجرت فرمائی اور اِس شہر سے سلسلۂ چشتیہ کا فیض جاری رکھا آپ اپنے وصال سے کچھ ہی عرصے قبل دہلی واپس آ گئے۔آپ کا وصال حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلیؒ کے حیات مبارکہ میں ہی ہوا۔آپ نے ۲۷ ذیقعدہ ۷۵۶ھ میں وفات پائی۔(آداب الطالبین)

آپ کا مزار شریف حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلیؒ کے مزار مبارک کے بائیں جانب اسی احاطہ میں مرجع انام ہے۔

حضرت شیخ زین الدینؒ

آپ قطب الاقطاب حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلیؒ کے حقیقی بھانجے اور خلیفہ ہیں۔کتاب اخبار الاخیار کے مصنف نے ص نمبر ۳۴۰ پر آپ کو خادم خاص بھی تحریر کیا ہے۔آپ فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلیؒ نے اپنی کتاب خیر المجالس اور ملفوظات شریف میں آپکا تذکرہ کثرت سے فرمایا ہے۔جیسا کہ ہم نے پہلے تحریر کیا ہے کہ حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلیؒ کے عدم نکاح کے باعث آپ کی کوئی اولاد نہ تھی۔آپ نے حضرت شیخ زین

الدین ؒ کو گود لیا ہوا تھا۔لہٰذا آپ حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلیؒ کے لے پالک بیٹے بھی ہیں۔

چونکہ راقم الحروف حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلیؒ کا خانوادہ ہے اور اپنے بزرگوں سے یہ بات سنی ہے۔

آپ کی پرورش اور تعلیم و تربیت بہت اچھے انداز میں بذاتِ خود حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلیؒ نے فرمائی۔آپ اِس وقت کے بہت بڑے عالم فاضل سمجھے جاتے تھے اِسی لئے آپ کو مولانا زین الدینؒ کہا جاتا ہے۔

شہنشاہِ تغلق کے دور میں دہلی پر خزاں آئی اور مشائخ حضرات پر بڑے ظلم وستم کئے جارہے تھے اور ان کو دہلی سے نکالا جارہا تھا۔آپ نے اِس دور کی سختیاں اپنے پیر و مرشد حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلیؒ کی پیروی کرتے ہوئے یہ تمام تکالیف برداشت کیں اور دہلی میں ہی قیام پذیر رہے اور اپنے مرشدِ پاک کی خانقاہ کو نہ چھوڑا۔ ایکا وصال دہلی ہی میں ہوا اور آپ کا مزار مبارک حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلیؒ کے گنبد کے بائیں طرف واقع ہے جو قبرستان کے صحن والے حصے میں ہے۔حضرت شیخ زین الدین کے ایک مرید نے اپنی کتاب ''جندائن'' میں آپ کی مدح اور تعریف کی ہے۔

حضرت شیخ زین الدینؒ حضرت امام حسینؓ کی اولاد ہیں لہٰذا آپ حسینی سید ہیں۔آپ کا شجرہ نسب درج ذیل ہے

شیخ زین الدینؒ بن سید یوسفؒ بن سید احمدؒ بن سید اسحاقؒ بن سید حسن بن سید معروف بن سید محمد بن سید شیخؒ بن حضرت سید رضی الدینؒ بن حضرت سید حسام الدینؒ بن سید رشید الدین بن حضرت سید جعفر المرتضیٰ ثانیؒ بن حضرت امام الہادی نقیؓ بن حضرت امام محمد الجواد تقیؒ بن امام موسیٰؓ بن حضرت امام موسیٰ علی رضا کاظمؓ بن حضرت امام جعفر صادقؓ بن حضرت امام باقرؓ بن حضرت امام زین العابدینؓ بن حضرت امام حسینؓ بن حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ حضرت بی بی فاطمۃ الزہرا سلام علیہ خاتون جنت بنت مقدس معطہر منور امام الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

حضرت مولانا سید زین الدین علی اودھویؒ کا شجرہ طریقت ہے:

حضرت مولانا زین الدین علی اودھیؒ

حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلیؒ

سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیا محبوب الٰہیؒ

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ

قطب اولیا قطب الدین بختیار کاکیؒ

والی ہندوستان حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری سنجریؒ

حضرت خواجہ عثمان ہرونیؒ

حضرت خواجہ مودود حقؒ

حضرت حاجی شریف زندانیؒ

خواجہ بویوسفؒ

خواجہ ابدال احمد بومحمدؒ

شیخ بواسحاق قطب چشتیؒ

حضرت خواجہ ممشادؒ

حضرت خواجہ ہبیرالبصری صاحب ھُداؒ

حضرت حذیفہؒ

شاہ ابراہیم بلخی بادشاہؒ

خواجہ ابن عیاضؒ

اہل بقا شیخ عبدالواحدؒ

خواجہ حسن بصریؒ

حضرت علی المرتضیٰ مشکل الکشاؓ

خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سید جلال الدین بخاری المعرف مخدوم جہانیاں جہاں گشتؒ (اوچ)

آپ ۷۰۷ھ میں پیدا ہوئے اور آپکا وصال ۷۸۵ھ میں ہوا آپ کا

لقب مخدوم جہانیاں تھا اور آپ اپنے وقت کے کامل ولی اللہ اور شیخ تھے آپ شیخ الاسلام رکن الدین ابوالفتح قریشی کے مرید اور حضرت نصیر الدین چراغ دہلیؒ کے خلیفہ تھے ۔ مکہ معظمہ میں آپ حضرت امام عبداللہ یافعی کے ساتھ رہے ۔ حضرت یافعی کا بکثرت تذکرہ سید جلال الدین بخاری نے اپنے ملفوضات کے باب خزانہ جلالی میں فرمایا ہے آپ نے سیر وسفر بہت کیا ہے اور اکثر اولیاء اکرام سے نعمتیں اور برکات حاصل کی ہیں ۔ آپ کے بارے میں مشہور ہے کہ آپ جس سے بھی گلے ملتے اس کی کرامت چھین لیتے آپ اس کی اتنی زیادہ خدمت کرتے کہ وہ بے اختیار ہو کر اپنی کرامت ان کو دے دیتا تھا۔

تاریخ محمدی میں تحریر ہے کہ حضرت سید بخاری نے سب سے پہلے اپنے چچا حضرت شیخ صدر الدینؒ سے خرقہ حاصل کیا اور پھر حرم شریف میں حضرت شیخ الاسلام سے سند المحدثین شیخ عفیف الدین عبداللہ المصری نے کلادہ مبارک اور خرقہ عنایت فرمایا آپ دو سال تک دن رات صحبت میں رہے اور عوارف وسلوک کی دوسری کتب ان سے پڑھیں علم و طریقت سیکھا اور ذکر الٰہی کرنے کی ترکیب حاصل کی ۔ پھر آپ سلطان محمد تغلق کے دور اقتدار میں شیخ الاسلام مقرر ہوئے آپ کو سیوستان اور اس کا علاقہ جاگیر میں دیا گیا۔ اس جگہ آپ نے خانقاہ محمدی تعمیر فرمائی پھر تھوڑے ہی عرصہ بعد سب کچھ چھوڑ کر خانہ کعبہ تشریف لے گئے ۔ آپ ۱۴ خانوادوں کے خلیفہ تھے سلطان فیروز کے دور میں آپ اوچ شریف سے کئی بار

دہلی آئے سلطان فیروز بڑی عقیدت سے آپ سے ملتا تھا۔

مولانا معین الدین عمرانیؒ

آپ حضرت نصیر الدین چراغ دہلیؒ کے خلیفہ اور مولانا خواجگی کے اُستاد محترم ہیں آپکی پیدائش ۶۸۳ھ میں ہوئی۔آپ بہت بڑے عالم دین اور اور شہر بھر کے استاذ تھے۔آپ کی مشہور تصانیف حاشیہ کنز الدقائق حسابی اور مفتاح ہیں مورخین اپنی تاریخی کتب میں تحریر فرماتے ہیں کہ جب قاضی عضد کو سلطان محمد تغلق نے اپنی خواہش کے مطابق شرع مواقف لکھ کر سلطان محمد تغلق کے نام سے موسوم کرنے کیلئے بلایا تو مولانا معین الدین عمرانی کو قاصد بنا کر بھیجا کہ وہ قاضی عضد کو ہندستان لے آئیں۔مولانا عمرانی صاحب جب آپ کے گھر پہنچے تو بلاارادہ آپ سے فضل وکمال کے جوہر ظاہر ہوگئے۔جس کی وجہ سے قاضی عضد نے ہندوستان آنے کا ارادہ ترک کر دیا کہ ہندوستان میں ایسے ایسے باکمال بزرگ موجود ہیں تو وہاں میری کیا ضرورت۔(اخبار الاخیار،ص ۳۲۵)

جب بادشاہ کو اس بات کا علم ہوا تو وہ کاروبار سلطنت کو چھوڑ کر قاضی عضد کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ آپ تختِ سلطنت پر تشریف رکھیں میں آپ کی ہر طرح سے خدمت کروں گا میری بیوی کے سوا جو کچھ بھی ہے سب آپ کا ہے۔ آپ اس کے مالک ومختار ہیں بادشاہ نے بہت اصرار کیا۔قاضی عضد نے بادشاہ کی اتنی مہربانی وبخشش اور اصرار کے پیشِ نظر ہندوستان کی طرف رخ نہ کیا بلکہ اپنی باقی

ماندہ زندگی وہیں اپنے وطن میں بسر کر دی۔

حضرت مولانا احمدؒ

آپ حضرت مخدوم نصیر الدین محمود چراغ دہلیؒ کے مرید و خلیفہ تھے آپکی پیدائش سنہ ۷۴۹ ھ میں ہوئی آپکا وصال سنہ ۸۶۰ ھ میں ہوا آپ بڑے فضل و کمال کے مالک تھے، ظاہری علم میں بھی بہت زیادہ کامل اور ماہر تھے۔

آپ کا مولانا خواجگی سے بہت بھائی چارہ تھا جب مولانا خواجگی نے دہلی سے ہجرت کی اس وقت حضرت مولانا خواجگی نے ساتھ نہ دیا اسکے بعد امیر تیمور گورگانی کی فوج نے دہلی پر حملہ کر دیا اور لوٹ مار شروع کر دی اس افراتفری کے عالم میں مولانا احمد کے متعلقین کو گرفتار کر لیا گیا۔ (اخبار الاخیار ص ۳۲۵،۳۲۶)

جب فتنہ و فساد ختم ہوا تو آپ میر تیمور کے درباری مقرر ہو گئے۔ امیر تیمور کے دربار میں حضرت برہان الدینؒ مرغنیانی صاحب ہدایہ کے پوتے شیخ الاسلام آپ کے درمیان مختلف موضوعات پر گفتگو ہوا کرتی تھی ایک مرتبہ امیر تیمور نے شیخ الاسلام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ حضرت مولانا آپ جانتے ہیں کہ یہ حضرت برہان الدین ہدایہ کے پوتے ہیں آپ نے ارشاد فرمایا ان کے دادا صاحب ہدایہ نے اس کتاب میں کئی جگہ غلطیاں کی ہیں اس پر شیخ الاسلام نے پوچھا آپ ذرا بتائیے تو سہی کس مقام پر یہ غلطی کی ہے اور اس کا ثبوت بھی دیجئے حضرت مولانا احمد نے اپنے صاحبزادے اور شاگردوں کو حکم دیا۔ صاحب ہدایہ کی اغلاط پر

تقریریں شروع کر دیں لیکن امیر تیمور نے صاحب ہدایہ کی حفظ ناموس کی خاطر مجلس دوسری صحبت کے لئے ملتوی کر دی۔

حضرت خواجہ شیخ سراج الدین محمودؒ

آپ حضرت علامہ کمال الدین کے صاجزادے ہیں۔آپ حضور چراغِ دہلیؒ کی دعا سے پیدا ہوئے آپکی عمرِ مبارک چار سال کی تھی۔جب آپ نصیر الدین چراغ دہلیؒ کے دست مبارک پر شرف بیعت پایا۔آپ کو اپنے والد سے خلافت ملی اور حضرت شیخ نصیر الدینؒ سے خرقہ خِلافت ملا سلسہ عالیہ چشتیہ آپ کی ذات سے آگے پھیلا آپ کی علمی اور عملی عظمت کی وجہ سے آپ کے ہم عصر علمائے کرام آپ کو شیخ الاسلام کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔آپ کا وصال سنہ ۸۰۷ ھ میں ہوا آپ کا مزار مبارک قلعہ نہر والا پٹن میں مرجع انام ہے۔

آپ کو فارسی زبان میں مکمل عبور حاصل تھا اس لئے اپنے دور کے عالی مرتبت شاعر بھی تھے اور صاحب دیوان بھی ہیں۔

شیخ صدر الدین حکیم دہلویؒ

آپ حضرت شیخ مخدوم نصیر الدین محمود چراغؒ دہلی کے خلیفہ اور حضرت سلطان المشائخ نظام الدین محبوب الہیؒ کے منظور نظر تھے۔

آپ کے والد حضرت سلطان المشائخ کے بہت معتقد تھے،آپ کے

والد کا پیشہ تجارت تھا ان کی عمر کافی زیادہ تھی لیکن اولاد کی دولت سے محروم تھے جس کے لیے آپ سخت غم خوار تھے۔ ایک دن حضرت سلطان المشائخ نظام الدین محبوب الٰہیؒ وجدِ حال میں تھے تو اِن سے اپنی پیٹھ رگڑی اور بیٹے کی پیدائش کی خوشخبری سنائی۔ چونکہ آپ کے والد حضرت سلطان المشائخ سے اعتقاد رکھتے تھے۔ اس لئے اپنی زوجہ کے پاس گئے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے حکم سے ان کی زوجہ کو حمل ہو گیا جب شیخ صدرالدینؒ پیدا ہوئے تو آپ کے والد ماجد انھیں حضرت سلطان المشائخ حضرت نظام الدین محبوب الٰہیؒ کے پاس لے گئے حضرت نے آپؒ کو گود میں لے لیا جتنی دیر صدرالدین آپ کی گود مبارک میں رہے اُتنی دیر آپؒ کے چہرے پر دیکھتے رہے۔ صدرالدین حکیم کی آنکھوں سے اس وقت اثرات شعور ظاہر تھے حاظرین مجلس نے بھی شیخ کی کرامت دیکھی پھر سلطان المشائخ نے اپنے قبا مبارک سے تھوڑا سا کپڑا پھاڑ کے صدرالدین کیلئے اپنے ہاتھوں سے سیا اور اُنھیں حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلیؒ کے حوالے کر دیا اور آئندہ چل کر ان کے جلیل القدر و عظیم المرتبت ہونے کی پیشگوئی بھی فرمائی۔

حضرت شیخ صدرالدین حکیم دہلویؒ نے چند کتب بھی تحریر فرمائی ہیں جو کہ نہایت سادہ الفاظ اور سلجھی ہوئی عبارت میں لکھی ہیں۔ ان میں معارف حقائق و عظ و نصیحت اور حکمتیں بیان کی گئی ہیں۔ آپ شعبہ طب میں بڑے کامل تھے۔ ایک

مرتبہ آپ کو پریاں اُٹھا کر لے گئیں تا کہ ایک بیمار پری کا علاج کر سکیں۔ اللہ کے فضل سے وہ بیمار پری ٹھیک ہو گئی۔ تو اس پری نے آپ کو ایک خط دیا۔ اور کہا کہ ایک کتا دہلی میں فلاں فلاں گلی میں بیٹھا ہوا ہے اس کو یہ خط دکھا دینا۔ چنانچہ آپ اس پتہ پر اس گلی میں پہنچے اور وہ خط اس کتے کو دکھا دیا۔ خط دیکھتے ہی وہ کتا آگے آگے چلنے لگا اور ایک جگہ جا کر رک گیا۔ اور اپنے پنجوں سے زمین کریدنے لگا۔ اس کتے نے ایک بہت بڑے خزانے کی جگہ کا پتا دیا۔ لیکن حضرت صدر الدین نے درویشوں میں بلند ہمتی کا ثبوت دیتے ہوئے اس خزانے کی قطعی کوئی خواہش نہ کی۔

سید گیسو دراز ؒ

آپ کا نام سید محمد اور لقب گیسو دراز تھا۔ آپ حضرت یوسف الحنی کے صاجنزادے اور حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی ؒ کے خلیفہ تھے۔ آپ بہت بڑے عالم تھے اور ولایت کے جامع نشان اور عظیم مرتبہ بالا اور بلند پایہ کلام کے مالک تھے۔ مشائخ چشت میں اسرار طریقت کو مخصوص انداز میں بیان کرنے والے تھے۔ ابتدا میں دہلی میں قیام رہا۔ آپ ؒ کے پیر و مرشد حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی ؒ کی وفات کے بعد گلبرگہ چلے گئے۔ جہاں عوام میں بہت مقبولیت پائی۔

گیسو دراز کی وجہ تسمیہ

یہ بات کافی مشہور ہے کہ آپ کے پیر و مرشد حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلیؒ کی پالکی تمام مرید اور سید محمد اُٹھاتے تھے۔ ایک دفعہ پالکی اُٹھاتے وقت آپ کے سر کے بال پالکی کے پیر میں آ گئے۔ آپ نے پیر و مرشد کے آداب کو ملحوظ خاطر رکھا اور آپکی محبت میں سرشار اپنے لمبے لمبے بالوں کو پالکی کے پاؤں سے نہ نکالے اور کافی دور تک چلے گئے۔ پھر جب شیخ کو اس کیفیت کا علم ہوا تو سید محمد کی سچی عقیدت اور محبت سے خوش ہوتے ہوئے آفرین کی اور آپ کیلئے یہ شعر ارشاد فرمایا:

ہر کہ مرید سید گیسو دراز شد
واللہ خلاف نیست کہ او عشیقا بار شد

جو کوئی سید محمد گیسو کا مرید ہو گیا تو بخدا اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ پکا عاشق بن گیا۔

سید محمد بن جعفر مکی حسینی سرہندیؒ

آپ حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلیؒ کے ممتاز خلیفہ اور بلند پایہ ولی تھے۔ سید محمد نے اپنے ظاہری و باطنی حالات کے متعلق جو کچھ لکھا ہے اس کے مطالعہ سے عقل حیران ہو جاتی ہے۔ اگر یہ سب بغیر حیل و حجت کے ظاہری طور پر

تسلیم کر لیا جائے تو یہ کہنا بے جا نہ ہو گا۔آپ یقیناً اپنے وقت کے بڑے کامل تھے۔آپ کی تصنیف بحر المعانی میں اکثر دقائق توحید علوم، اقوام اور اسرار معرفت حل کئے ہیں اور انتہائی محبت وعقیدت میں ڈوب کر تحریر فرماتے ہیں۔اسکے علاوہ آپکی تصانیف میں لکھا ہے رسالہ روح کے بیان میں اور رسالہ شیخ نکات اور بحر انساد میں بھی جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت کا اور اپنا نسب نامہ لکھا ہے۔

سید محمد نے بہت سے دعوے کئے ہیں اور جو کچھ انھوں نے اپنے حالات بیان کئے ہیں ان سے ان کے دعوں کی سچائی ثابت ہوتی ہے۔آپ نے کافی طویل عمر پائی ہے۔سلطان محمد تغلق کے زمانے سے لیکر دورِ سلطان بہلول تک زندہ رہے آپ نے ۱۰۰ سال سے زیادہ عمر پائی تھی۔آپ کے والدین مکہ کے شرفاء میں سے تھے۔آپ مکہ سے دہلی آئے اور پھر سرہند میں قیام کیا۔آپکا مزار بھی سرہند میں ہے۔آپ نے بحر المعانی میں تحریر فرمایا ہے کہ آپ نے (سید محمد) ۴۰ سال علم ظاہری میں صرف کئے اور کمالات حاصل کئے اور اس زمانہ میں محبوب ازلی اور مقصود ابدی سے رہا تیس سال سے قوتِ دید جو دکھاتی دیکھتا رہا اور جو کچھ کانوں کے ذریعہ سنائی دیتا سنتا رہا۔اے محبوب اہل ظاہر کے دل اور ان کی پانچ عقلیں حائل ہوگئی ہیں۔ورنہ صحرائے ابدی کی چاہت میں سامان لم یزلی باندھ چُکا ہوں۔اے محبوب میں تھوڑا سا جو کچھ کہہ رہا ہوں اسے لوگوں نے ابھی تک نہیں سُنا ہے۔اور اللہ تعالیٰ نے بغیر حرف اور آواز کے جوام الکتب دینے کا

وعدہ کیا ہے اور جب ضرورت اور آواز کے ذریعہ ادا کرتا ہوں تو لوگ سمجھتے نہیں ۔عرصہ ۳۳ سال ہو چکے ہیں کہ لوگوں کی طرح کہنے سے میں نے توبہ کرلی اور جو کچھ کہتا ہوں اس میں میری کوئی غرض نہیں ہوتی ہے ۔اس ہی کتاب میں آپ نے ابدال اوتاد، اقطاب و افراد اور تمام رجال القیب ان کے نام ان کی تعداد ان کے مراتب و درجات ان کی عمریں، حالات اور اقسام کی تفصیل سے بیان کی ہے اسلئے تحریر فرمایا ہے کہ اس سے زیادہ کا تصور بھی نہیں کر سکتے ۔

حضرت قاضی عبدالمقتدرؒ

آپ حضرت مخدوم نصیر الدین چراغ دہلیؒ کے خلیفہ تھے آپ کی پیدائش مبارک ۷۰۶ھ میں ہوئی اور آپکا وصال مبارک ۷۹۱ھ میں ہوا۔آپ کے والد کا نام قاضی رکن الدین ثمر بجی قندیؒ ہے بڑے عقلمند عالم اور درویش کامل تھے ۔آپ قاضی شہاب الدین کے استاد تھے ۔آپ کلام مبارک نہایت آسان اور سادہ ہے ۔آپ نے قصیدے اور غزلیں بھی لکھیں ہیں ۔آپ نے مشہور قصیدہ لامیہ کے جواب میں لامیتہ العجم تحریر فرمایا ہے ۔ یہ قصیدہ آپکے کمال فصاحت کی نشاندہی بھی کرتا ہے ۔آپ ہمیشہ درس و تدریس اور علمی مشاغل میں مشغول رہے حضور چراغ دہلیؒ کے دیگر خلفاء کی طرح آپ کا بھی یہ ہی طریقہ رہا ہے کہ وہ تعلیم دیتے اور فائدہ پہچانے میں مشغول رہتے ۔حضور چراغ دہلیؒ اپنے مریدین سے یہ ہی فرماتے تھے کہ:

''علم میں مشغول رہتے ہوئے شریعت کی حفاظت کرو۔''

قاضی عبدالمقتدر فرماتے تھے کہ

ہزاروں رکعتوں کی عبادت جس میں ریاکاری نہ ہو۔ ان رکعتوں پر اس لمحہ کو فضیلت حاصل ہے جس میں شرعی مسلہ پر غور کیا گیا ہو۔ قاضی عبدالمقتدر زمانہ طالب علمی میں حضرت مخدوم نصیر الدین چراغ دہلیؒ سے پڑھتے تھے اور بحث و مباحثہ مین بھی حصہ لیتے تھے۔ حضرت مخدوم نصیر الدین چراغ دہلیؒ دینی اور علمی بحث ومباحثہ کو پسندیدہ نظروں سے دیکھتے تھے۔ اس کے علاوہ علم کے حصول کیلئے ترغیب بھی دیتے تھے۔ قاضی عبدلمقتدر جناب چراغ دہلی کے مرید ہوئے اور باطنی نعمتیں ظاہری حقیقتِ علم کے ساتھ علم حاصل کیا۔ قاضی صاحب کے ایک معتقد مرُید نے ایک کتاب 'مناقب الصدیق' تحریر فرمائی۔ انھوں نے اس کتاب میں تمام مشائخ چشتیہ کرام کے حالات و واقعات درج فرمائے ہیں اور ساتھ ہی قاضی عبدلمقتدر صاحبؒ کے اکثر حالات اور کرامات کا تذکرہ فرمایا ہے۔

قاضی شہاب الدین جو قاضی عبدالمقتدر کے شاگرد تھے۔ ان کو کہیں سے کچھ سونا ملا انھوں نے اپنی والدہ سے کہا اس سونے کو زمین میں کہیں چھپا دو اور بعد میں آپ اپنے استاد صاحب کی مجلس میں تشریف لے گئے۔ قاضی عبدالمقتدرؒ نے آتے دیکھ کر ارشاد فرمایا: ''شہاب الدین تم سونا چھپانے کی فکر میں ڈوبے ہوئے ہو علم میں کب مشغول ہو گے''

قاضی عبد المقتدر صاحب اکثر فرمایا کرتے تھے کہ میرے پاس ایک طالب علم آیا کرتا ہے کہ علم اس کی کھال اور بھیجہ بھی اس سے مراد ہمیشہ شہاب الدین ہوا کرتے تھے۔

مولانا خواجگیؒ

آپ حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلیؒ کے خلیفہ اور مولانا معین الدین عمرانی کے شاگرد اور حضرت شہاب الدین کے استاد محترم ہیں۔ آپکی پیدائش سنہ ۷۴۸ ھ میں ہوئی اور آپ کا وصال سنہ ۸۹۹ ھ میں ہوا۔ آپ جس زمانے میں دہلی میں زمانہ طالب علمی سے گزر رہے تھے اپنے سبق و اسباق سے فرصت پانے کے بعد اکثر آپ حضرت نصیر الدین چراغ دہلیؒ کی خدمت میں تشریف لے جاتے۔ آپ کے استاد محترم حضرت معین الدین عمرانی کے نظریات بھی وہی تھے جو حضرت نصیر الدین چراغ دہلیؒ کے لیے اور عام فقراء کے بارے میں ہوتے ہیں۔ آپ حضرت نصیر الدینؒ کے مقام ولایت کے قائل ہی نہ تھے یہی وجہ تھی کہ کبھی ان سے ملاقات کیلئے بھی نہ آتے۔ لیکن حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلیؒ کی کرامت دیکھ چکنے کے بعد مولانا حضرت چراغ دہلیؒ کے معتقد ہو گئے اور آپ کے دست مبارک پر بیعت بھی کی اور مرید ہو گئے۔

حضرت شیخ نصیر الدین محمودؒ اور تبلیغِ اسلام

حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلیؒ اپنے صبر واستقلال سے اس وقت کے مشکل حالات پر غالب آئے۔ جبکہ شہنشاہ محمد تغلق نے آپ پر مختلف پابندیاں عائد کی ہوئی تھیں۔ انھوں نے نہ صرف اپنے تبلیغ اسلام کے منشور کو جاری رکھا بلکہ اس میں کوئی خلل بھی نہ آنے دیا۔ اور تبلیغ دین کیلئے انتہائی جامعہ طریقہ کار بنایا اور اپنے رفقاء کار یعنی اپنے خلفاء کرام کو ملک کے بیشتر حصوں میں بھیجا۔ اور یہ جن جن حصوں میں پہنچے گلشن انسانیت کیلئے وہاں باد بہاری بن گئے۔ کتنے دل ہیں جنہیں ان کی جاں کو معطر کرنے والی مہک نے غنچوں کی طرح وا ہونا سکھایا، کتنے ہی دماغ تھے جنھیں پژمردہ علوم ظاہری کے جال سے نکال کر انوار باطنی سے منور فرمایا، یہ ابر نیساں جس انداز میں برسا کہ سب کو سیراب کیا۔ اور انھوں نے محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور عشق ربانی کی شمع روشن رکھی ہندوستان کے عظیم حصوں میں حضرت نصیر الدین چراغ دہلیؒ نے اسلام کی بنسری یوں بجائی کہ سب نے محسوس کیا کہ گفتہ او گفتہ بعد محبت کی آگ تھی جو ان انفاس قدسیہ سے نکل نکل کر صحراؤں کو گلستانوں میں تبدیل کر رہی تھی ان کی زبان ولایت ترجمان سے جو نکلتا عاشقانِ راہِ خدا کو جلا بخشتے رہے حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلیؒ نے جو طویل وقت تک مشکل حالات کا سامنا کیا اس میں اِن کا جذبہ محرکہ تبلیغ اسلام تھی اور بلا مبالغہ یہ دعوی کیا جا سکتا ہے کہ امت مرحومہ میں بہت ہی کم لوگ ایسے ہونگے جنہوں نے آپ

کے جیسے نامساعد حالات میں بھی راہ خدا اور رضائے مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیغام دیا۔

آپ نے جہاں جہاں اپنے رفقاِ کار اور خلفاء بھیجے وہ آسمان ولایت پر ستاروں کی طرح چمکے لہٰذا ہم یہ بات کہنے میں حق بجانب ہیں کہ آپکی ذات علم وعمل اور صبر و استقامت کی پیکر ہے اور آپ وہ سمندر ہیں جس کے دامن میں ہزاروں دریا موجزن اور آج تک نور و سرور اور رشد و ہدایت کے سمندر کا فیضان جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گا۔ انشااللہ

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلیؒ کے عقیدت مندوں میں وقت کے سب سے بڑے عالم و فاضل ہین عہد فیروز شاہی کے مشہور عالم اور بزرگ تین تھے۔ مولانا تھانیسریؒ، مولانا خواجگیؒ اور قاضی عبدالمقتدر دہلویؒ اور تینوں حضرات چراغِ دہلیؒ کے خلفاء میں سے ہیں۔

حقیقت حال یہ ہے کہ جہاں تک اشاعت علم اور تبلیغ اسلامی کا تعلق ہے خاندان سادات خاندان تغلق کے عہد حکومت میں حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلیؒ اور ان کے معتقدین سب سے زیادہ ممتاز ہیں اور اگر اس زمانے کو روحانی اور علمی نقطہ نظر سے حضرت نصیر الدین محمود چراغ دہلیؒ اور ان کے خلفاء کا زمانہ کہا جائے تو بے جا نہ ہو گا۔ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ قاضی عبدالمقتدر کے ضمن میں لکھتے ہیں:

''وہ ہمیشہ درس دیتے تھے اور اشاعت علم میں مشغول رہتے اور حضرت

نصیر الدین محمود چراغ دہلیؒ اور ان کے اکثر خلفاء کا یہی طریقہ کار تھا۔ حضرت شیخ نصیر الدینؒ کے پاس جو بھی مُرید آتے انہیں علمی استحصال اور حفظ شریعت کی تلقین کرتے اور فرماتے کہ ایک مسئلہ شرعی میں دیانتداری سے غور و خوص کرنا اور غرور کی عبادتوں سے بہتر ہے کہتے ہیں قاضی عبدلمقتدر زمانہ طالب علمی میں حضرت نصیر الدین محمود چراغ دہلیؒ کے پاس جاتے اور ان سے بحث کرتے شیخ ان بحثوں کو پسند فرماتے تھے اور انھیں زیادہ علم حاصل کرنے کا شوق دلاتے تھے آخر کار قاضی صاحب شیخ صاحبؒ کے مرید ہو گئے اور علومِ ظاہری کے ساتھ ساتھ نعمت ِباطنی سے بھی فیضیاب ہوئے۔ (اخبار الاخیار صفحہ ۱۵۰)

خیر المجالس میں جا بجا آپ کو اپنے وقت کا امام ابوحنیفہ کہا گیا ہے اگرچہ اس خطاب میں مریدانہ عقیدت کو دخل ہے لیکن حضرات صوفیہ میں آپ جیسے علم اور حفظ شریعت کے شیدائی بہت کم ہوں گے۔ آپ کا علمی فیض جس طرح عام ہوا اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہا عہد مغلیہ سے پہلے جس فاضل نے سب سے زیادہ حسن قبول حاصل کیا قاضی شہاب الدین دولت آبادی تھے۔ انھیں ملک العلماء کا خطاب ملا تھا۔ اور جونپور کی علمی مجلسوں میں ان سے اس وقت رونق تھی جب اس شہر کو علمی حیثیت سے دہلی اور ہندوستان کے تمام دوسرے شہروں پر امتیاز حاصل ہوا۔ قاضی شہاب الدین نے دو بزرگوں سے فیض حاصل کیا قاضی عبدلمقتدرؒ اور مولانا خواجگیؒ، جیسا کہ ہم پہلے کہہ چکے ہیں یہ دونوں بزرگ حضرت چراغِ دہلیؒ کے خوشہ

چیں تھے۔علوم ظاہری میں مولانا خواجگیؒ کے استاد مولانا معین الدین عمرانی ہیں۔

حضرت چراغِ دہلیؒ کے ایک اور صاحب تصنیف خلیفہ حضرت سید محمد بن جعفر المکی والحسینی تھے جن کا شمار برگیزدہ اولیاء اللہ میں ہوتا ہے۔اخبار الاخیار میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے ان کا تذکرہ بہت تفصیل سے کیا ہے۔و بحر المعانی رسالہ پنج نکات بحر النساب کے مصنف تھے محمد تغلق کے زمانے سے سلطان بہلولؒ لودھی کے زمانے تک زندہ رہے آخر عمر میں سرہند میں اقامت گزیں ہوئے اور بعد وفات یہیں دفن ہوئے۔

اشاعت علم اور اہل علم کی تربیت کے علاوہ حضرت چراغِ دہلیؒ مشائخ چشت میں جس بات کیلئے ممتاز ہیں وہ حفظ شریعت ہے۔آپ کی شاندار تبلیغ نے ایسا رنگ جمالیا کہ ہندو بھی یا خواجہ یا خواجہ کہتے آپ کے دامن سے وابستہ ہوئے توحید کی شراب سے مست ہوتے ہوئے ہزاروں انسانوں نے آپ کے طفیل اسلام کے دامان رحمت میں پناہ لی آپ کی محبت مہک بن کر یوں پھیلی پورے ہندوستان کی فضا کو معطر کر دیا اور یہ سلسلہ ابھی تک جاری وساری ہے۔

محفل سماع

آئیے پہلے ہم یہ بات سمجھتے ہیں کہ سماع کیا چیز ہے۔سماع سے مراد اس کلام کو سننا جو خوش الحالی سے گایا جائے۔اسکے دو طریقے ہیں۔

ا۔ بالمزامیر یعنی آلات موسیقی کی رفاقت سے گایا جائے

۲۔ دوسرا طریقہ بلا مزامیر یعنی بغیر آلاتِ موسیقی کی رفاقت سے گایا جائے۔

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے موسیقی کا انسانی فطرت پر بہت اثر ہوتا ہے۔

چونکہ قبلہ حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلیؒ حفظ شریعت کیلئے مشائخ چشت میں ممتاز مقام رکھتے ہیں۔آپ کے بقول ریاضتیں اصلاح باطن کیلئے ہیں اس سلسلہ میں اپنے مشائخ گرامی کی طرح آپ کے نزدیک بھی روحانی مراحل کی تکمیل اور تشکیل باطن کیلئے بنیادی شرط اتباع شریعتَ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔آپ نے اتباع سنت کا بھی زندگی بھر خیال رکھا۔حضرت سلطان المشائخ کے وصال سے قبل ہندوستان میں جو روحانی دور تھا اس میں اہل طریقت پر سماع کا ذوق اور جذبہ غالب تھا اور اولیاء چشت بالمزامیر قوالی سنا کرتے تھے اس روش کو اہل شرع پسند نہ کرتے تھے۔اسلامی حکومت ہونے کے باوجود اہل شرع انھیں اپنے خیالات کا پابند نہ بنا سکے اس میں بہت سی وجوہات تھیں ان میں سب سے پہلی وجہ یہ تھی کہ سلاطین اسلام احکام شرعیہ سے بے نیاز تھے اور ان کے دل میں ان احکام کی کوئی خواہش نہ تھی۔دوسرے متعدد بادشاہ وقت ایسے تھے جنھیں مصلحت ملکی سے مشائخ کا خیال کرنا پڑتا تھا۔ان کی اپنی حکومت اتنی کمزور ہوتی تھی کہ وہ ان مشائخ کے خلاف جنھیں عوام اور امراء میں بڑا اقتدار حاصل تھا کوئی قدم نہ اُٹھاتے تھے کیونکہ انکا اپنا تخت وتاج ہل جاتا اس کے علاوہ ایک وجہ یہ بھی تھی کہ ابتدائی اسلامی حکومت میں علومِ اسلامی صحیح طور پر عام نہ ہوئے تھے کوئی بلند پائے کا عالم نہ تھا اور جو

حضرات علوم اسلامی سے واقفیت رکھتے تھے وہ بزرگ ہستوں کے حلقہ بگوش تھے ان حالات میں ان کی کون سنتا رفتہ رفتہ اسلام کو اس ملک میں زیادہ استحکام ہوا۔ اسلامی علوم بھی نسبتاً عام ہوئے اور بادشاہ بھی اس رنگ کے برسر اقتدار آنے لگے جو ترویج شرعی کے حامی تھے جو مشائخ کے طریقوں پر کڑی نظر رکھنے لگے اور نہ صرف شیخ الاسلام نجم الدین صفرا جیسے فقہا اور عوام اور بعض اہل اللہ بھی سماع بالمزامیر پر اعتراض کرنے لگے ان نئے رجحانات کی اہم مثال وہ حکم شرعی تھا۔ جو غیاث الدین تغلق نے سماع کے متعلق شرعی فیصلے سننے کیلئے منقد کیا اور یہ رجحانات ہماری روحانی زندگی میں ترقی کرتے گئے۔ آئندہ ان ہی صوفیانہ طریقوں نے مذہبی حلقوں میں وقار حاصل کیا جو شرع کی پابندیوں سے آزاد نہ تھے۔ حضرت چراغ دہلی کا یہ طرہ امتیاز ہے کہ وہ مشائخ کبار میں ان شرعی رجحانات کے اولین مظہر تھے۔ جبکہ مشائخ چشت میں کسی بزرگ نے سماع اور دوسرے اختلافی مسئلوں کے متعلق وہ ٹھیٹھ شرعی نقطہ نظر اختیار نہیں کیا، جو حضرت نصیر الدین محمود چراغ دہلی کا تھا۔ (اخبار الاخیار)

دیگر تذکروں میں لکھا ہے ایک روز آپ کے پیر بھائی کے یہاں محفل تھی جب موسیقی کے آلات سے یعنی سماع شروع ہوا آپ اس ہی وقت اٹھ کر وہاں سے چل دیئے۔ دوستوں نے روکنے کی بڑی کوششیں کیں آپ نے فرمایا کہ یہ امر خلاف سنت ہے۔ سماع کے دلدادوں نے کہا کیا سماع سے منکر ہو

گئے ہو اور اپنے پیر و مرشد کا مشرب چھوڑ دیا ہے۔ آپ نے فرمایا یہ تو کوئی حجت نہیں ہے۔ کلام مجید اور حدیث شریف سے کوئی دلیل لاؤ۔ بعض لوگوں نے یہ الفاظ حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہیؒ تک پہنچائے لیکن آپ مرید کی نیک نفسی سے خوب واقف تھے۔ انھوں نے یہ کہہ کر ٹال دیا کہ شیخ نصیر الدین کا اتقاء بڑھا ہوا ہے۔ آپ ہمیشہ سماع بلا مزامیر سنا کرتے تھے۔

شعر:

خود محبوب الٰہیؒ ہے تیرا مدح سرا
کہ خواجہ نصیر میرا روشن چراغ ہے

سماع کے نام سے ہی آپ پر غلبہ اور وجد طاری ہونے لگتا تھا۔ ایسا ہی ایک واقعہ تحریر کرتے ہیں۔ حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الہیؒ کے مرید حمید قلندر تھے۔ انھوں نے آپ کے ملفوظات اور حالات خیر المجالس میں جمع کئے انھوں نے بھی لکھا ہے اور جوامع الکلم میں بھی یہ واقع تحریر ہے کہ آپ سماع کی محفل میں تھے قوالوں نے یہ شعر پڑھا تو آپ پر وجد طاری ہوگیا۔

جفا بر عاشقاں گفتی نخواہم راند وہم کردی
قلم بر بیدلاں گفتی نخواہم راند وہم راندی

محبوب آپ نے تو کہا تھا عاشقوں پر زیادتی نہیں کروں گا مگر آپ نے پھر بھی زیادتی کی نیز آپ نے تو کہا تھا کہ میں بدلوں (عاشقوں) پر قلم نہیں

چلاؤں گا مگر آپ نے پھر بھی قلم چلایا۔

نظر از دیدہ با ناقص فتادنت
وگرنہ یار ما ازکس نہال نیست

ترجمہ: ''نگاہوں کی نظر میں ہی نقص وفطور ہے ورنہ ہمارا یار تو کسی سے چُھپا ہوا نہیں ہے۔''

اس سے آپ کے ذوق سلیم کی عظمت کا پتہ چلتا ہے اشعار کے معانی کی گہرائی اہل باذوق کو متاثر کر دیتی ہے۔

جیسا کہ اوپر تحریر کر چکے ہیں کہ اہل طریقت میں چشتی بزرگ بلاشک وشبہ سماع بالمزامیر سُنتے تھے لیکن سلطان المشائخ حضرت نظام الدین محبوب الٰہیؒ بغیر المزامیر کے سماع سنتے تھے اور خانقاہِ عالیہ حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلیؒ میں بھی قوالی بغیر مزامیر کے سنی جاتی تھی اور یہ سلسلہ آج بھی قائم ہے کہ آپ کے عرس مبارک پر محفل سماع بغیر مزامیر کے ہوتی ہے۔

ہم مزامیر اور بالمزامیر کی بحث میں نہیں جاتے کیونکہ بزرگان چشت نے مزامیر اور بلا مزامیر قوالی سنی ہے اور یہ ان کا ذوقی مسئلہ ہے لیکن اگر دیکھا جائے تو برصغیر کی حد تک تو یہ ایک تبلیغی مسئلہ بھی ہے کیونکہ ہندو مزامیر کے دل دادہ تھے اس ہی لئے بزرگان چشت نے ان کو اسلام کی طرف راغب کرنے کیلئے یہ طریقہ اختیار کیا تھا جس سے بہت اچھے نتائج برآمد ہوئے۔ ان مسائل کو اولیاء کرام

ہی بہتر سمجھتے ہیں، چونکہ ہم اس راہِ تبلیغ کے راز سے واقف نہیں ہیں اور نہ ہی قوم کے دور رَس مسائل ہمارے نگاہوں میں ہیں۔ اس لئے بحث میں پڑ کر اولیا کرام کے عظیم کردار کو مجروح نہیں کرنا چاہتے۔

سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی کی محفل سماع کے متعلق (اخبار الاخیار کے مصنف) سیرِ الاولیاء کہ حوالے سے تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت محبوب الٰہیؒ کی محفل قوالی بغیر باجے سے ہوتی تھی اور اس میں تالیاں بھی نہیں بجائی جاتیں تھیں۔ اگر کوئی آپ سے کسی کے متعلق کہتا کہ فلاں شخص باجے سے سنتا ہے تو آپ اس کو منع فرماتے تھے اور کہتے کہ باجے سننا شریعت میں درست نہیں ہے۔

ملفوظات حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلیؒ خیر المجالس میں تحریر ہے کہ آپ سماع کے متعلق فرمارہے تھے تو آپ سے ایک صاحب نے سوال کیا کہ کیا محفل سماع میں دف، بانسری، اور ستار وغیرہ جیسے باجے ہوں اور صوفی رقص کریں۔ آپ نے جواباً فرمایا کہ باجے تو بلا جماع مباح نہیں اگر کوئی طریقت سے نکلنا چاہے تو شریعت میں رہنا ضروری ہے اور اگر شریعت سے بھی نکلنا چاہے تو کہاں جائیگا پہلی بات تو یہ ہے کہ سماع کے متعلق ہی علماء حضرات کا اختلاف ہے۔ اگر بقول بعض علماء شرائط کے ساتھ جائز کر بھی لیا جائے تب بھی تمام قسم کے باجے بالا جماع حرام ہیں۔ (اخبار الاخیار فارسی ص ہر جگہ لفظ باجماع ہے) مزید

گفتگو کرتے ہوئے آپ اپنے پیر و مرشد سلطان المشائخ حضرت شیخ نظام الدین محبوب الٰہیؒ کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ سماع کی چار اقسام ہیں:

۱۔ حلال

۲۔ حرام

۳۔ مکروہ

۴۔ مباح

اگر صاحب حالِ وجد کا دل اللہ کی طرف ہے تو مباح ہے اگر مجاز کی طرف ہو تو مکروہ ہے اگر دل بالکل اللہ کی طرف ہے تو حلال ہے اور اگر بالکل مجاز کی طرف ہے تو حرام ہے۔

حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلیؒ کا تقویٰ

آپ بہت بڑے متقی اور پرہیز گار اور اتباع سنت اور شریعتِ محمدی کے بڑے پابند تھے۔ آپ کا طریقہ کار اس قدر مضبوط اور دستورِ عمل اس قدر محتاط تھا کہ احادیث نبوی اور اقوالِ بزرگان کی بھی تاویل کر کے شریعت کے محدود دائرے میں لے آتے تھے۔

چنانچہ حدیث شریف:

ان اللہ خلق آدم علیٰ صورتہ

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔''

کی تاویل علمائے دین ظاہر کے عقیدے کے مطابق یوں کرتے تھے کہ صورت کی ضمیر آدم علیہ السلام کی جانب ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے آدم کو ان کی اپنی صورت (آدمؑ کی صورت) پر پیدا فرمایا۔

اِس کے بعد فرمایا کہ حضرت آدمؑ کو حق تعالیٰ نے ابتدا سے انسان کی مکمل صورت پر پیدا فرمایا برخلاف دوسرے لوگوں کے جن کو مکمل یا آخری صورت پر پیدا نہیں کیا بلکہ بتدریج پہلے بچہ پیدا کیا اِس کے بعد عالم جوانی اور پھر کامل شکل میں لایا گیا۔ اِس کے بعد حضرت سے سوال کیا گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ان اللہ خَلق آدم علیٰ صورته الرحمٰن کیونکر تاویل کی گئی آپ نے جواباً فرمایا کہ رحمٰن اسمِ صفاتی ہے اور اِس کی تاویل اسطرح کی جائے گی کہ

ان اللہ خَلق آدم علیٰ صورته رحمته۔

ترجمہ: ”بے شک اللہ تعالیٰ نے آدم کو اپنی رحمت کے وصف کے ساتھ پیدا فرمایا ہے۔“

یہ تو جائز ہے لیکن اگر اسمِ ذاتی یعنی اللہ ہوتا تو تاویل مِحال تھی۔

اِس کے بعد عرض کیا گیا کہ حدیث شریف کے اصلی معنی کیا ہیں آپ نے فرمایا اصلی معنی یہ ہیں کہ ضمیر علی صوریه اللہ تعالیٰ کی طرف راجع ہے اور ضمیر علیٰ صورته الرحمٰن اس کی تفسیر ہے۔ آگے آپ فرماتے ہیں کہ مشکوٰۃ شریف میں ایک حدیث آئی ہے:

ترجمہ: "جب تم میں سے کوئی شخص جہاد کرے تو دشمن کے منہ پر ضرب نہیں مارنی چاہیئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آدمی کو اپنی (خدا کی) صورت پر پیدا کیا۔"

اگر ضمیر صورۃ اللہ کی طرف راجع نہ ہو بلکہ آدمی کی طرف ہو تو پھر منہ پر مارنے سے اجتناب کے کیا معنی۔ پس لازماً یہ ضمیر اللہ تعالیٰ کی طرف راجع ہے۔ چونکہ آدمی کی صورت اللہ تعالیٰ کی صورت پر خلق کی گئی ہے۔ اسی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منہ پر ضرب لگانے سے منع فرمایا ہے اگرچہ اِس لحاظ سے انسان کی ساری صورت یعنی پورا جسم واجب العزت ہے۔ لیکن چہرہ چونکہ حسن و جمال الہٰیہ کا مظہر ہے اور تعارف و تشخیص بھی چہرہ کی بدولت ممکن ہے نہ کہ دیگر اعضاء کی بدولت اِس لئے چہرے پر مارنے سے اور اِس پر ضرب لگانے سے خاص طور پر منع کر دیا گیا ہے۔

اسی طرح اور بہت سی احادیث کی تاویل کی گئی ہے چنانچہ سبحانی ما اعظم شانی (حضرت شیخ بایزید بستامیؒ) کا قول ہے۔ جس کے معنی ہیں کہ پاک ہوں میں اور میری شان کس قدر بلند ہے) اور آپ کا قول لیس فی جبتی سوی اللہ۔ (یعنی میری جبہ میں سوائے اللہ کے کچھ نہیں) کی بھی آپ یعنی حضرت نصیر الدین محمود چراغ دہلی نے اِن معنوں میں تاویل نہیں فرمائی۔ لیکن ان کے متعلق اس قدر فرمایا: یہ ہفتوات عاشقانہ (عاشقانہ بے باکی یا عاشقانہ لغزش ہے)

پھر آپ سے ہفتوات کا معنی دریافت فرمایا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہفتوات بمعنی غیر ذمہ دارانہ کلام ہے۔تصوف کی اصطلاح میں ایسے کلمات کو شطیحات کہتے ہیں۔یعنی وہ کلمات جو بظاہر غیر شرع نظر آتے ہیں لیکن حقیقت میں خلاف شرع نہیں ہوتے مثلاً:

منصور الحاج ؒ کا نوحہ اناالحق بھی اسی قبیل سے ہے روایات صحیہ سے ثابت ہے کہ اِن حضرات نے اس قسم کے نعرے بظاہر خلاف شرع حالت استغراق میں لگائے اور جب ہوش میں آنے کے بعد اِن کو بتایا گیا کہ آپ کے کلمات جو آپ کے منہ سے نکلے ہیں وہ غیر شرع ہوتے تھے۔تو وہ نادم ہوتے تھے جب بایزید بسطامیؒ کو بتایا گیا کہ آپ کے منہ سے یہ کلمات نکلے ہیں تو آپ نے حکم فرمایا کہ اگر دوبارہ مجھ سے یہ غلطی ہو تو مجھے قتل کردیں۔لیکن جب آپ نے استغراق کی حالت میں دوبارہ پھر وہ کلمات نکلے تو خدام آپکے حکم کے مطابق آپ پر چھریاں چلائیں تو پھر چھریوں کے رخ خود بخود مڑ کر مارنے والوں کی طرف ہو گئے۔نعرہ اناالحق اگرچہ بظاہر غیر شرع ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ منصورؒ نہیں کہہ رہے تھے کہ میں خدا ہوں بلکہ خدا تعالیٰ خود فرمارہا تھا کہ میں خدا ہوں۔اس وجہ سے کہ منصور اس وقت ذات حق میں فنائیت حاصل تھی اور وہ اپنی ہستی سے فانی ہو کر حق کی ہستی سے باقی ہو گئے تھے۔حضرت شیخ بایزید بسطامیؒ کے مندرجہ بالا دو نعرے بھی حالت فنا میں سرزد ہوئے اور جب آپ فنائیت سے باہر آئے تو اُنھیں بُرا سمجھا اسی

طرح حضرت شیخ غوث الاعظم شیخ عبدلقادر جیلانی قدس سرہ نے جب فرمایا کہ (میرا قدم مبارک تمام اولیاء کی گردن پر ہے تو اس وقت بھی آپ قیام فنا فی اللہ مین تھے ورنہ حالت نزول، شعور، اور عبدیت میں کوئی بزرگ اس قسم کے کلمات نہین ادا کر سکتے۔ یہ کلمات حرف مدہوشی درج محوویت اور استغراق ذات کی حالت میں سرزد ہوتے ہیں کاملین ان سے درگزر کرتے ہیں چنانچہ فرید الدین عطار نے درگزر کرنے کی یوں ترغیب دی ہے۔

علاقاں دا شرع تکلیف آمد است
بیہ دلاں را عشق تشریف آمد است
لاجرم دیوانہ را اگرچہ خطا است
ہرچہ لے گوید یگستاخی روا است
تو زباں از شیوہ او دور دار
عاشق دیوانہ را معذور دار

حضرت بدرالدین اسحاق آپ حضرت بابا فریدین گنج شکر کے خلیفہ اور داماد تھے۔آپ کی رہائش دہلی میں تھی بہت بڑے عالم تھے لیکن اولیاء کرام سے اختلاف تھا ایک مرتبہ کوئی مسئلہ معلوم کرنے کیلئے قافلہ کے ساتھ بخارا جا رہے تھے جب اجودھن یعنی پاک پتن سے گزرے تو آپ کے ساتھ قافلہ والے حضرت بابا فریدالدین گنج شکرؒ کی زیارت کیلئے گئے پہلے پہل حضرت بدرالدین اسحاق نے

ساتھ جانے سے انکار کر دیا لیکن اپنے ہمراہیوں کے اسرار پر آپ بھی جناب بابا صاحب کی زیارت کیلئے چلے گئے ۔آپ بابا صاحب کی خدمت میں جا کر بیٹھے تو یہ دیکھا کہ باباجی بغیر پوچھے ان کے سوالا ت کا جواب دینے لگے جس کیلئے آپ بخارا تشریف لے جا رہے تھے اور بابا گنج شکر کے جوابات اتنے قوی تھے کہ آپ ان کی بزرگی کے قائل ہو گئے اور مرید ہو کر بلند مرتبہ پایا۔
(مقابلیس المجالیس ص نمبر ۶۳۲،۶۳۶)

بزرگی

خیر المجالس کے مصنف مولانا حمید شاعر قلندر تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی علم میں ابوحنیفہ وقت اور زہد و ورع میں حضرت شیخ نظام الدین محبوب الٰہیؒ کی جگہ پر تھے ،مفتاح العاشقین کے مصنف مولانا محب اللہ نے حضور چراغ دہلیؒ عمدۃ الابرار، قدوۃ الاخیار، ملک السالکین، برہان العاشقین ختم المشائخ کے القاب سے یاد کیا ہے ۔لطائف اشرقی میں ہے :(ص:۳۶۲،ج:۱)

”حضرت قدوۃ الکبریٰ فرمودند کہ ہر چند کہ خلفاء حضرت سلطان المشائخ ہمہ برمسند شیخوفیت و ارشاد برجادۂ شریعت و انقیاد بودند، حضرت شیخ نصیر الدین محمود راہ حق تعالی ولایتے کرامت کردہ بود کہ بداں رتبہ ہیچ کس از خلفاء نتواند رسید و آں مقدار آثار ولایت و کرامت و انوار ہدایت و عظامت کہ از شیخ

نصیر الدین ظہور پیوست، از ہیچ کس ظاہر نہ شد بلکہ در ہمہ
ہندوستان ہیچ صاحب ولایت مقامت ایشاں نتوانست۔"
سیر العارفین میں ہے کہ

"وہ مبارز بزد جہاد اکبر، وہ شاہد شہود اطہر اظہر، وصنوبر ریاض ریاضت، وہ نیلوفر فیوض افادت، وہ مثال قنز یہ تشبیہ وہ عامل تنقیح وتوصیع وہ برگزیدہ معبود تھے وہ مشائخ کبار میں ممتاز ومستثنیٰ اور حجردان روزگار میں اولی الابصار تھے۔

مولانا عبدالحق نے اخبار الاخیار میں حضور چراغ دہلی کو مستغرق بہ بحر شہود کے لقب سے یاد کیا ہے اور لکھا ہے کہ وہ اپنے شیخ کا بہت اتباع کرتے تھے ان کا طریقہ فقر صبر، رضا اور تسلیم تھا۔

سفینۃ الاولیاء (ص ۱۷۱) میں ہے خواجہ سے اتنی کرامتیں صادر ہوئیں ہیں کہ سلطان مشائخ کے کسی مرید سے اتنی ظاہر نہ ہوئی ہوں گی خزینۃ الاصفیاء میں ہے:"صاحب الاسرار زبدۃ الابرار وعابد عظیم وزاہد کریم بود۔" (ص ۳۵۳)

تعارف حمید قلندر شاعر

آپ سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین محبوب الٰہیؒ کے مرید تھے۔آپ ہی نے خیر المجالس مرتب فرمائی۔آپ حضرت شیخ نصیرالدین چراغ دہلیؒ کی خدمت میں حاضر رہتے اور کبھی کبھی اپنے والد محترم کے ساتھ بھی شیخ کی خدمت میں حاضری دیتے اور آپ کی مجلس میں باز یاب ہوتے۔قلندر نے شیخ کے بعض

خلفاء سے بھی اپنی قابلیت کی وجہ سے اِن سے استفادہ حاصل کیا ہے اگرچہ آپ کے اشعار اتنے میعاری نہ تھے لیکن آپ شاعر بھی مشہور تھے قلندر کے نام سے زیادہ مشہور ہوئے۔

آپ سب سے پہلے مولا برہان الدین ؒ کی خدمت میں حاضر رہے کہ ان کے ملفوظات جمع کئے اور خیر المجالس ملفوظات کی تالیف میں ابتدائی تاریخ سنہ ۷۵۵ھ تھی اور اسکی تکمیل سنہ ۷۵۶ھ میں ہوئی ان ملفوظات میں حالات وحکایات سادہ زبان میں تفصیل سے لکھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ پر رحمت نازل فرمائے۔

ملفوظات

اللہ تعالیٰ نے ہر زمانے میں بعض لوگوں کو مقبول فرما کر واسطے ہدایت مخلوق اور طالبان حق کے لیے مقرر فرمایا ہے کہ وہ واعظ ونصیحت سے لوگوں کو دین اسلام کی تعلیمات اور عبادت الہیہ اور اخلاق حسنہ کی رغبت دلائیں۔ لہٰذا مشائخ عظام اور اہل طریقت نے اس طریقہ پر عمل کر کے برصغیر کے طول وعرض میں دین اسلام کی شمع روشن کی اور آج بھی اسلام کا نور ہر سمت پھیلا ہوا نظر آتا ہے۔

اس کارِ خیر میں حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی پیش پیش رہے اور اپنے پیر طریقت حضرت شیخ نظام الدین محبوب الٰہی ؒ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے آپ نے اپنی خانقاہ میں شب وروز دین اسلام کے فروغ کے لیے محافل اور مجالس کا اہتمام فرمایا۔ ان مجالس میں ملک بھر سے علماء دین، صوفیاء کرام اور

طالبان حق شریک ہوتے اور آپ کے ملفوظات سے فیض یاب ہوتے۔حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی جب اپنے زمانے کے صوفیاء کرام کو دیکھتے جنہوں نے تصوف کو آزادی اور مطلق العنانی کا پردہ بنا رکھا تھا۔ان کو دیکھ کر حضور چراغ دہلی کا دل کڑھتا۔آپ فرماتے میں کس لائق ہوں کہ مسند مشخیت پر بیٹھوں آج کل تو لوگوں نے مشخیت کو بچوں کا کھیل بنا رکھا ہے۔پھر سنائی کا شعر پڑھتے۔

مسلماناں مسلماناں مسلمانی مسلمانی

ازیں آئین بد یناں پشیمانی پشیمانی

آپ کا ایک قول آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہے:

ع ''غم ایمان باید خورد درپے کرامت لیابود''

حضور چراغ دہلیؒ کے ملفوضات کئی مجموعوں پر مشتمل ہیں اگر ہم ان کو تحریر کریں تو ایک ضخیم کتاب چاہئے لہٰذا تبرکاً چند ملفوضات قائرین کرام کی نظر کرتے ہیں۔مشائخ ہند میں حضرت نصیر الدین محمود چراغ دہلیؒ جس پایہ کے بزرگ ہیں اس کا کچھ اندازہ ان کے حالات اور کارناموں سے ہوگیا ہوگا۔

ملفوظات شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی رحمۃ اللہ علیہ

پیر کی تعریف

آپ فرماتے ہیں راہ طریقت میں پیر وہ کہلاتا ہے جسے مرید کے باطن

پر تصرف حاصل ہو اور ہر لمحہ مرید کی ظاہری اور باطنی مشکلات کو حل کر سکے۔ اس کے آئینہ باطن کو صاف کر سکے اگر اس میں یہ صلاحیت ہے تو پیر کہلانے کا مستحق ہے ورنہ نہیں۔ (مفتاح العاشقین ص نمبر ۱۰۵۳)

جزب وسلوک

حضور چراغ دہلی نے فرمایا سلوک میں ارادے کا ہونا ضروری ہے تاکہ مرشد طریقہ ذکر وفکر کی تعلیم دے سکے، اور جہاں ایک سالک کو وقفہ عارض ہو وہاں مرشد دست گیری کرے، ایک سالک متدارک بہ جزبہ اور مجذوب متدارک بہ سلوک ہوتا ہے، سالک متدارک بجذبہ وہ ہے جو علم وعمل اور ارادت کی قوت سے پہلے سلوک، پھر بعد میں جذبہ حاصل کرتا ہے۔ وہ اپنے اعمال میں خون جگر پیتا ہے۔ رنج وتعب اٹھاتا ہے اس کو نفس شیطان معصیت میں آلودہ کرنا چاہتے ہیں لیکن وہ تائب ہو کر عابد وزاہد رہتا ہے اور مجذوب متدارک بہ سلوک وہ ہے جو پہلے جذبہ اور آخر میں سلوک حاصل کرتا ہے، وہ جو کچھ کرتا ہے وہ جذبہ کی قوت سے کرتا ہے۔ شیطان اور نفس دونوں کو اس کے یہاں دخل نہیں، حضور چراغ دہلیؒ کی رائے ہے کہ سالک متدارک بہ سلوک دونوں میں مطابقت کی جا سکتی ہے لیکن مجذوب مطلق اور سالک نامتدارک بجذبہ اتباع کے لائق نہیں ہوتے۔ حضور چراغ دہلیؒ کے نزدیک سالک متدارک بجذبہ مجذوب متدارک بہ سلوک سے افضل تر ہے۔ سالک کی ایک قسم واقف بھی ہوتی ہے جو علم اور مجاہدہ کے زور

سے سلوک حاصل کر لینا ہے لیکن کسی لغزش کہ وجہ سے آگے نہیں بڑھتے یا ایسی حالت میں مرشد مدد کرتا ہے ورنہ اس کو شیطان طمانچے مارتا رہتا ہے۔

(مجالس صوفیہ بحوالہ خیر المجالس مجلس دہم فارسی ص نمبر ۴۸)

حال وقال

حضور چراغ دہلیؒ نے فرمایا ایک مبتدی تلاوت کلام پاک، نماز اور فکر میں وقت صرف کرتا ہے اور جب وہ اپنے اوقات عبادت و ریاضت سے معمور کر لیتا ہے وہ صاحب وقت کہلاتا ہے اس کے بعد ایک حال قائم ہوتا ہے جس میں انوار نازل ہوتے ہیں اس کا اثر دل پر پہنچتا ہے اور دل سے اعضاء میں سرایت کرتا ہے۔ لیکن اس حال میں دوام نہیں ہوتا، اگر اس کو دوام حاصل ہو جاتا ہے تو یہ مقام ہے اور جب اس مقام کو دوام حاصل ہوتا ہے تو مبتدی منتہی کے درجہ پر پہنچ جاتا ہے وہ صاحب انفاس کہلاتا ہے اس کے ہر سانس پاکیزہ ہوتی اور غیر حق کے تمام خیالات دل سے محو کر دیتا ہے۔ (مجالس صوفیہ بحوالہ خیر المجالس مجلس دہم)

صحتِ نفس

حضور چراغ دہلیؒ نے صحت نفس کی تربیت پر بڑا زور دیا ہے فرمایا محافظت نفس کے لیے مخالفت نفس ضروری ہے چنانچہ ایک موقع پر اپنی ساری تعلیم کا لب لباب اس شعر میں پیش کیا ہے۔

صحت نفس وقوت یک روزہ
بہتراز تاج و تخت فیروزہ

(مجالس صوفیہ بحوالہ خیر المجالس مجالس سی ونہم فارسی ۱۳۲)

مفتاح العاشقین کے مصنف جناب مولانا محب اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ جس روز بندہ جناب خواجہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور شرف ارادت سے مشرف ہوا۔ اس دن آپ کی مجلس میں شجرہ طریقت کا ذکر ہو رہا تھا۔ حضور چراغ دہلیؒ نے اپنی زبان مبارک سے فرمایا جو نعمت جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سیدنا عمر فاروقؓ اور سیدنا علیؓ کے ذریعہ خواجہ حسن بصری کو عطا ہوئی وہ پیران طریقت کی بدولت شیخ الاسلام خواجہ مخدوم نصیر الدین چراغ دہلیؒ تک پہنچی۔

مرید

حضور چراغ دہلی فرماتے ہیں کہ مرید صادق اسے کہتے ہیں جو پیر حکم دے بجالائے ہر لمحہ پیر کو حاضر و ناظر سمجھے جو نیک و بد دل میں آئے پیر سے کہے مگر دل میں پیر کے متعلق بدگمانی نہ لائے ورنہ مرید نہیں۔

آپ نے فرمایا جب میں محبوب الٰہی کا مرید ہوا میں حاضر تھا آپ نے مرید کے متعلق گفتگو کرتے ہوئے فرمایا درویشوں کو مرید مولانا نصیر الدین محمود کی طرح عمدہ صلاحیت رکھنی چاہیے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ مونس العاشقین میں لکھا ہے کہ مرید کی دو قسمیں ہوتی ہیں۔ ایک رسمی مرید اور ایک حقیقی، رسمی وہ ہے کہ

پیر تلقین کرے کہ دیکھی ہوئی چیزوں کو نادیکھی اور سنی ہوئی کو ناسنی سمجھنا سخت و جماعت کا پابند رہنا۔ حقیقی مرید وہ ہے جو ہر لمحہ پیر کے ساتھ رہے اور پھر فرمایا حقیقی مرید وہ ہے جو پیر کہے اس پر یقین کرے اور کوئی شک نہ کرے پیر مرید کے لیے مثل کنگھی ہے پیر مرید کی کمالیت کے لیے کہتا ہے۔

غسل کی قسمیں

حضور چراغ دہلیؒ نے فرمایا ایک مرید کے لیے تین قسموں کا غسل ضروری ہے:

۱۔ غسل شریعت یعنی جسم سے ناپاکی دور کرنا۔

۲۔ غسل طریقت تجرد اختیار کرنا۔

۳۔ غسل حقیقت یعنی باطن کا توبہ کرنا۔

یاد حق تعالیٰ

حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی فرماتے ہیں کہ طالب کو یاد حق میں رات دن مشغول رہنا چاہیے کیونکہ زندگی نہایت مختصر ہے۔ لہذا جب تک دم میں دم ہے کوشش کرتے رہو۔

اس کے بعد فرمایا میں نے اپنے پیر و مرشد سلطان المشائخ محبوب الٰہیؒ حضرت شیخ نظام الدینؒ کی زبانی سنا ہے کہ یاد الٰہی کے سات وقت ہیں، تین وقت

دن کے اور چار وقت رات کے۔ صبح سے اشراق تک اشراق سے ظہر تک اور عصر سے مغرب تک رات کو مغرب سے عشاء تک عشاء سے تہجد تک تہجد سے صبح کاذب تک پھر صبح کاذب سے صبح صادق تک۔ اس کے بعد حضور چراغ دہلی نے فرمایا میں نے محبوب العاشقین میں دیکھا ہے کہ فارغ مشغول اسے کہتے ہیں کہ جو ظاہر باطن میں یاد الہی میں مشغول ہو اور غیر حق سے فارغ ہو۔

پھر فرمایا کہ حضرت خواجہ یوسف چشتی ایک رسالہ میں لکھتے ہیں کہ اپنے او پر یہ پانچ امور لازم کرنے چاہیں تا کہ باطنی صفائی ہو۔ پہلا مسواک دوسرا قرآن مجید پڑھنا اگر نہ پڑھ سکے تو سورہ اخلاص پڑھے۔ تیسرا صائم الدہر ہوا گر یہ نہ ہو سکے تو ایام بیض کے روزے اپنے لیے لازم کر لے۔ چوتھا قبلہ رو بیٹھے پانچواں ہمیشہ باوضو رہے۔

چار عالم

حضور چراغ دہلی فرماتے ہیں کہ ایک مرید کو راہ سلوک میں حسب ذیل چار عالم سے واقف ہونا ضروری ہے اور اگر وہ واقف نہیں ہے تو وہ دروغ گو ہے:

۱۔ عالم ناسوت

۲۔ عالم ملکوت

۳۔ عالم جبروت

۴۔ عالم لاہوت

عالم ناسوت حیوانات اور نفس کی دنیا ہے اس میں حواسِ خمسہ سے افعال صادر ہوتے ہیں سالک اپنی ریاضت اور مجاہدہ سے اس عالم سے گزر کر عالم ملکوت میں پہنچتا ہے جہاں اسکے افعال صرف تسبیح تہلیل، قیام رکوع اور سجود ہے، اس عالم کو طے کر کے وہ عالم جبروت میں آتا ہے۔ جہاں صرف شوق، ذوق، محبت، اشتیاق، طلب وجد، سکر، محو، مجد اور محو کے سوا کچھ نہیں ہوتا اس کے بعد وہ عالم لاہوت میں داخل ہوتا ہے جو بالکل لامکان ہے یہاں نہ گفتگو اور جستجو، عالم ناسوت نفس کی صفت عالم ملکوت دل کی صفت، عالم جبروت روح کی صفت عالم لاہوت نظر رحمان کی صفت ہے۔ایک میں اس کے مناسب حال و مقام ایک خاص حقیقت ہے نفس اس کی طرف مائل کرتا ہے جو کہ شیطان کا متاح ہے۔لیکن دل بہشت جاوداں کی طرف مائل ہوتا ہے روح لمحا اور پوشیدہ اسرار کی طرف مائل ہوتی ہے۔جو نفس کی صفالیت کرتا ہے وہ دوزخ میں جانا ہے جو دل کا تابع ہوتا ہے وہ جنت میں جاتا ہے۔روح رحمان سے قرب الہی حاصل ہوتا ہے۔

سجدہ

حضور چراغ دہلیؒ نے فرمایا اللہ کے سوا کسی کو سجدہ کرنا جائز نہیں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں من سجد بغیر اللہ فقد کفر جو شخص اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو سجدہ کرتا ہے وہ کافر ہو جاتا ہے۔

گزشتہ امتوں میں والدین، پیر، استاد اور بادشاہ کو سجدہ متحب تھا جب

حضور ﷺ کا زمانہ آیا تو ہر قسم کا سجدہ موقوف ہو گیا، ایام بیض کے روزے پہلے فرائض میں شامل تھے مگر حضور ﷺ کے زمانہ میں فرض نہ رہے اس طرح سجدہ کا استحباب نہ رہا اور مباح رہ گیا۔

فرائض

حضور چراغ دہلی فرماتے ہیں کہ زندگی وہ ہی ہے جو یاد حق میں گزرے ورنہ مردہ ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: ”جو دم یاد الٰہی کے بغیر گزرے وہ مردہ ہے اصل زندگی وہ ہے جو یاد حق میں گزرے۔“

پھر حضور چراغ دہلی نے فرمایا جب ایسی حالت اصل ہے تو یاد حق سے غافل نہیں رہنا چاہیے بلکہ ہر وقت اور ہر مقام پر اللہ کو یاد رکھنا چاہیے۔ ارشاد الٰہی ہے:

فاذ کر اللہ قیاما وقعوبا وعلی جنوبکم۔

پھر حضور چراغ دہلی نے فرمایا:

”حکم یوں ہے کہ دم بدم یاد حق میں مشغول رہے اور کوئی دم بھی ذکر الٰہی سے خالی نہ رہے۔“

آپ نے فرمایا اس قسم کی یاد ہمیشہ فرض ہے چاہیے کہ ہر دم ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ کا ذکر کرنا ہے۔ چنانچہ حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جو شخص فرض دائمی ادا نہیں کرتا اللہ اس کے وقتی فرض قبول نہیں کرتا چار فرض وقتی ا نماز ۲ روزہ ۳ حج ۴ زکوۃ پانچواں دائمی فرض کلمہ ہے پس انسان کو چاہیے کہ دائمی

فرض سے غافل نہ رہے۔

ذکر

حضور چراغ دہلی ارشاد فرماتے ہیں میں نے اپنے پیر و مرشد حضرت شیخ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہیؒ سے سنا ہے کہ ذکر دو قسم کے ہوتے ہیں ا ذکر خفی ۲ ذکر جلی لیکن طالبانِ حق کو پہلے ذکر جلی شروع کرنا چاہیے اور پھر ذکر خفی ذکر جلی زبان سے تعلق رکھتا ہے۔ زبان سے ذکر جلی کو کثرت سے کرنا چاہیے تاکہ اس کی کثرت سے خفی حاصل ہو۔ اس کے بعد فرمایا کہ جناب زید الدنیا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ ذکر خفی کا طریقہ تحریر فرماتے ہیں کہ ذکر خفی میں دم بند کر کے ذکر کرے جب تنگ ہو تو ناک کی راہ سے سانس لے منہ پھر بھی بند رکھے ایسے اشغال سے دل صاف ہو جاتا ہے۔ دم کی روکاوٹ آگ کی تنگی سے بھی زیادہ بڑھ کر ہے جس سے دل کی ارد گرد کی غلاظتیں جل کر سیاہ ہو جاتی ہیں۔ اور دل صاف ہو جاتا ہے۔ اس موضوع کی مناسب سے شیخ الاسلام حضرت فرید الدین مسعود گنج شکرؒ فرماتے ہیں کہ طالبان حق کے لیے یہ جانا ضروری ہے کہ جب تک وہ تزکیہ تصفیہ اور تجلیہ نہیں کرے گا وہ کسی مقام پر نہیں پہنچ سکتا اور نہ ہی درویش کے جواہر اس میں ظاہر ہوں گے اس لیے اس لے تزکیہ، تصفیہ، تجلیہ ، شریعت، طریقت، اور حقیقت کے لیے ہوتا ہے۔

تزکیہ نفس سے شریعت حاصل ہوتی ہے جو نماز ادا کرنے روزہ رکھنے اور دم بدم ذکر جلی میں مشغول ہونے پر منحصر ہے۔ تصفیہ دل سے طریقت حاصل ہوتی

ہے جو نماز ادا کرنے روزہ رکھے اور دم بدم ذکر خفی کرنے پر ہے۔ پھر آپ نے زبان مبارک سے فرمایا کہ جب تجلیہ روح حاصل ہوتی ہے تو سات گوہر جو دلی خزانے میں ہیں روشن ہوتے ہیں۔

گوہر

وہ یہ ہیں:

۱۔ گوہر ذکر

۲۔ گوہر عشق

۳۔ گوہر محبت

۴۔ گوہر سر

۵۔ گوہر روح

۶۔ گوہر معرفت

۷۔ گوہر فقر

گوہر ذکر کی روشنی سے سالک موجودات کی کل چیزوں میں منفرد ہو جاتا ہے جس کے بعد گوہر عشق روشن ہو جاتا ہے اس میں شوق وشتیاق درد اندوہ حیرانی اور بیخودی رہتی ہے، اس کے بعد گوہر محبت میں روشنی پیدا ہوتی ہے جس سے سالک کے دل میں اللہ ے سوا اور کی محبت نہیں رہتی ہے اور وہ ہر حال میں راضی رہتا ہے اس ہی اثنا میں وہ واردات اور مواہب الٰہی سے آگاہ وسرفراز کیا جاتا ہے

جس سے گوہر سر روشن ہوتا ہے اس کے بعد روح کا گوہر چمکتا ہے، جب سالک کا کوئی لمحہ اللہ کی اطاعت سے خالی نہیں رہتا، پھر گوہر معرفت اور آخر میں گوہر فقر روشن ہوتے ہیں، گوہر معرفت کے روشن ہونے پر سالک جو کچھ سنتا ہے اللہ سے سنتا ہے جو کچھ کہتا ہے اللہ سے کہتا ہے، جب کبھی چلتا ہے تو اللہ کے لیے چلتا ہے اور جب فقر کا گوہر روشن ہوتا ہے تو سالک دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں سے مستثنیٰ ہو جاتا ہے۔ اور جب سالک ان مراتب کو پہنچتا ہے تو انوار تجلی سے متصف ہو کر اٹھارہ ہزار عالم کو اپنی دو انگلیوں کے درمیان پاتا ہے اور وہاں اللہ کی قدرت سے چون و چگون کا تماشا دیکھتا ہے اور قدرت الٰہی میں جو چیزیں ہیں وہ اس کی ''روزی'' ہوتی ہیں مگر سالک کو احتیاط رکھنا چاہیے کہ اس سعادت سے محروم (بے نصیب) نہ ہو جائے۔

محبت

حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی فرماتے ہیں کہ جسے اللہ کی محبت نصیب ہو تو اس کے دل میں غیر کی محبت نہیں رہ سکتی اسکے بعد آپ نے فرمایا محبت کا مقام تمام مقامات سے افضل ہے اس مقام کے لائق مرادات سے فارغ ہی ہوتا ہے اسے اللہ کی طلب کے سوا اور کوئی شعور نہیں ہوتا۔ پھر آپ نے اپنے پیر و مرشد حضرت شیخ نظام الدین محبوب الٰہیؒ کے حوالہ سے فرمایا کہ آپ فرماتے ہیں کہ محبت کی دو قسمیں ہوتی ہیں۔ ایک محبت ذات اور دوسری محبت صفات محبت

ذاتِ وہی اور محبت صفات کیسی ہے اس کے بعد حضور چراغ دہلی نے فرمایا کہ اسرار العارفین میں تحریر ہے کہ سالک محبت کی مشق کرتا ہے تو چار چیزوں کا اسے سامنا کرنا پڑتا ہے خلق، دنیا، نفس، اور شیطان۔ خلقت سے پرہیز کے لیے گوشۂ تنہائی ہے اور دنیا کو نظر انداز کرنے کے لیے قناعت پسندی اور نفس سے بچنے کے لیے عبادت گزاری ضروری ہے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا خاص محبت اس کا نام ہے کہ محبوب چیز کو دوست کے لیے قربان کر دے۔ حضرت ابراہیمؑ نے اللہ تعالیٰ کی محبت کے خاطر اپنے بیٹے حضرت اسماعیلؑ کو اللہ کے حکم پر قربان کرنا چاہا۔

تو حکم ہوا اے ابراہیم! تو ہماری دوستی میں ثابت قدم ہے۔ اپنے بیٹے کو قربان نہ کر تیری قربانی کے لیے اب جنت سے دنبہ بھیجا گیا ہے اسکی قربانی کر۔ حضور چراغ دہلی نے فرمایا محبت میں وہ صادق ہے جسے ذرہ ذرہ بھی کر دیا جائے یا آگ میں جلا دیا جائے تو ثابت قدم رہے اگر اس حالت میں ثابت قدم نہ رہا تو محبت میں بھی ثابت قدم نہ ہو گا۔

حضور چراغ دہلیؒ بحوالہ ''دلیل العاشقین'' فرماتے ہیں کہ خواجہ منصور حلاج کو سولی چڑھانے کا حکم ہوا تو خود خوشی خوشی چڑھ گئے اور خلقت کو مخاطب کر کے فرمانے لگے کہ محبت اور عشق بازی میں دو رکعتیں ہیں۔ جن کا وضو اپنے خون سے کیا جاتا ہے سو وہ بھی سولی پر چڑھ کر رکعتان فی العشق الوضوء لا بد منہ پھر خواجہ شبلی نے آپ سے دریافت فرمایا کہ محبت میں کمالیت کس چیز کا نام ہے منصور حلاج

نے فرمایا یہ ہاتھ پاؤں کاٹ کر سولی چڑھا دیا جائے تو "صدق" سے اپنے خون سے محبوب کے لیے چہرہ سرخ کر لے پہلے روز اسے قتل کریں۔ دوسرے روز اسکو جلا دئیں اور تیسرے روز خاک کو پانی میں بہائیں۔ جو شخص یہ سب کچھ برداشت کرے اور دم نہ مارے تو سمجھو کہ وہ مقام محبت کے لائق ہے۔

ترک دنیا

حضرت شیخ نصیر الدین فرماتے ہیں کہ اے درویش اہل دنیا کے گھر میں کسی قسم کی راحت نہیں۔ اگر راحت ہے تو درویش کے گھر میں کیونکہ دنیا کے بندوں سے اللہ ناراض رہتا ہے۔ پھر بعد میں فرمایا راہ سلوک میں جب تک درویش محبت کے مصقلہ سے دنیاوی زنگار دل کے آئینہ کو صاف نہ کرلیں اور ذکر الٰہی سے مانوس نہ ہو جائیں اور کسی غیر کی ہستی کو بیچ میں سے نہ ہٹائیں ان کی اللہ تک رسائی نہیں ہوتی اگر ایسا نہ کریں تو اللہ سے دوستی نہیں ہوتی۔

حضور چراغ دہلی نے اپنے پیر مرشد حضرت شیخ نظام الدین محبوب الٰہیؒ کی زبان مبارک سے سنے ہوئے الفاظ کو بیان فرمایا کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ "دنیا کی دوستی تمام گناہوں کی جڑ ہے اور ترکِ دنیا تمام نیکیوں کا سر ہے۔ اس کے بعد حضور چراغ دہلی زاد المحنسین کی روایت کرتے ہیں کہ تمام بدیاں ایک مکان میں جمع کر کے اس کی چابی دنیاوی محبت کو بنایا ہے اور تمام نیکیاں ایک مکان میں اکٹھی کر کے اس کی چابیاں دنیاوی ترک کو بنایا ہے پھر آپ نے فرمایا

کہ شیخ الاسلام عبداللہ تستری اپنے رسالے میں تحریر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان دنیا سے بڑھ کر اور کوئی حجاب نہیں اسلئے کہ جس قدر دنیا سے دل لگائے گا اسی قدر اللہ تعالیٰ سے دور ہو گا۔

پھر حضور چراغ دہلی نے مناسب حال فرمایا کہ راہ سلوک میں درویش وہ ہی کہلا سکتا ہے جس کے دل میں بار حق کے سوا اور کوئی خیال نہ آئے اور نہ کسی دوسری چیز میں مشغول ہو اور نہ ہی اہل دنیا سے ملاپ رکھے۔ آپ نے اپنے پیر و مرشد حضرت شیخ نظام الدین محبوب الٰہی کے فرمان کے مطابق فرمایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں سب سے عمدہ وہ نیکی ہے جس سے خود بھی فائدہ اٹھائے اور دوسروں کو بھی فائدہ پہنچائے۔

توبہ کی تعریف

آپ نے توبہ کے حوالہ سے فرمایا توبہ وہ ہے کہ توبہ کر کے پھر نہ توڑے۔ خواجہ فضیل بن عیاضؒ نے توبہ کی تو غنیمت کا مال لوٹا دیا، اور ان سے معافی بھی مانگی مگر ایک یہودی راضی نہ ہوتا تھا اس نے کہا اگر اپنے پاؤں کی مٹی سونا بنا دیں، آپ نے ایسا کر دکھایا یہ دیکھ کر یہودی مسلمان ہو گیا اس نے کہا حقیقی تائب وہ ہے جو مٹی کو ہاتھ لگائے سونا بن جائے۔ (مفتاح العاشقین ص نمبر ۱۰۵)

حضور چراغ دہلی نے فرمایا کہ میں نے اپنے پیر و مرشد حضرت شیخ نظام الدین محبوب الٰہی کی زبانی سنا ہے کہ توبہ چھ قسم کی ہوتی ہے۔ زبان، آنکھ، کان، ہاتھ،

پاؤں اور نفس کی ہوتی ہے۔زبان کی توبہ کا مطلب یہ ہے کہ زبان کو تمام ناشائستہ باتوں سے دور رکھے اور بے ہودہ باتیں نہ کرے اور جو باتیں کہنے کے قابل نہ ہو اس کو زبان پر نہ لائے۔وضو کر کے سجدہ شکر بجالائے اور بارگا۔رب العزت میں یہ عرض کرے کہ زبان کو توبہ عنایت کر اور اپنے ذکرِ پاک کے سوا اور دوسری باتیں اس سے دور رکھے۔اس کے بعد فرمایا کہ خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ کے رسالے میں تحریر ہے کہ جب صبح صادق ہوتی ہے تو ساتوں اعضاء زبان سے فریاد کرتے ہیں اگر تو خود کو محفوظ رکھے تو ہم سلامت رہیں گے اگر تو ایسا نہ کرے تو ہم سب ہلاک ہوجائیں گے۔

حضور چراغ دہلی نے مزید فرمایا کہ خواجہ عثمان ہرونی اپنے رسالہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ انسان کے ہر ایک اعضاء میں شہوت اور حرص ہوتی ہے۔جو آدمی کے لیے حجاب کا باعث بنتے ہیں جب تک ان شہوتوں اور حرصوں سے توبہ نہیں کرتے وہ ہرگز کسی مقام کو نہیں پہنچ سکتا، وہ اعضاء آنکھ کی بینائی کی شہوت دوسرے ہاتھ جس میں کسی کو چھونے اور پکڑنے کی صلاحیت ہے تیسرے کان جس میں سننے کی خاصیت ہے چوتھے ناک جو سونگھتا ہے۔پانچویں حلق جس میں چکھنے کی لذت سے آشنائی ہے، چھٹے زبان جو بولنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ساتویں بدن جس میں چھونے کی صفت ہے۔آٹھویں ہوش و عقل جس میں نیک و بد کی صفت رکھی گئی ہے۔

نماز

آپؒ نے فرمایا جونماز قت پر ادا کی جائے اس کی خوبی بیان سے باہر ہے۔ پھر فرمایا میں نے کتاب صلوٰۃ مسعودی میں امام محمد باقرؒ کی روایت دیکھی ہے کہ نماز وقت پر ادا کرنی چاہیئے ایسا نہ ہو کہ وقت مکروہ ہو جائے اور نماز جائز نہ ہو۔

پھر آپ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تین طرح کی نمازیں ادا کی ہیں، ایک جو وقت کے متعلق ہے دوسری وہ جو سبب کے متعلق اور سب کے ہر روز وہ نمازیں حسب ذیل ہیں۔ پانچ فریضہ اور تین نفلی۔ ایک چاشت کی دوسری اوابین کی۔ بعد از شام جو آٹھ رکعت ادا کرے خواہ چھ، ایک اور نماز ہے جو ہر مہینے کی پہلی تاریخ کو پڑھی جاتی ہے جو نمازیں سال میں ایک مرتبہ ادا کی جاتی ہیں وہ یہ ہے دو عیدین کی، تراویح کی اور شب قدر کی۔ پھر آپ نے فرمایا کہ جن نمازوں کا ذکر کر چکے ہیں وہ وقت کے متعلق ہے اور جو سبب کے متعلق ہے وہ دو ہیں۔

ایک نمازِ استسقاء، دوسری کسوف وخسوف کی اور جو نماز نہ وقت کے متعلق ہے اور نہ سبب کے وہ نمازِ تسبیح ہے خواہ کسی وقت ادا کی جائے۔

قرآن

آپ نے فرمایا کہ قرآن شریف کی تلاوت کرنا تمام عبادات سے افضل ہے دنیا اور آخرت میں جو کچھ بھی ہے ان میں ہے سب سے بہتر تلاوت ہے جو کہ بہت بڑی نعمت ہے تو انسان کو ایسی نعمت سے غافل نہیں رہنا چاہیئے مزید فرمایا

کہ جس دل میں قرآن شریف آتا ہے وہ گناہ اور حرص سے پاک ہو جاتا ہے۔

(مفتاح العاشقین ص نمبر ۱۰۴۴)

کھانا کھلانا

آپ نے فرمایا بھوکوں کو کھانا کھلانا ہر ایک مذہب میں پسندیدہ اور اس سے بڑھ کر کوئی سعادت کی بات نہیں کہ بھوکوں کو کھانا کھلایا جائے اور انھیں آرام دے کر ان کے دل راضی کئے جائیں۔

کسی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ اللہ کی راہ میں کھانا دینا بہتر ہے یا سو رکعت نماز ادا کرنا۔ فرمایا کھانا دینا بہتر ہے، پھر پوچھا مسلمانوں کی حاجت پوری کرنا بہتر ہے یا سو رکعت نماز ادا کرنا، فرمایا مسلمانوں کی حاجت پوری کرنا بہتر ہے۔ (مفتاح العاشقین ص نمبر ۱۰۷۸)

مراقبہ

آپ مراقبہ کی تعریف بیان فرماتے ہوئے کہتے ہیں کہ آپ اپنے دل میں یہ یقین کرلیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو دیکھ رہا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا سب سے پہلے عالم سے روح پر انوار نازل ہوتے ہیں پھر دل پر اِس کا اثر ظاہر ہوتا ہے پھر اس کا اثر اعضاء پر ہوتا ہے چونکہ اعضاء دل کے تابع ہوتے ہیں اس لئے جب دل متحرک ہوتا ہے تو اس سے اعضاء میں حرکت پیدا ہوتی ہے۔

(اخبار الاخیار ص نمبر ۲۱۵)

صاحب وقت صوفی

آپ ایک دوست کے سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں مبتدی صاحب وقت ہے اور صاحب وقت صوفی وہ ہوتا ہے جو اپنے وقت کو غنیمت اور کافی سمجھتا اور کہتا ہے کہ آئندہ وقت آئے نہ آئے جو چاہتا ہے کہ میرے پاس صرف اتنا ہی وقت ہے تو وہ اپنے وقت کو غنیمت سمجھ کر تلاوت قرآن پاک کرتا ہے۔نماز پڑھتا ہے ذکر الٰہی اور دین و دنیا کی فکر میں مشغول رہتا ہے۔جب کوئی سالک اپنے اوقات کی حفاظت پر کاربند رہتا ہے اور ثابت قدمی سے اوقات مقررہ کو عبادات کے ذریعہ معمور کرلیتا ہے اور اس پر گامزن رہتا ہے تو امید ہے کہ وہ صاحب حال ہو جائے اور انعامات خداوندی اعمال و کردارِ انسانی کا نتیجہ ہے۔ انوارِ الٰہی جو عالم علوی سے ارواح پر نازل ہوتے ہیں ان کے اثرات کو حال کہتے ہیں اور پھر اس کا اثر ہونے کے بعد اعضاء میں سرایت کرتا ہے حال کو دوام اور ہمیشگی حاصل نہیں ہوتی اگر حال کو دوام حاصل ہو جائے تو یہ ایک خود مقام ہو جائے گا۔(اخبار الاخیار ص ۲۱۵ تا ۲۱۶)

منتہی صوفی کون ہے

آپ نے فرمایا کہ یہ صاحب انفاس ہے کہ اہل طریقت نے اس کا معنی یہ بیان کیا ہے کہ وہ جو کچھ کہتا ہے یا اس کی زبان سے جو کچھ نکلتا اللہ تعالیٰ ویسے ہی کر دیتا ہے۔(اخبار الاخیار ص ۲۱۶)

اصلاحات صوفیہ کیا ہے

اس سے مراد اصطلاح پر مرقوف ہے مشائخ کی اصطلاح میں صاحب وقت اسے کہتے ہیں جسے کسی وقت حال آئے لیکن ہر وقت اس پر حال طاری نہ رہے۔ مبتدی صاحب وقت یہ ہوا متوسط صاحب حال اسے کہتے ہیں جس پر اکثر اوقات حال طاری رہے۔ (اخبار الاخیار ص ۲۱۶)

شرح الحدیث

شیخ نصیر الدین محمود چراغِ دہلیؒ نے یہ حدیث رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیان فرمائی:

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ نے تمہارے زمانہ کے روز شب میں تمہارے لئے سانس کی آمدورفت دی ہے۔ اس سے تم اللہ کیلئے سانس لیا کرو۔''

اے سالک! تمہیں کیا ہو گیا ہے تم اس حکم پر عمل کیوں نہیں کرتے۔ اس کے بعد فرمایا یہ وجدانی کیفیت ہے۔ اگر رات کے وقت ذکر الٰہی کریں گے تو صبح کو لازماً اور یقیناً اس کی خوشبو پائیں گے۔ پھر فرمایا اگر کوئی درویش بھوکا رہ کر اوّل وقت سو جائے اور آخر رات کو اُٹھ کر یادالٰہی میں اسطرح مشغول ہو کہ اس کا باطن اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور چیز کی طرف متوجہ نہ ہو تو اپنی روح پر انوار الٰہیہ کے نزول کا مشاہدہ کرے گا۔ اس زمانہ میں یہ شخص دنیاداری سے الگ رہے اور مجاہدہ و ریاضت کرے یا نہ کرے لازماً بے شک اس حال کا مالک و حامل نظر آئے گا۔ اس کے بعد شعر پڑھا:

نظر دربرہ بات قص فتادہ

وگرنہ یارمن ازلس یہاں نیست

ترجمہ: ''نظر نے دیکھنے میں غلطی کی وگرنہ میرا دوست کسی سے پوشیدہ نہیں۔''

پھر فرمایا: اس امر میں اصل کام نفس کی حفاظت ہے اور صوفی کو بحالت مراقبہ ضروری ہے کہ وہ نفس پر نظر رکھے تاکہ اس کے باطن کو دل جمی نصیب ہو۔ جب نفس کو آزاد چھوڑ کر اس سے غافل ہوگیا تو باطن حیران و پریشان ہو جاتا ہے۔ پھر فرمایا صوفی وہ ہے جو اپنی ہر سانس کو شمار کرتا رہے۔

آپ نے مزید فرمایا کہ صاحب نفس کے منتہی ہونے کا ایک معنی یہ بھی ہے اس کے برخلاف جوگی اور ہندو تارک الدنیا بھی جنکو سدھ کہتے ہیں۔ یعنی ان کی ترقی کے راستہ میں رکاوٹیں حائل ہیں وہ بھی نفس کشی کرتے ہیں لیکن ایمان کی دولت سے محروم ہونے کی وجہ سے کوئی درجہ حاصل نہیں کر سکتے۔

اور پھر فرمایا کہ ہم تم کس قطار وشمار میں ہیں، یا پھر اس بھوکے فقیر کی طرح ہے جو نانبائی کی دوکان کے سامنے ہر قسم کے پکے کھانے دیکھ کر اور ان سے آنے والی خوشبو سونگھ کر کھڑا ہو جائے اور نانبائی سے کہے تمھارے پاس جو کچھ ہے مجھے کھلا دو۔

وہ جواب میں کہتا ہے کہ مجھے فرصت نہیں یہاں تک کہ مجھے کسی سے بات کرنے کی مہلت نہیں دن بھر لوگوں کے ساتھ رہا ذرا سا آرام بھی نہیں مل سکا کئی مرتبہ کوشش کی کہ ذرا سا لیٹ جائیں پھر کوئی گاہک آجاتا ہے۔ پھر وہ کہتا ہے کہ جاؤ پھر کسی فارغ وقت میں آنا پھر فرمایا رات میں جو کام کئے جا سکتے ہیں یا جو

چیزیں پڑھی جا سکتی ہیں انھیں دن میں کرنے کی بالکل ہمت نہیں لیکن میں مایوس نہیں اور پھر آپ نے یہ اشعار پڑھے۔

''ایں دلو تیں کہ ذر تہہ انداختہ ام نو میدنیم کہ پر آئند رندے۔''

ترجمہ: ''یہ خالی ڈول جو میں نے بالکل تہہ میں ڈال دیا ہے مایوس نہیں ہوں ایک دن بھر جائے گا۔''

اس کے بعد فرمایا دل پر نظر رکھ کر دل کو اللہ کی طرف متوجہ کرنا ضروری ہے اور یادالٰہی میں مشغول ہو کر دل سے غیر اللہ کو نکال دینا چاہیے۔

(اخبار الاخیار ص ۳۱۷ تا ۳۱۸)

تفسیر جاھدوا فینا:

احباب نے آپ سے سوال کیا: "جاھدوا فنیا" سے کیا مراد ہے، ارشاد فرمایا اس مضمون کو یہ آسانی سے اسطرح سمجھا جا سکتا ہے جبکہ ابتدائی طریقہ بتا دیتا ہوں وہ یہ ہے کہ "جاھدوا فنیا" کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہمارے لئے کوشش کرو، اور جاھدوا فی اللہ کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہمارے لئے کوشش کرو۔ لفظ فی شدت اتصال کے لئے آتا ہے (حرف) لام میں ایسا نہیں ہے نیز لفظ فی ظرف کیلئے ہے اور ظرف اپنے مظروف میں موجود ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

انما الصدقات للفقراءِ والمساکین والعافلین علیھا والمؤلفتہ قلوبھم و فی الرقاب۔

صدقات دو اصل فقیروں، مسکینوں صدقہ وصول کرنے والے ملازمین

ہیں۔تالیف قلوب اور ان لوگوں کیلئے بس جو غلامی میں ہیں۔فقیر و مسکین تو صرف پیٹ کی بھوک مٹانے کیلئے لیتے ہیں اور اقاب سے گردنیں آزاد کرنا ہے، کیونکہ جس کی گردن کسی کے قبضے میں پھنسی ہوئی ہو تو وُہ مردہ کی طرح ہے اور جو کوئی غلام آزاد کرتا ہے تو آزاد کرنے والے کیلئے کہتے کہ اس نے مردہ زندہ کر دیا۔اس شدت اور سخت ضرورت کو لفظ فی سے ظاہر کیا گیا ہے جس کا حرف ''لام'' وغیرہ سے اظہار ناممکن اور بعید اور غیر قانونی ہے، نیز گردن چھڑانے کا جس شدت سے حکم دیا گیا ہے ایسا دوسرے کے متعلق میں نہیں ہے۔ساتھ ہی ساتھ یہ پوری تفصیل علم نحو اور علم معانی و بیان وغیرہ سے متعلق ہیں۔

مجاہد تین قسم کے ہیں:

حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغِ دہلیؒ فرماتے ہیں کہ منجملہ مشائخ کا کہنا ہے کہ مجاہدہ کرنے والے تین حال سے خالی نہیں ہوتے۔مجاہدہ خوف دوزخ کے باعث یا پھر اُمیدِ بہشت کی خاطر یا خاص ذات مبارکہ الٰہیہ کے ہوگا۔اور جو مجاہدہ صرف ذات باری تعالیٰ کیلئے کیا جائے وللہ مافی اللہ ہوگا۔اس مجاہدہ کی زیادہ قدر و قیمت اس لئے ہے یہ مجاہدہ حق تعالیٰ کیلئے اچھی طرح کیا جاتا ہے۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

جاھدوا فی اللہ حق جھادہ۔

اللہ کی راہ میں اس کی خوشنودی کی خاطر خوب اچھی طرح کوشش کرو چونکہ لوگ عام طور پر مطلوب کی قدر و قیمت نہیں جانتے اس ہی لئے اچھی طرح کوشش حق حصول نہیں کرتے۔(اخبار الاخیار ص ۲۱۸ تا ۲۱۹)

جذبہ کا معنی:

آپ نے فرمایا کہ عمل و کردار کی مقبولیت کا دارومدار حرف جذبہ پر ہے، یعنی ہر وہ کام جس کے کرنے میں کوئی جذبہ نہ ہو وہ قابل قبول نہیں ہوتا ہے۔ جیسے وہ جذبہ جس کو حال کہتے ہیں۔ جب اس جذبہ حال میں کوئی بھی کام کیا جاتا ہے وہ فوراً قبول ہو جاتا ہے۔ اس کا کوئی وقت مقررہ نہیں ہے۔ یہ جذبہ کبھی بچپن میں اور کبھی جوانی میں اور کبھی بڑھاپے میں پیدا ہوتا ہے۔ (اخبار الاخیار ص نمبر ۲۱۹)

جذبے کے مراتب

آپ فرماتے ہیں کہ جذبہ کے دو مراتب مدار ہیں:

ا۔ جذبۂ عام:

جس کے ذریعہ عمل کی توفیق ہوتی ہے۔

۲۔ جذبہ خاص:

جس کے ذریعہ حق کی طرف دل مائل ہو جاتا ہے۔ غیر اللہ سے کوئی تعلق نہیں رکھتا۔ آپ سے ایک مجلس میں شرکاءِ مجلس نے سوال کیا کہ رات کا ابتدائی حصہ افضل ہے یا آخری؟ آپ نے حدیث شریف کا حوالہ دیتے ہوئے فرمایا۔ ایک مرتبہ تاج دار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جبرائیلؑ سے پوچھا کہ رات کا بہترین وقت کونسا ہے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے جواب عرض کیا مجھے نہیں معلوم ہاں اتنا ضرور جانتا ہوں کہ آدھی رات کو فرشتے کانپتے ہیں اور عرش اعظم بھی تھرتھراتا ہے نیز

پروردگارِ عالم ہر وقت عطر بیز و خوشبو ریز ہے۔ سالکو: اچھی طرح جان لو کہ اس کے حضور سجدہ ریز رہو۔

خلق آدم علیٰ صورتہ کا مطلب:

جناب شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلیؒ سے سوال کیا کہ ان اللہ خلق آدم علیٰ صورتہ۔ ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پیدا کیا ہے۔ کا کیا معنی ہے۔ فرمایا کہ صورت میں کی کی ضمیر آدم کی طرف ہے۔ یعنی آدم علیہ السلام کو اپنے پورے قد و قامت اور اس ڈیل و ڈول کے ساتھ پیدا کیا جس میں ان کو دیکھا گیا نہ کہ دوسرے عام آدمیوں کی طرح کہ پہلے بچہ پھر جوان پھر بوڑھا یعنی آدمؑ کو اس ایک ہی صورت میں پیدا کیا انتہا تک اپنی اس ہی شکل و صورت اور قد و قامت میں ہی رہے۔ ان میں حیاتِ دینوی کی کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ (اخبار الاخیار ص نمبر ۲۲۰ تا ۲۲۱)

حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغِ دہلوی کے حلقہِ ارادت میں تمام بندگان اسلام اپنے اپنے وقت کے جید عالم اور فضلاء آپ ہی کے پایہ کے تھے فضالت و بلاغت میں یکتائے روزگار فضیلت و بزرگی میں یگانہ زمانہ مولانا مظہر بلند پایہ بزرگ آپ کے عنایات اور مہربانیوں کا اعتراف کرتے ہوئے ایک قصیدہ لکھا:

دوش آنزمان کی افق مغرب شنا
خورشید خواند صورۃ النجم ادا ہوئی

ترجمہ: ”رات کے وقت جب افق مغرب سے سردیوں میں سورج نے سورہ النجم ادا ہوئی پڑھی۔“

شمع فلک زبانہ فرو برد اندر آپ

در زمین نشانہ بر آورد بر سماء

ترجمہ: ''آسمان کی شمع کا شعلہ ختم ہو کر پانی میں چلا گیا گردش ایام نے اپنی علامات آسمان پر ظاہر کر دی۔''

گفتی مگر کہ یوسف خورشید شدَ دد بچاہ

کز تیرگی جوربدہ یعقوب شد ہوا

ترجمہ: ''گویا یوسف علیہ السلام کنویں میں چلا گیا یعقوب علیہ السلام کی آنکھیں اس غم سے کمزور پڑ گئیں۔''

یادے بر امد آب لب کیا کہ دامنش

گرد سیاہ سریمی ریخت بر قفاء

ترجمہ: ''دریا سے ایک ہوا اُڑی جو اس کے دامن سے سیاہ غبار فضاء پر اڑا رہی ہے۔''

کہ روئے اعظم آل بیخ پیشوائے کرم

کہ مقتدائے جہان بودہ است زافباری

ترجمہ: ''کہ اس پیشیوائی کی روح اعظم کو جہاں والوں کے متفقہ پیشوا تھے۔''

ندیم کربت خوکن غریق رحمت خویش

مجاور رسل و انبیاز مختاری

ترجمہ: ''اپنی قربت سے انھیں ہمکنار اور اپنی رحمت میں غرق کر دے جو رسل وانبیا وعلیہ السلام کے خوشہ چیں تھے۔''

بساط محسن دہ از جلبهائے مردوسی
غلاف متبر کن از پردہ جائے غفاری

ترجمہ: ''ان کا قبر میں بچھونا جنت کے کپڑوں سے بنا اور ان کی قبر کا غلاف تیری بخشش کا پردہ ہو۔'' (اخبار الاخیار ص نمبر ۲۲۱ تا ۲۲۲)

شہنشاہِ محمد تغلق کی زیادتیاں

سلطان محمد تغلق ہندوستان کا بادشاہ اور اپنے وقت کا جید عالم تھا علم و ہنر کا شاید ہی کوئی ایسا شعبہ ہوگا جس پر اس کو دسترس حاصل نہ ہو۔ وہ ہمیشہ اپنی علمی قابلیت سے اور اپنے تابناک مستقبل کیلئے نئے نئے منصوبے بناتا اور اسے عملی جامہ پہنانے میں اتنی جلدی کرتا کہ معاشرے کے مختلف طبقے ان کو سمجھنے سے قاصر رہتے اور اس کی مخالفت پر آمادہ ہو جاتے اور آخر کار نتیجہ یہ نکلتا کہ اسکا ہر منصوبہ عوام الناس کیلئے ناراضگی کا سبب بن جاتا۔

ایک مرتبہ سلطان محمد تغلق نے ایک دربار عام کیا جس میں متعدد بڑے بڑے مشائخ اور بالخصوص حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلیؒ کو دربار میں بلوایا اور ہدایت کی کہ دکن جا کر تبلیغ اسلام کریں۔ (تفصیل کے لیے سیر الاولیاء کا مطالعہ کریں)

اس بات میں سلطان محمد تغلق کی نیت تو ٹھیک تھی لیکن مطالبہ کا انداز غلط تھا۔ وہ الدین والملک توامان کا قائل تھا جس کی وجہ سے وہ چاہتا تھا کہ صوفیا کرام اس کے احکامات کا احترام کریں۔ اور وہ جو حکم دے رہا ہے اس پر عمل کریں جبکہ یہ چیز مشائخ عظام کے بنیادی اصولوں کے برخلاف تھی۔

کیونکہ صوفیا کرام کے نزدیک حکومت سے تعلق رکھنا روحانی موت کے مترادف تھا۔ ان کا دائرہ عمل اور جائے قیام شیخ کا طے شدہ ہوتا ہے اور وہ اس جگہ کو قطعاً تبدیل کرنے کیلئے تیار نہ ہوتے اس چیز کو مدنظر رکھتے ہوئے مشائخ چشت نے اپنے لئے یہ طے کرلیا۔ وہ خود سیاسی معاملات میں قطعاً دخل نہیں دیں گے اور یہ بھی عہد کرلیا کہ اپنی خانقاہوں کا پرسکون ماحول بادشاہ وقت کو خراب نہ کرنے دیں گے لہٰذا یہ ہی وہ معاملات تھے جن کی وجہ سے بادشاہ وقت سلطان محمد تغلق غیض وغضب میں رہتا اور ستم ظریفی یہ کہ شاہ کے درباری ناعاقبت اندیش درباری مولویوں نے بادشاہ کو مشائخ کرام کے خلاف بھڑکایا کرتے اور اس طرح مشائخ کرام کو تنگ کرنے کے لئے نئے نئے طریقوں کا سبق پڑھاتے کہ ان کو جہاد کیلئے مختلف علاقوں میں بھیجا جائے۔ لہذا شاہ نے فرمان جاری کر دیا کہ وہ ٹھٹھہ (سندھ) کی طرف فوج کشی کرنا چاہتا ہے۔ لہٰذا شیخ نصیر الدین محمود بھی میرے ساتھ چلیں گے اور دوسرے علماء ومشائخ بھی ساتھ ہوں چونکہ آپ صبر واستقامت کے پیکر تھے آپ اپنی روایتی حلم برداری سے شاہ کی بات تو مان لی لیکن ساتھ ہی فرمایا ”ہمیں ساتھ لیے جانا بادشاہ کیلئے مبارک نہیں ہے شاید وہ واپس نہ آسکے آخر کار وہ ہی ہوا جو شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلیؒ نے فرمایا تھا ٹھٹھہ سے پہلے ہی چند ہی کوس پر بادشاہ بیمار ہوگیا اور ٹھٹھہ پہنچنے سے پہلے ہی اس دار فانی سے کوچ کر گیا۔

بادشاہ کی زیادتیوں کو بیان کرتے ہوئے شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ نے اپنی کتاب اخبار الاخیار میں تحریر فرماتے ہیں کہ سلطان محمد تغلق نے حضرت شیخ نصیر الدینؒ کے کمالات کے باوجود تکلیفیں دینا اپنا معمول بنا رکھا تھا وہ اپنے ساتھ

سفر میں آپ کو پیدل پھرایا کرتا تھا۔ایک مرتبہ اس نے حضور چراغ دہلیؒ کو اپنا جامہ دار مہتمم لباس مقرر کیا۔(استغفار اللہ) حضرت نصیر الدین محمود چراغ دہلیؒ تمام تکلیف دہ امور کو صرف پیر و مرشد کی وصیت کی وجہ سے برداشت کرتے۔ایک مرتبہ شاہ تغلق نے حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلیؒ کو سونے چاندی کے برتنوں میں کھانا پیش کیا کہ اگر آپ یہ کھانا نہ کھائیں گے تو اسی بات کو ایذا رسانی کا سبب بنا کر فردِ جرم عائد کروں گا۔اور اگر کھالیں گے تو پوچھوں گا کہ آپ نے سونے چاندی کے برتنوں میں کھانا کھا کر غیر شرعی کام کیوں کیا ہے۔کھانا جب شیخ کے سامنے پیش کیا گیا آپ نے زبان سے کچھ نہ کہا البتہ سونے کی ڈش سے تھوڑی سی یخنی اپنی ہتھیلی پر رکھی اور اس کو زبان سے چکھا اسطرح بداندیش اور برا چاہنے والے ناامید اور مایوس ہو گئے۔(سبحان اللہ)

یہ پہلے تحریر کر چکے ہیں کہ شاہ محمد تغلق حضرت شیخ خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلیؒ کو لشکر کشی کیلئے ساتھ لے جانا چاہتا تھا۔لیکن جب آپ نے کسی قسم کی تکرار نہ کی اور روانگی کیلئے آمادگی ظاہر کی اور ساتھ یہ بھی کہا کہ شاہ کو ہمارا لیجانا شاہ کے حق میں بہتر نہ ہو گا۔شہنشاہ اِس وقت تو خاموش ہو گیا بعد میں اپنی ضد اور ہٹ دھرمی کو قائم رکھتے ہوئے اس نے آپ کو اور دیگر علماء اور بزرگانِ دین کی ایک جماعت کو بلوایا اور جیسا احترام کرنا چاہیئے تھا ویسا نہیں کیا آپ نے اِسکو بھی برداشت کیا۔

بمطابق حضور چراغِ دہلیؒ کی پیش گوئی کے سلطان کی وفات ہو گئی اور تختِ سلطنت سے اُتر کر تابوت میں بند ہو گیا اور جب اِسکا جنازہ شہرِ دہلی میں لایا تو لوگوں نے حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلیؒ سے پوچھا کہ سلطان محمد تغلق جو

آپکوطرح طرح کی تکلیفیں پہچانا چاہتا تھا اِس کی کیا وجہ تھی۔آپ نے فرمایا مجھ میں اور اللہ تعالیٰ میں ایک معاملہ تھا اِس وجہ سے خدا نے سلطان محمد تغلق کو مجھے تکلیفیں دینے پر آمادہ کر دیا تھا۔ سیر الاولیاء کے مولف تحریر عرض کرتے ہیں کہ حق تعالیٰ اپنے دوستوں کو اِس اِنتہا درجہ کی گرمی کی وجہ سے اِن کے حق میں جائز رکھتا ہے ایک ایسے طریقہ کے ساتھ جو اسے معلوم ہے اِس درجہ کو پہچاتا ہے۔

یعنی جو ان سے لغزش ہوتی ہے۔ اسکی دنیا میں ہی تلافی کر دی جاتی ہے تا کہ کل قیامت کے دن انبیاء اور اولیا کے سامنے انکا راز فاش نہ ہو۔ اور اس طرح وہ معظم ومکرم رہیں مطلب کی تصدیق کیلئے مولف صاحب نے ایک حکایت پیش کی جو کہ اصباء العلوم سے نقل ہے" بنی اسرائیل میں جو پیغمبر گذرے ہیں ایک پیغمبر ذبنؑ نام کے تھے۔ (ان پر ہمارے نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر خدا کا درود وسلام ہو) ایک دفعہ ان کے دل میں ایک خطرہ پیدا ہوا جس کی وجہ سے ان پر عتاب الٰہی ہوا اور مواخذہ کیا گیا اور اس وجہ سے المحلصون علیٰ العظیم یعنی دوستاں خدا کے لیئے بڑی مصیبتیں اور بلائیں ہیں۔ الغرض انھیں خداوندی فرمان پہنچا کہ تم اس بات کو پسند کرتے ہو کہ اس خطرے کی جزا تمہیں قیامت کے دن دی جائے یا دنیا میں ہی دی جائے۔ پیغمبر صاحبؑ نے جواب میں کہا کہ میں یہ سزا دنیا میں ہی بھگتنا پسند کرتا ہوں تا کہ قیامت میں انبیاء اور اولیاء کے سامنے کسی خطرہ کی وجہ سے نادم اور شرمندہ نہیں ہونا چاہتا۔ چنانچہ خدا تعالیٰ کے حکم سے پیغمبر صاحب کے نکاح میں ایک عورت آئی جس نے ان کو طرح طرح تکلیفیں اور ایذا پہچانی شروع کیں چونکہ پیغمبر صاحب کو معلوم تھا یہ بلا اختیاری ہے اور میری ہی پسند کی

ہوئی ہے اس لئے اس کے ناقابل برداشت ظلموں اور جفاؤں کو دل سے برداشت کرتے اور نہایت صبر اور شکر کرتے ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ چند عزیزان پیغمبر صاحبؒ کے گھر میں مہمان ہوئے آپ نے نہایت خندہ پیشانی سے انہیں اپنا مہمان کیا اور ان کیلئے گھر سے کھانا لانے کا ارادہ فرمایا۔ لیکن جب گھر گئے اور جاکر کھانا مانگا تو عورت نے کھانا نہیں دیا اور اتنی بداخلاقی سے پیش آئی پیغمبر صاحب بڑے پریشان ہوئے اور گھر سے باہر تشریف لائے مہمانوں نے انکے چہرہ مبارک پر پریشانی کے اثار دیکھ کر خاموشی اختیار کی عرض کہ پیغمبر صاحب نے چند مرتبہ ایسا کیا کہ گھر میں جاتے تھے اور باہر آتے تھے لیکن ہر بار عورت ظلم وستم کرتی تھی اور کوئی چیز نہیں دیتی تھی آخر کار مہمانوں میں سے ایک شخص نے پیغمبر صاحب سے پوچھا کہ کیا بات ہے جسے ہم دیکھ رہے ہیں۔ پیغمبر صاحب نے اس خطرہ کی کیفیت اور اس کی جزا دنیا ہی میں اختیار کر لینے کی تفصیل بیان کی۔ الغرض شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی کی ذات ہمایوں صفات کو آخری محر میں چند روز تک زحمت لاحق رہی۔ (سیرت الاولیاء)

پروفیسر محمد حبیب نے لکھا ہے کہ شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی کے ملفوظات خیر المجالس کو پڑھتے وقت بے اختیار انسو نکل آتے اس میں شک نہیں کہ شیخ کے ایک ایک حرف میں درد کی کیفیت پنہاں ہے جہاں بظاہر شیخ کی آنکھوں میں آنسو نہیں معلوم ہوتے وہاں بھی ان کے الفاظ ایسے غم اور تاثیر میں ڈوبے ہوئے ہوتے ہیں کہ بڑھنے والے کی آنکھوں میں بے اختیار آنسو ڈبڈبا جاتے ہیں غم کی یہ کیفیت کچھ ان کے حالات نے بھی پیدا کر دی تھی اور یہ حالات بڑی حد تک

محمد تغلق کی پالیسی کا نتیجہ تھے۔

حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی اور خانجہاں

خانجہاں حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی کا مرید اور سلطان فیروز شاہ کا بڑا لائق اور ذہین وزیر تھا۔ یہ نسب کے لحاظ سے تلنگی ہندو تھا۔ جب یہ سلطان محمد تغلق کی خدمت میں حاظر ہوا اور ایمان لے آیا، مسلمان ہو کر سلطان محمد تغلق کی حکومتی امور میں داخل ہو گیا اور یہ اپنی قابل نیک ذہنی صلاحیتوں کے باعث ترقی کر کے سلطان محمد تغلق کے دور میں ہی وزارت کے عہدے پر فائز ہو گیا جب سلطان محمد تغلق کا انتقال ہو گیا اور فیروز شاہ تغلق تخت نشین ہوا تو اسکے دور حکومت میں بھی یہ وزارت کے عہدے پر فائز رہا اور وزارت کی باگ اس ہی کے ہاتھ میں رہی۔ جب یہ حضور چراغ دہلیؒ کے حلقہ ارادت میں شامل ہوا تو اپنے مرشد پاک جناب حضور چراغ دہلیؒ سے اپنے لئے عبادت و ریاضت کی تفصیل پوچھی، حضور چراغ دہلیؒ نے فرمایا، چونکہ تم وزیر مملکت ہو لہٰذا تمہاری عبادت یہ ہی ہے کہ حاجت مندوں کی حاجت روائی میں انتہائی کوشش کرو۔ خانجہاں نے اوراد و وظائف کے لئے اصرار کیا تو حضور چراغ دہلی نے نصیحت فرمائی اگر تم ہمیشہ باوضو رہو تو تمہارے لئے یہ ہی بہتر ہے، خانجہاں نے مرشد پاک کی نصیحت کے مطابق ہمیشہ باوضو رہنے لگا، تاریخ فیروز شاہی کے مصنف شمس سراج عفیف تحریر فرماتے ہیں کہ خانجہاں اپنے پیر و مرشد حضور چراغ دہلی کی نصیحت پر انتہائی سختی سے عمل کرتا تھا کہ اگر دربار میں مسند وزارت پر اسکو وضو کی حاجت ہو جاتی تو فوراً اٹھ کر وضو

کر لیتا تھا اور جب رات کو سونے کے لیے اپنے بستر پر جاتا تو پلنگ کے پاس بدنا لوٹا اور ایک طشت رکھوا لیا کرتا تھا اور جب آنکھ کھل جاتی تو فوراً پلنگ سے اتر کر وضو کر لیتا تھا۔ وفات کے بعد حضرت شیخ نظام الدین محبوب الٰہی کے قریب دفن کیا گیا۔ تمام خلقت اللہ نے اس کے لئے ماتم کیا۔ اور ہر شخص تعزیت میں مسجدوں اور مقبروں پر جا بیٹھا یہ کہنا غالباً درست ہوگا کہ خانجہاں کی خدا ترسی اور عدل پروری کی جلا حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلیؒ کی نصیحت میں ہوئی اس کے اوصاف حمیدہ کا ذکر کرتے ہوئے شمسی سراج عقیف تحریر فرماتے ہیں:

''خانجہاں وزیر صاحب تدبیر اور خدا ترس تھا ہر وقت رعایا کی بہتری وفلاح کی کوشش میں لگا رہتا کسی شخص پر ذرہ برابر بھی ظلم روا نہ رکھتا تھا اگر کوئی ظلم کرتا اور مال لے کر آتا تو خانجہاں مال کے اس اضافہ کو پسند نہ کرتا ہر وقت رعیت کی راحت رسانی میں سرگرم رہتا کام کرنے والے گروہ کی حمایت کرتا اور دل وجان سے اس کے قصور کی پردہ پوشی کرتا اور اگر کسی عامل سے کوئی جرم سرزد ہو جاتا تو نہایت عمدہ طریقہ پر اس کا حال بادشاہ سے عرض کر کے اس کو شاہی باز پرس سے بری کرا دیتا، خانجہاں کی وفات پر تمام خلقت خدا نے ماتم کیا حقیقت یہ ہے کہ یہ تمام آچار اس کی مغفرت کی دلیل ہیں۔

(مجالس صوفیہ ص نمبر ۷-۳ بحوالہ تاریخ فیروز شاہی از شمس سراج عقیف ص نمبر ۴۲۳-۴۲۲)

حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی کی طبع لطافت

طبیعت میں بہت پاکیزگی اور مزاج میں بڑی لطافت تھی، حضور چراغ

دہلیؒ کے خلیفہ حضرت سید گیسو دراز اپنے ملفوظات جوامع الکلم (ص ۱۱۲) تحریر فرماتے ہیں کہ جس جگہ آپ تشریف فرما ہوتے وہ بہت پاک صاف اور روشن ہوتی۔ وہاں ایک تنکہ بھی دکھائی نہیں دیتا کسی وقت بھی یہ اندازہ نہیں ہوتا جسم مبارک پر جو کپڑا ہے وہ کل زیب تن فرمایا ہے یا آج البتہ دامن اور آستینوں کی شکن سے کچھ اندازہ ہوتا دو دن کا پہنا ہوا ہے، دائیں بائیں پھولوں کا انبار لگا رہتا تھا۔

شاہی خاندان کے ملازمین کی اصلاح

حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی شاہی خاندانوں کی ملازمت کو روحانیت کے منافی سمجھتے تھے۔ صاحب مجالس صوفیہ ص نمبر ۲۹۳ پر آپ کے خیالات کی ترجمانی کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ حضور چراغ دہلی شاہی ملازمت کو روحانیت کے منافی جانتے تھے لیکن جب کوئی شاہی ملازم جس کو سچی طلب ہوتی تو اس کی اخلاقی، مذہبی اور روحانی حالت کو سنوارنے میں قطعی دیر نہیں لگاتے تھے۔ خیر المجالس مجلس ہفتاد ہشتم فارسی ص نمبر ۲۴۲ میں ہے ایک سید مرید ہونے کے لیے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے وہ شاہی اہل قلم کے زمرہ میں شامل تھے حضور چراغ دہلیؒ نے ان کو مرید کیا۔ اور فرمایا نماز باجماعت پڑھا کرو جمعہ کی نماز فوت نہ ہو۔ ایام بیض کے روزوں کو لازم سمجھے جو شخص ایام بیض کے روزے رکھتا تھا ہے اس کی روزی میں بڑی برکت ہوتی ہے میرے اور مریدوں کو بھی یہ وصیت ہے جو کام اللہ اور اس کے رسول نے منع فرمایا ہے وہ نہ کریں۔ پھر آپ فرماتے ہیں دنیا کی دولت میں بے ثباتی ہے تم یہ خیال کرلو کہ تمہارے

گھوڑے، تمہارے خدمت گار اور تمہارے دینار اور درہم یہ ساری چیزیں ایک روز تم سے چھوٹ جائیں گئے، پھر چھوٹنے والی چیزوں کا فکر وغم کرنا بے فائدہ ہے. فکر وغم اس چیز کا کرو جو ہمیشہ باقی رہنے والی ہے، اگر غور سے دیکھیں تو ہمارے سامنے کتنے تھے اور کتنے چلے گئے، آخر ہم سے پہلے تھے اور ہم سے پہلے چل دیئے پھر حضور چراغ دہلیؒ نے سید صاحب سے پوچھا کہ کیا کرتے ہو انھوں نے جواب دیا کہ میں قرآن مجید کی تلاوت بکثرت کرتا ہوں سید صاحب کے ایک ہمراہی نے حضور چراغ دہلیؒ سے فرمایا کہ یہ سید صاحب حافظ ہیں اور ان کے والد محترم بھی حافظ قرآن اور صالح بزرگ تھے۔ حضور چراغ دہلی نے فرمایا، اگر کوئی گھر میں یا راہ میں شب وروز قرآن پڑھتا رہے اور ذکر اللہ میں مشغول رہے تو اس کے لئے نوکری کوئی حجاب نہیں۔ وہ صوفی ہے اور اس کے بعد حضرت سعدیؒ کا یہ شعر پڑھا:

مراد اہل طریقت لباس ظاہر نسیت
کمر بخدمت سلطان یہ بند صوفی باش

ایک مرتبہ کا ذکر ہے ایک عالم حضور چراغ دہلیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ فلاں شاہی سردار (ملک) نے آپ کو سلام عرض کیا ہے حضور چراغ دہلیؒ نے اس کا حال احوال دریافت فرمایا کہ اس کا کیا حال ہے جناب عالم صاحب نے جواباً عرض کیا کہ سرکاری مطالبہ میں اس کو قید کرلیا گیا ہے اور اس کو ہر روز زدوکوب کیا جاتا ہے۔ حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلیؒ نے فرمایا کہ مشغل دنیا یہی پھل دیتا ہے پہلے وقتوں میں کام کرنے والے صرف اللہ تعالیٰ

کے لیے کام انجام دیا کرتے تھے اور وہ معاملات میں جنید و شبلی ہوا کرتے تھے۔
(مجالس صوفیہ بحوالہ مجلس بست ونہم فارسی ص نمبر ۸۶) .

ایک دن ایک لشکری آپکی خدمت میں حاضر ہوا حضور چراغ دہلی نے اس کو مخاطب کر کے اپنے اقوال وزرین میں ایک قول فرمایا "اگر طلب دنیا میں نیت اچھی ہو تو فی الحقیقت طلب آخرت ہے۔" (مجالس صوفیہ بحوالہ مجلس پنجم فارسی ص نمبر ۲۵۴)

حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی کے مرید صادق خواجہ قوام الدین ملازمت شاہی اختیار کی کچھی ہی دنوں میں خواجہ قوام الدین کو کسی الزام میں برطرف کر دیئے گئے اور ان پر سخت وقت آگیا عزیزوں اور دوستوں نے ان سے نظریں پھیر لیں، ضرورت کے وقت اپنی کوئی چیز فروخت کرنے کے لیے بازار جاتے تو کوئی ان چیزوں کا خریدار نہ ہوتا اس ہی پریشانی میں مرشد یاد آئے لہذا وہ حضور چراغ دہلی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور وہ ابھی اپنا مدعا بھی بیان نہ کر پائے تھے کہ حضور چراغ دہلی نے یہ قطعہ پڑھا

دنیا چو مقدرست، نخروشی بہ
از قے تو رسید بوقت کم کوشی بہ
چیزے نمی خرند، نہ فروشی بہ
گفت نو نمی کنند خاموشی بہ

خواجہ قوام الدین فرماتے ہیں کہ میرے دل میں جو بات تھی اسکو حضور چراغ دہلیؒ نے اپنے نور باطن سے اس قطعہ میں بیان فرما دیا۔ اور میں نے سر جھکا کہ عرض کیا کہ حضرت مخدومؒ نے جو کچھ فرمایا ہے وہی میرے دل میں ہے اور

خواجہ قوام الدین فرماتے ہیں کہ حضرت مخدومؒ کی اس کرامت سے میرے دل کو بڑی تقویت پہنچی ۔ (مجالس صوفیہ بحوالہ سیر الاولیاء ص نمبر ۲۲۴)

خواجہ قطب الدین منور سے ایک ملاقات

حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی اور آپ کے پیر بھائی خواجہ قطب الدین منور کو ایک ہی دن خلافت ملی ۔ آپ کے پیر و مرشد سلطان المشائخ حضرت شیخ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہیؒ نے فرمایا کہ آپ دونوں کے باہمی تعلقات میں بلا امتیاز کسی کو کسی پر سبقت نہیں ۔ پھر قطب الدین اپنے پیر و مرشد حضرت محبوب الٰہیؒ کے حکم کے مطابق ہانسی روانہ ہو گئے اور حضور چراغ دہلی مرشد پاک حضرت شیخ نظام الدین محبوب الٰہیؒ کی وصیت پر دہلی میں قیام پذیر رہے ۔

جب حضور چراغ دہلیؒ سلطان فیروز کے ساتھ ٹھٹھہ سے واپس ہوئے تو حضرت چراغ دہلیؒ نے حضرت قطب الدین منورؒ سے ایک ملاقات کے لیے ہانسی کا رخ کیا، جب حضرت قطب الدین منورؒ کو حضور چراغ دہلیؒ کی آمد کی اطلاع ہوئی تو جناب حضرت قطب الدین منورؒ ننگے پیر اپنی خانقاہ سے باہر دوڑے آئے اور دونوں ایک دوسرے کے بغلگیر ہو گئے حضرت منورؒ نے حضور چراغ دہلیؒ کے قدموں کی جانب ہاتھ بڑھایا اور حضرت چراغ دہلیؒ نے شیخ منور کے قدم لینے کا ارادہ کیا اس تواضع کے بعد دونوں بڑی محبت و یگانگت کے ساتھ ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے خانقاہ میں تشریف لائے اور اپنے پیر و مرشد کو یاد کر کے بہت روئے ۔ اس کے بعد محفل سماع ہوئی جس سے دونوں بزرگوں پر سکر کا عالم ہوا

سماع کے بعد عصر کی نماز کا وقت ہوا۔ تو حضرت شیخ منورؒ نے حضرت چراغ دہلیؒ کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ آپ امامت کرائیں حضور چراغ دہلیؒ نے حضرت منورؒ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر کہا امامت آپ پر زیبا ہے اور مزید فرمایا کہ اگر چہ پیر و مرشد نے ہم دونوں بھائیوں کو ایک ہی روز خرقہ خلافت عطا کیا تھا لیکن آپ کو چاشت کے وقت خلافت ملی تھی مجھ کو ظہر کی نماز کے وقت مشرف فرمایا تھا۔ اس لیے امامت کیلیے آپ ہی کا حق مقدم ہے مرشد کے ذکر پر حضرت شیخ منورؒ امامت کے لیے آگے بڑھے شمس سراج عقیف کا بیان ہے۔ (تاریخ فیروز شاہی ص ۸۱ تا ۸۷) کہ جب دونوں عارفان حق نماز ادا کر رہے تھے تو معلوم ہوتا کہ فرش زمیں پر قرآن السعدین ہے۔

آپ نماز سے فارغ ہی ہوئے تھے کہ اطلاع ملی کہ ملاقات کے لیے شاہ فیروز آرہا ہے حضور چراغ دہلیؒ وہاں سے روانہ ہو گئے لیکن راستہ ہی میں فیروز شاہ سے ملاقات ہو گئی شاہ نے حضور چراغ دہلیؒ سے درخواست کی آپ میرے ساتھ واپس چلیں کیونکہ میں نے منت مانی تھی آپ دونوں حضرات سے ایک ہی محفل میں ملاقات کروں گا۔ چنانچہ آپ اس کے ساتھ واپس آئے اور دونوں حضرات کی شاہ سے تفصیلی ملاقات ہوئی۔ پھر آپ کو اجازت ملی پہلے آپ کو حضرت منور نے الوداع نہیں کہا تھا۔

دونوں بزرگان دین میں شروع سے آخر تک غیر معمولی محبت رہی حضرت شیخ منورؒ کے یہاں حضور چراغ دہلیؒ کا کوئی مرید آتا تو فرماتے آؤ میرے قریب بیٹھو تم میرے برادر زادہ ہو پھر اس پر بے حد کرم فرماتے اور اسی طرح اگر کوئی شخص ہانسی سے حضور چراغ دہلیؒ کی قدم بوسی کے لیے آتا تو آپ اس کو اپنی

آغوش شفقت میں لیتے اور اپنی خانقاہ میں اعزاز واکرام کے ساتھ مہمان رکھتے۔

شاہ فیروز تغلق کی مشروط تخت نشینی

شہنشاہ فیروز تغلق بہت ہی پرہیزگار اور خدا ترس انسان تھا جب اِسے بادشاہت دی تو اِس نے انکار کر دیا اور کہا کہ جب مردان خدا نے سلطنت ترک کر دی تو میں کیوں اپنے آپ کو اس کام میں گرفتار کروں۔ یہ کوئی اچھا کام نہیں ہے جب ارکان سلطنت نے یہ دیکھا تو تمام لوگ حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلیؒ قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ بادشاہ کو سلطنت کرنے کا حکم دیں اور اس سے کہیں بادشاہی کا بوجھ خود اُٹھائے۔

لہٰذا آپ نے بادشاہ کو اپنے پاس بلایا اور وصیت فرمائی کہ تم بادشاہت اور تخت نشینی سے انکار نہ کرو۔ بادشاہ فیروز تغلق نے گزارش کی کہ تخت نشینی کیلئے میری چند شرائط ہیں اگر آپ میری وہ شرائط پوری کر دیں تو میں بادشاہت قبول کر لوں گا۔

حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلیؒ قدس سرہ نے فرمایا آپ کی کیا شرائط ہیں۔ شاہ نے عرض کیا میری پہلی شرط یہ ہے کہ میرے ملک میں طاعون اور کوئی وباء نہ آئے آپ نے ارشاد فرمایا وبا نہیں آئے گی۔ پھر اِس نے کہا میری دوسری شرط یہ ہے کہ میرے ملک میں قحط نہ پڑے آپ نے ارشاد فرمایا کہ قحط بھی نہیں پڑے گا پھر بادشاہ نے کہا کہ میری تیسری شرط یہ ہے کہ میرے ملک میں جنگ و جدل نہ ہو آپ نے ارشاد فرمایا وہ بھی نہیں ہوگا۔ پھر بادشاہ نے کہا کہ میری

چوتھی شرط یہ ہے کہ جو گناہ مجھ سے یا میری رعایا سے ہو جائیں اس کا وبال اس فیروز کی گردن پر نہ آئے ۔آپ نے ارشاد فرمایا کہ نہ کسی دوسرے کی گردن پر آئے گا اور ہی نہ فیروز تغلق کی گردن پر آئے گا۔

اور ایسا ہی ہوا جیسا کہ حضرت شیخ نصیر الدین محمودؒ نے فرمایا نہ ہی اسکی حکومت میں قحط پڑا اور نہ ہی جنگ و جدل ہوا۔ (مقابلیس لمجالس ص نمبر ۲۷۶)

کراماتِ حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلیؒ

چراغ دہلی کی وجہ تسمیہ

حضرت شیخ نصیر الدینؒ کے پیر و مرشد جناب حضرت خواجہ نظام الدین اولیا محبوب الٰہیؒ کے وصال کے بعد جماعت خانہ اور خانقاہ آپکی ہمشیرہ کی اولاد کی وراثت ہوگئ ۔آپ دہلی سے ۱۷ کلو میٹر جنوب میں واقع ایک موضع جو کہ آپ کے نام چراغ دہلی سے منسوب ہے وہاں منتقل ہو گئے یہ شہنشاہ محمد تغلق کا پر فتن دور تھا۔ بادشاہِ وقت آپ سے بہت مخالفت اور حسد رکھتا تھا۔ایک مرتبہ آپؒ اپنی خانقاہ اور چراغ دہلی کی فصیل اور باؤلی کی تعمیر کروا رہے تھے۔ شہنشاہ تغلق نے تمام مزدوروں کو دوگنا مزدوری دے کر شہر میں کام لگا لیا۔ اسطرح آپؒ کی تعمیر کا کام رک گیا لیکن کچھ وفادار لوگوں اور مریدوں نے آپکے تعمیری کام کو رات میں کرنا شروع کر دیا جب شہنشاہ تغلق کو پتہ چلا کہ خانقاہ کا کام رات کو ہو رہا ہے تو موضع چراغ دہلی کا تیل بند کروا دیا۔ایک دن جب مزدور کام کرنے آئے تو تیل نہ تھا تمام مزدوروں نے حضرتؒ سے کہا کہ چراغوں میں تیل نہیں ہے اور بادشاہ نے

سارے شہر کا تیل بند کروادیا ہے۔ آپ نے فرمایا چراغوں میں پانی ڈال دو اور چراغوں سے کہہ دو دنیا کے چراغ تیل سے روشن ہوتے ہیں نصیر الدینؒ کے چراغ پانی سے روشن ہوتے ہیں لہٰذا تمام چراغ روشن ہو گئے۔ اور مزدوروں نے اپنا کام شروع کر دیا جب بادشاہ کو حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلیؒ کی اِس کرامت کی خبر ہوئی بادشاہ بہت شرمندہ ہوا اسطرح یہ دہلی کا موضع روشن چراغ دہلی کہلانے لگا۔ آپکی اس کرامت کی روایت راقم الحروف کے خاندان میں سینہ بہ سینہ اولادوں میں چلی آرہی ہے۔

ایسی بے شمار کرامتیں ہیں جن کا ذکر اس مختصر کتاب میں ممکن نہیں۔ اللہ کے دوستوں کی کرامات سے عقل حیران ہو جاتی ہے۔ ہونی کو انہونی اور انہونی کو ہونی کر دکھاتے ہیں۔

شعر:

اندازہ کر نہیں سکتی عقل فیضِ نصیری کا
شُعلہ آب سے نکلا اور روشن چراغ ہے

چراغ پانی سے روشن ہو گئے

جناب ظہور الحسن شارب مولّف دہلی کے بائیس خواجہ میں صفہ نمبر ۱۴۸ پر تحریر کرتے ہیں ایک مرتبہ بادشاہ وقت جو کہ حضرت شیخ نظام الدین محبوب الٰہیؒ سے بہت زیادہ حسد رکھتا تھا اور اِسے حضرت محبوب الٰہیؒ کا اقتدار اچھا نہ لگتا تھا۔ محبوب الٰہیؒ سے زیادتیاں کرنا اُس کے معمول میں شامل تھا۔

ایک مرتبہ عرس کے موقع پر حضرت محبوب الٰہیؒ کی خانقاہ کا تیل بند کر دیا۔ حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلیؒ نے اس واقع کی اطلاع پیر و مرشد کو دی آپ نے دریافت فرمایا: ''جو باؤلی کھدوائی ہے'' اِس میں سے کچھ پانی نکلا ہے حضور چراغِ دہلیؒ نے عرض کیا'' ہاں بالکل نکلا ہے'' حضرت محبوب الٰہیؒ نے حکم دیااس کو چراغوں میں ڈال کر روشن کر دو آپؒ نے ایسا ہی کیا۔ تمام چراغ پانی سے روشن ہو گئے۔ نصیر الدینؒ کی یہ کرامت سارے جہاں میں مشہور ہوگئی۔

ایک اور کرامت

حضرت شاہ نصیر الدین محمود چراغ دہلی رحمۃ اللہ علیہ کو بادشاہ وقت نے ناراض ہو کر ٹھٹھ جانے کا حکم دیا آپ نارنول سے ہوتے ہوئے ٹھٹھ کے لئے جا رہے تھے جب نارنول ایک کوس رہ گیا تو آپ سواری سے اترے اور پیدل چل کر حضرت شیخ محمد ترک نارنولی علیہ الرحمۃ جو حضرت خواجہ عثمان ہارونی کے مرید تھے کے مزار پر انور پر حاضر ہوئے۔ آپ کی قبر مبارک کے سامنے ایک پتھر لگا ہوا تھا آپ اس پتھر کے سامنے جا کر بہت دیر تک مئودب کھڑے رہے بعد از فراغت ہمراہیوں نے پتھر کے سامنے دیر تک کھڑے رہنے کا سبب پوچھا تو حضرت نصیر الدین محمود چراغ دہلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ خوش نصیب ہے وہ خادم جس کی نوازش کے لئے مخدوم خود اس کے گھر آئے اور اس کو سرفراز کرے۔ میں نے سید کائنات حضور رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روحانیت کو اس پتھر میں جلوہ افروز دیکھا اور جب تک وہ تجلی مجھ پر منکشف رہی میں اس پتھر کی جانب متوجہ رہا جب وہ تجلی میری بصیرت سے غائب ہوگئی میں شیخ محمد ترک نارنولی علیہ الرحمۃ کی قبر کی جانب متوجہ ہوگیا۔ بعد

از ان حضرت مخدوم نصیر الدین محمود چراغ دہلی رحمۃ اللہ علیہ نے مراقبہ کیا اور مراقبہ سے فارغ ہو کر فرمایا کہ جس کو کوئی مشکل درپیش ہو وہ اس مزار شریف کی طرف متوجہ ہو امید ہے کہ وہ مشکل آسان ہو جائے گی۔ یہ سن کر ایک شخص نے کہا کہ وہ خود مصیبت میں ہیں اور زبردستی ٹھٹھ کی جانب بھیجے جا رہے ہیں۔ حضرت مخدوم نصیر الدین محمود چراغ دہلی نے فرمایا اسی سبب سے کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ ان کی برکت سے میری مشکل آسان کر دے گا۔ حضرت نصیر الدین محمود چراغ دہلی رحمۃ اللہ علیہ نارنول سے ٹھٹھ کی جانب روانہ ہوئے ابھی وہ دو تین منزل ہی گئے ہوں گے کہ بادشاہ کے انتقال کی خبر ملی پھر بجائے ٹھٹھ جانے کے دہلی کی جانب واپس چل دیئے۔

صوفیا کرام کے مُنکر کو خلافت

مولانا معین الدین عمرانی شروع میں مشائخ کے منکر تھے۔ ایک دفعہ انھیں زکام ہوا اور سر درد شروع ہوا اور کسی بھی طرح آرام نہ آتا تھا۔ سارے علاج کیئے لیکن بے سود ہوئے۔ حتیٰ کہ اطباء نے بھی جواب دے دیا۔ اس حالت میں مولانا خواجگی نے اپنے استاد سے کہا کہ آپ میرے مرشد روحانی حضرت چراغِ دہلیؒ کی طرف توجہ فرمائیں۔ چونکہ مولانا اس کے قائل نہ تھے لیکن ضرورت بڑی بری بلا ہے۔ لہٰذا مایوس ہو کر آپ نے اپنے شاگرد مولانا خواجگی کا کہنا مان لیا اور حضرت نصیر الدین چراغ دہلیؒ کی خانقاہ میں تشریف لے گئے۔ جب وہ خانقاہ کے اندر جا رہے تھے تو شیخ صاحب باہر نکلے اور گھر کے اندر جا کر کہہ آئے کہ آج کھانے پر دہی چاول بھیجنا۔ چنانچہ جب سب حاضرین کیلئے دستر خوان چنا گیا۔ تو کھانے میں دہی چاول تھے جبکہ زکام میں دہی چاول مضر ہوتے ہیں۔ اس لئے مولانا

معین الدین اس کے کھانے میں خاص طو پر متامل تھے۔ لیکن شیخ کے اصرار کے آگے انہیں سر جھکانا پڑا جب کھانا ختم ہوا تو مولانا کو چھینکیں آنا شروع ہوئیں۔ چنانچہ چلمچی منگائی گئی مولانا کو اس زور سے چھینکیں آئیں کہ سارا بلغم خارج ہوگیا اور طبیعت بالکل درست ہوگئی۔ اس کے بعد مولانا بھی شیخ صاحب کے معتقد اور مُرید ہوئے۔ خلافت سے بھی نوازا اور دونوں کے درمیان اخوت وارادت کے گہرے روابط قائم ہوگئے

کورا کاغذ

ایک دن عزیرالدین آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغِ دہلیؒ نے ایک کاغذ پر کچھ لکھا اور وہ کاغذ عزیرالدین کو دیا کہ اِسکو پیرومرشد حضرت شیخ نظام الدین محبوب الٰہیؒ کے روضہ مبارک میں پیش کردینا عزیر الدین نے اِس کو پڑھنا چاہا لیکن نہیں پڑھا۔ انھوں نے سوچا کہ پہلے حکم کے مطابق اِس رقعہ کو روضہ مِبارک پر پیش کروں پھر پڑھنا چاہیئے۔ لہٰذا روضہ مبارک پر کاغذ پیش کرنے کے بعد آپ نے جو نگاہ ڈالی تو کاغذ بالکل صاف اور کورا تھا اِس پر کچھ نہیں لکھا ہوا تھا۔ (دلی کے بائیس خواجہ ص نمبر ۱۵۷) نیز (بحوالہ سیرالاولیاء ص ۲۴۳)

پیشن گوئی ایک حقیقت

سلطان محمد تغلق ٹھٹھ (سندھ) روانہ ہوا دہلی کے مشائخ و بزرگان کو اپنے ہمراہ لیا حضرت شیخ نصیرالدین محمود چراغِ دہلیؒ کو بھی ساتھ لینا چاہتا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ سلطان کو اِس سفر میں میرا ساتھ لینا مبارک نہیں ہے کیونکہ وہ سلامتی سے

واپس نہ آئیگا۔ آخرکار ایسا ہی ہوا، سلطان محمد تغلق کا انتقال ہوا اور آپ کی دُعا سے فیروز شاہ تغلق بادشاہ ہوا۔ (دلی کے بائیس خواجہ،ص نمبر ۱۵۷،بحوالہ سیر الاولیاء،ص نمبر ۲۴۳)

خوشبو

آخر عمر میں حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغِ دہلیؒ کے جسم سے ایسی خوشبو آنے لگی تھی جیسی کے آپ کے پیر و مرشد حضرت شیخ نظام الدین محبوب الٰہیؒ کے جسم سے آتی تھی۔ (دلی کے بائیس خواجہ،ص نمبر ۱۵۷،بحوالہ سیر الاولیاء ص،نمبر ۲۴۳)

تالیف و تصنیف

اس مسلمہ حقیقت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ اولیاء امت کی حیات جاویدانی کے بیشتر اوقات تبلیغ اور عوامی رابطے میں گزرتے ہیں جلوت میں ہوتے ہیں تو بحر توحید میں غوطہ زن رہتے ہیں۔ اور جب جلوت میں مسند نشین ہوں تو محبت الٰہی اور الفت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف لوگوں کی دستگیری کرتے ہیں یہ ہی وجہ ہے کہ وہ انسانوں کی شکل میں کتابیں لکھتے ہیں۔ یعنی اپنے خلفاء کو تیار کرتے ہیں اور جابجا ان کو تبلیغ کیلئے روانہ فرماتے ہیں بالفاظ دیگر یہ ہی خلفاء آپ کی تصانیف ہوتی ہیں چونکہ ان کے اوقات اس محبت کی تقسیم میں صرف ہوتے ہیں۔ بقول امام سیوطی کبھی کبھی وقت ان کے لئے پھیل جاتا ہے اور وہ حیران کن تحریری کام بھی کر جاتے ہیں۔ یعنی وقت میں برکت ڈال دی جاتی ہے۔ حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلیؒ کی ایسی کوئی بھی تصنیف کے متعلق کسی بھی تذکرے میں نشاندھی نہیں

کی گئی ہے البتہ آپ کے ملفوظات کا مجموعہ جوکہ فارسی زبان میں ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کو نظم ونثر میں بھی یکساں مہارت حاصل تھی۔آپ کے اشعار بھی ہیں اور اکثر اہل اللہ نے عوام کی رہنمائی کیلئے نثر ونظم میں اظہار خیال فرمایا ہے اور صاف ستھرے اور سادہ مگر فنکارانہ اندازہ کو اپنایا ہے آپ کے ملفوضات خیر المجالس کا اردو ترجمہ حمید قلندر شاعر نے پیش کیا ہے۔

آپ کی شاعری

حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلیؒ اُردو اور فارسی کے شاعر تھے آپ کے بہت سے کلام فارسی اور اُردو میں ہیں۔آپ کے شعر وسخن کے ذوق کا حسب ذیل غزل آئینہ دار ہے۔

بے کارم دبا کارم چوں لا بحساب اندر
گویا نم و خاموشم چوں خط یکتاب اندر
اے زاہد ظاہر بین از قرب چہ می پرسی
او درمن ومن دروے چوں بو بہ گلاب اندر
دریا است پر ازم چشم اب تر نہ شود ہرگز
این طرفہ عجائب میں نشہ است ماب اندر
گہہ شادم و گہہ غم گیس از حال خودم غافل
می گویم وھی خندم چوں طفل بخواب اندر

در سینہ نصیر الدین جز عشق نمی گنجد
این طرف عجائب بین دریا بحباب اندر

(دلی کے بائیس خواجہ ص نمبر ۱۵۴)

اوراد و وظائف

آپ نے چند اوراد و وظائف تعلیم فرمائے جو حسب ذیل ہیں۔

i۔ آپ نے فرمایا جو شخص شکر کو عمل میں بجالانا چاہتا ہے اسے یہ طریقہ کار اختیار کرنا چاہئے کہ سحر کے وقت تازہ وضو کرے اور دوگانہ شکر ادا کر کے تین مرتبہ یہ آیت پڑھے:

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فَسُبۡحٰنَ اللّٰہِ حِیۡنَ تُمۡسُوۡنَ وَحِیۡنَ تُصۡبِحُوۡنَ ﴿۱۷﴾ وَلَہُ الۡحَمۡدُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَعَشِیًّا وَّحِیۡنَ تُظۡہِرُوۡنَ ﴿۱۸﴾ یُخۡرِجُ الۡحَیَّ مِنَ الۡمَیِّتِ وَیُخۡرِجُ الۡمَیِّتَ مِنَ الۡحَیِّ وَیُحۡیِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِہَا ؕ وَکَذٰلِکَ تُخۡرَجُوۡنَ ﴿۱۹﴾

اس کے بعد دو رکعت نماز سنت فجر ادا کرے۔ پہلی رکعت میں الم نشرح پڑھے اور دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد الم ترکیف پھر اس نماز سے فارغ ہو کر یہ دعا پڑھے:

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَللّٰھُمَّ زِدْ نُوْرَنَا وَ زِدْ سُرُوْرَنَا وَ زِدْ حُضُوْرَنَا وَ زِدْ مَعْرِفَتَنَا وَ زِدْ طَاعَتَنَا وَ زِدْ نِعْمَتَنَا وَ زِدْ مَحَبَّتَنَا وَ زِدْ عِشْقَنَا وَ زِدْ شَوْقَنَا وَ زِدْ ذَوْقَنَا وَ زِدْ عِلْمَنَا یَا مَوْلَانَا بِرَحْمَتِكَ یَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ۔

ii۔ بعد نماز فجر اور مذکورہ دعا کے طلوع آفتاب تک ذِکر الٰہی میں مشغول رہے۔اس کے بعد نماز اشراق ادا کرے۔

iii۔ نماز چاشت کے بارہ رکعات تین سلاموں سے اس طرح ادا کرے کہ پہلی چار رکعتوں میں فاتحہ کے بعد چاروں سورتیں جن کے شروع میں انا آتا ہے یعنی (سورۃ فتح، سورۃ نوح، انا انزلنا، سورۃ کوثر) پڑھے۔دوسری چار رکعتوں میں سے پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد سورۃ الشمس دوسری میں سورۃ والیل تیسری میں سورۃ والضحیٰ اور چوتھی میں الم نشرح پڑھے اور باقی چار رکعتوں میں چاروں قل پڑھے۔

iv۔ جب سایہ ڈھل جائے تو چار رکعت فی الزوال ادا کرے اس میں جو کچھ آتا ہے وہ پڑھ لیے۔اس کے بعد ظہر کی چاروں سنتوں میں چاروں قل پڑھے۔

v۔ نماز عصر ادا کرنے کے بعد سورۃ عمہ (پارہ نمبر 30) پانچ مرتبہ پڑھے۔

vi۔ 20 رکعت نماز اوابین ادا کرے اس میں جو کچھ جانتا ہے پڑھے اور پھر سر بسجود ہو کر تین مرتبہ یہ کہے:

اَللّٰھُمَّ ارزقنی توبة توجب محبتك فی قلبی یا

مجیب التوابین۔

vii۔ دو رکعت حفظ الایمان اس طرح ادا کرے کہ پہلی رکعت میں سات مرتبہ سورۃ اخلاص اور ایک مرتبہ سورۃ الناس پڑھے پھر سر بسجود ہو کر تین مرتبہ کہے:

یا حیُّ یا قیُّوم ثبتنی علی الایمان۔

viii۔ جو شخص عشاء کے بعد دو رکعت نماز روشنائی چشم کے لئے اس طرح ادا کرے کہ ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورۃ انا اعطینک تین بار اور پھر سر بسجود ہو کر یہ کہے:

مستفنی بسمعی و بصری و اجعلھما الوارث۔

ix۔ جو شخص آدھی رات کو اٹھ کر تازہ وضو کرے اور پھر چار رکعات صلوٰۃ العاشقین اس طرح ادا کرے کہ پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد تین مرتبہ آیۃ الکرسی پڑھے اور دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد پانچ مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھے تیسری رکعت میں سورۃ آمن الرسول تین مرتبہ اور چوتھی رکعت میں سورۃ اخلاص تین مرتبہ پھر سلام کے بعد دونوں ہاتھ اٹھا کر یہ دعا پڑھے:

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یَا مُسبب الاسباب وَ یَا مفتح الابواب یا مقلب القلوب والابصار یا جلیل المتعیرین ارشدنی و یا غیاث المستغیثین اغثنی توکلت علیك یا رب افرض امری الیك یارب ارجوك ولا قوۃ الا

باللہ العلی العظیم و ایاك نستعن برحمتك یا ارحم الرحمین۔

اقوال زریں

حضرت شیخ نصیرالدین محمود چراغ دہلیؒ کے چند اقوال زریں پیش خدمت ہیں۔

۱۔ تمام کاموں میں نیت خالص درکار ہے۔

۲۔ لقمہ تجارت اچھا لقمہ ہے۔

۳۔ جس قدر سالک کو معرفت خدا تعالیٰ حاصل ہوتی ہے اس کی قدر تعلقات کم ہو جاتے ہیں۔

۴۔ علم سے مراد عمل ہے جیسے وضو سے مقصود نماز ہے اس طرح علم سے مراد عمل ہے۔

۵۔ دنیا میں ظلمت کے سوا اور کیا ہے۔؟ اس طالب صادق کو ہمت سے تاریکی کو روشنی میں تبدیل کرنا چاہیئے

۶۔ خدا پر کامل بھروسہ کرنے والے کبھی خوف زدہ نہیں رہتے۔

۷۔ بغیر عبادت اور نیکی کے آخرت میں ثواب و جنت کی خواہش حماقت ہے۔

۸۔ زندگی رائیگاں کرنے والے کبھی بھی محسن انسانیت نہیں ہو سکتے ان سے کنارہ ہی بہتر ہے۔

۹۔ خود کو اس قدر مضبوط کر لو کہ نیزہ و تلوار کی ضرورت ہی محسوس نہ ہو۔

۱۰۔ استقامت پذیر رَہ کیونکہ منزل مقصود قریب ہے۔

۱۱۔ ہر سُو اندھیرا ہے تو روشنی پھیلا۔

۱۲۔ جب کوئی خار کسی کے پاؤں میں چُبھے یا چیونٹی کاٹے تو یہ سمجھے یہ میرے عمل کی سزا ہے۔

۱۳۔ مُرشد کی اطاعت کرنے سے جو ادب مرید کو حاصل ہوتا ہے اس کی قدر و منزلت سب دولت سے افضل ترین ہے۔

۱۴۔ جو لوگ مطلوب کی قدر نہیں کرتے اس کیلئے سخت اور دشوار مجاہدے اختیار نہیں کرتے، اگر مطلوب کی قدر جانتے تو ان میں دشوار مجاہدہ بھی آسان ہوتا۔

۱۵۔ ظلمت کب کسی کو معاف کرتی ہے تم راہ استقامت پکڑو۔

۱۶۔ درویش کو چاہیے کہ اگر اس پر فاقہ گذرے تب بھی اپنی حاجت غیر نہ کہے۔

۱۷۔ طلب دنیا میں اگر نیت خیر کی ہو تو وہ فی الحقیقت طلب آخرت ہے۔

۱۸۔ سماع میں درد مندوں کیلئے بمنزلہ علاج ہے جس طرح ظاہری درد کیلئے علاج ہوتا ہے، اسی طرح باطنی درد کیلئے سماع کے سوا کوئی علاج نہیں ہے۔

۱۹۔ صاحب وقت وہ ہے جو وقت غنیمت جان کر نماز و تلاوت میں مشغول رہتا ہے اور وقت کو ہاتھ سے کبھی نہ گوائے۔

۲۰۔ راتوں کو بیدار رہو اس لئے کہ نزول انوار اکثر راتوں میں ہوتا ہے۔

۲۱۔ جو خود کو گناہوں سے بچاتا ہے اسے اطاعت میں لذت حاصل ہوتی ہے۔

۲۲۔ اگر دنیا ہی مطلوب ہے تو پارسائی اختیار کر اس لئے کہ تقویٰ کے ساتھ رزق متعلق ہے۔

۲۳۔ محبت وہ آری ہے کہ اس کے ٹکڑے ٹکڑے کریں یا آگ میں جلائیں تو دم نہ مارے بلکہ اسی حام میں ثابت قدم رہے۔

۲۴۔ ہر تکلیف اور مصیبت میں بھی مُرشد کے حکم کی بجا آوری لازمی جانو تو تب ہی مقام ولائت پا سکتے ہو۔

اولاد امجاد

برہان العاشقین ختم المشائخ حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلیؒ کے پیر و مرشد حضرت نظام الدین محبوب الٰہیؒ کے عدم نکاح کے باعث آپکی کوئی اولاد نہ تھی چونکہ حضور چراغ دہلیؒ اپنے مرشد کی مکمل پیروی کرتے تھے جس کے باعث آپ نے بھی نکاح نہ فرمایا اور عدم نکاح کے باغث آپ کی بھی کوئی اولاد نہ تھی۔ البتہ آپ نے اپنی بڑی حقیقی ہمشیرہ کے صاجزادے حضرت سید زین الدین کو گود لے لیا اور ان کو اپنا بیٹا بنا لیا۔ آپ ہی نے ان کی تعلیم و تربیت اور پرورش بذات خود فرمائی اور آپ کو خرقہ خلافت بھی عطا کیا۔

تیرے نور سے پائی ہے کہکشاں نے جلا
کہ زین الدین بھی تیرا روشن چراغ ہے

حضرت زین الدین نے آپ کے سلسلہ چشتیہ نظامیہ نصیریہ روشن چراغ کو بہت احسن طریقے سے فروغ دیا اور آپ ہی کی اولاد اور سلسلہ کے بزرگ حضرت پیر عزیز الدین اور اہل خاندان نے اس سلسلہ کی پیش رفت فرمائی اور قیام پاکستان سے لیکر آج تک سلسلہ چشتیہ نظامیہ نصیریہ روشن چراغ قائم ہے اور اس سلسلہ کو چلا

رہے ہیں اور خلق خدا کی خدمت کر رہے ہیں۔

آپ کا وصال اور سفر آخرت

جب حضرت کا سفر آخرت کا وقت آیا تو آپکے بھانجے حضرت زین الدین نے عرض کی کہ آپ کے اتنے بلند پایہ مرید ہیں۔ ان میں سے کسی کو اپنا جانشین نامزد فرما دیں تا کہ سلسلۂ چشتیہ نظامیہ کا کام جاری و ساری رہ سکے۔ آپ نے انھیں خصوصی وصیت فرمائی اور پھر ارشاد ہوا میری تحریر لاؤ میں دیکھ سکوں۔ لہٰذا آپ کو فہرست پیش کی گئی۔ آپ نے اعلیٰ اور درمیانے درجے کے مریدوں کے نام دیکھ کر فرمایا ان لوگوں کو اپنے ایمان کا غم کھانا چاہیئے۔ وہ دوسروں کا بوجھ نہ اُٹھائیں۔ چونکہ آپ نے زمانے کی بدلتی ہوئی ہوا دیکھی تھی اور آپ سمجھتے تھے کہ دہلی میں چشتیہ مشائخ کبار کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے۔

لہٰذا آپ نے وصیت فرمائی۔ جو خرقۂ خلافت میرے پیر و مرشد سلطان المشائخ حضرت نظام الدین محبوب الٰہیؒ سے مجھے ملا ہے میری تدفین کے وقت میرے سینے پر رکھ دیں میرے پیر کا خرقہ میرے پہلو میں ہو۔ ان کی تسبیح میری شہادت کی انگلی کے گرد لپیٹ دینا انکا کاسہ میرے سر کے نیچے رکھا جائے اور ان کی کھڑاؤں (نعلین مبارک) بھی میرے ساتھ دفن کی جائیں یہ چیزیں وہ تبرکات تھیں جو سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہیؒ کو ان کے پیر و مرشد حضرت بابا فریدالدین گنج شکر سے ملے تھے اور بزرگان چشت میں پشت در پشت منتقل ہوتے آئے تھے یہ تبرکات تو حضرت چراغِ دہلیؒ کے ساتھ دفن ہوئے لہٰذا آپ

نے اپنے مریدوں کو اپنا خرقہ خلافت عطا کیا تا کہ سلسلہ چشتیہ نظامیہ چلتا رہے۔

حضور کا وصال پاک شب جمعہ ۱۸ رمضان المبارک ۷۵۷ھ مطابق ۱۳۵۶ء کو ہوا آپ کی درگاہ شریف دہلی میں مرجع خلائق ہے۔ آپ کی وفات پر آپ کے مریدوں میں سے ایک بلند پایہ شاعر مظہر نے مرثیہ لکھا:

زد ور محنت این سپرز نگاری
کدام دل کہ نہ خوں گشت از جگر خواری
کجا بجا م طرف مجلسے نبا کروند
کداز سپہر بینارید سنگ حیاری
وناز عالم فانی مجو کہ متبو راند
فلک تبرہ کش اختراں بہ عذاری
ز دست خرچ نداتم کجا کنم فریاد
لہ بز شت ہما حور اور ساری
جہاں ماتم خواجہ نصیر الدین محمود
سبز ار گو نہ خفاں کرد نوحہ و زاری
بقیہ سلف و یاد گار اہل کرم
کہ کرو صنم خلافت ملک دینداری

تصرف بعد از وصال

۱۔ شہر دہلی کا جواہر باٹ نامی ایک لٹیرے نے اپنے گروہ کے ساتھ دہلی

میں لوٹ مار کا بازار گرم کر رکھا تھا اور پورے شہر کے امن و امان پر غالب آگیا تھا۔ گمان غالب تھا کہ اب وہ چراغ دہلی کو لوٹنے آئیگا۔ ایک برہمن جو کہ چراغ دہلی ہی کا رہے والا تھا۔ جب اس کو اس بے کسی کا احساس ہوا تو اس کو خیال آیا کہ حضرت چراغ دہلی کے دربار میں حاضری دی جائے لہٰذا اس نے اپنے خیال کو عملی جامہ پہنانے کیلئے اس نے اچھی طرح غسل کیا اور پانی کا صاف لوٹا بھر کر آستانے پر حاضر ہوا اور اپنے مذہبی انداز سے عرض کیا پانی ہی ندرانہ لایا ہوں یہ چراغ دہلی آپکی پناہ میں ہے بس آپ ہی کا وسیلہ ہے رو رہا ہے اور التجائیں کرتا جارہا ہے سارا دن لو لگائے بیٹھا رہا۔ جب رات کو گھر جا کر سو گیا تو خواب میں حضرت چراغ دہلی نے اپنی زیارت بخشی اور ارشاد فرمایا دروازے بند کرلو اور بیٹھے رہو تمھاری طرف آئیں گے تو اندھے ہو جائیں گیں جیسے ہی برہمن کی آنکھ کھلی اس نے فوراً اپنے گھر والوں کو یہ خوشخبری سنائی جو لوگ حضرت چراغ دہلی کے زیادہ عقیدت مند تھے وہ دل ہی دل میں مسکرانے لگے۔ خون خوار جاٹ دہلی تہہ و بالا کرتے رہے لوگوں کی چیخ و پکار دہلی کے رہنے والوں تک پہنچتی رہی اور ان کے چہروں پر موت کے سائے لرزنے لگے لیکن وہ برہمن اسی طرح مطمئن تھا جیسے کسی محفوظ مقام پر ہو۔ آخر جاٹوں کے گھوڑوں کی آوازیں سنائی دینے لگیں لیکن کچھ دیر بعد لوگوں کو ایسا محسوس ہوا کہ جاٹ واپس جا رہے ہیں کئی مرتبہ یہی ہوا جواہر سنگھ جاٹ کے آدمی چراغ دہلی کے علاقے پر حملے کے لئے

آتے تھے اور ناکام ہو کر واپس چلے جاتے تھے دور سے چراغ دہلی کا علاقہ انہیں صاف نظر آتا مگر جیسے ہی وہ قریب پہنچتے یہ بستی ان کی نظروں سے اوجھل ہو جاتی اور وہ بھٹک کر کسی اور طرف نکل جاتے آخر مجبور ہو کر جاٹوں نے تمام واقعہ اپنے سردار جواہر سنگھ کو سنایا پہلے تو اس کو بھی یقین نہ آیا مگر جب اس کے ساتھیوں نے قسمیں کھائیں تو یقین کرنا پڑا اور وہ حیرت کے سمندر میں ڈوب گیا پھر وہ ان کے ساتھ بستی چراغ دہلی کی طرف بڑھا قریب پہنچنے کے بعد اس نے لوگوں سے پوچھا کیا اس علاقے میں کوئی خاص بات ہے؟ ایک بوڑھے شخص نے جواب دیا کہ اس علاقے میں حضرت مخدوم شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار اقدس ہے اور یہ بستی بھی آپ کے نام پر بسائی گئی ہے۔ اس کے بعد جواہر سنگھ نے کسی سے کچھ نہ پوچھا چند قدم آگے بڑھا اور حضرت چراغ دہلی کے مزار کی طرف منہ کر کے کہا حضرت میں اپنے ساتھیوں کی گستاخی پر شرمندہ ہوں اور مزار مبارک پر حاضر ہونا چاہتا ہوں مجھے اجازت مرحمت فرمائیے جواہر سنگھ کی زبان سے جیسے ہی یہ الفاظ ادا ہوئے چراغ دہلی کی پوری بستی اسی طرح اس کے سامنے آ گئی جیسے اس کی آنکھوں پر پڑا ہوا پردہ ہٹا دیا گیا تمام جاٹوں نے عقیدت سے اپنے سر جھکا دئے پھر سنگدل اور لٹیروں جاٹوں کا یہ گروہ غسل کر کے پھولوں کی چادر کے ساتھ مزار اقدس پر حاضر ہوا۔

۲۔ جب دہلی میں انگریزوں کا تسلط ہوا تو شہر دہلی کے لوگ ظلم و ستم کی چکی

یں پسنے لگے سڑکوں پر پھانسیاں ہونے لگیں۔ عصمت ماب خواتین نے کنوؤں میں چھلانگیں لگا دیں تھیں۔ ظلم کے اندھیرے چھائے ہوئے تھے۔ اس ہی برہمن کی اولاد سے ایک برہمن کے پاس لوگ گئے کہ حضرت کی خدمت میں اب تم عرض کرو اس نے بھی اپنے بڑوں کی طرح انداز اپنایا دن تمام مزار شریف پر گزارا شام کو گھر آیا اور سو گیا۔ حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلویؒ نے خواب میں زیارت سے نوازا اور فرمایا باہر سے جو لوگ آچکے ہیں انھیں رہنے دو اور اب باہر سے کسی اور کو یہاں مت آنے دو کوئی بھی گرفتار نہیں ہوگا اور نہ ہی کوئی گزند پہنچے گی۔ آخر کار ایسا ہی ہوا کسی کو کوئی گزند نہ پہنچی۔ انگریزوں نے دہلی کو تباہ کر ڈالا۔ اس علاقے میں مگاف گھوڑے پر سوار ہو کر گھومتا رہا کسی کو گرفتار نہ کیا اور نہ ہی کسی کو سزا ہوئی۔ (سبحان اللہ)

درگاہ شریف

حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلیؒ کی درگاہ شریف دہلی شہر سے ۱۷ کلو میٹر کے فاصلہ پر علاقہ چراغ دہلی میں واقع ہے یہ علاقہ آپ کے نام سے موسوم ہے۔ اسکی آبادی آہستہ آہستہ بڑھتے ہوئے مزار شریف کے چاروں اطراف میں پھیل گئی ہے اور چاروں طرف بڑھی ہوئی آبادی کیلاش کے پھولوں کا نظارہ دیتی ہے آپ کے مزار شریف کی تعمیر کا آغاز ۱۳۵۱ء میں فیروز شاہ تغلق نے آپ کی حیات طیبہ میں درگاہ کا بڑا گنبد تعمیر کرایا۔ جب ۱۳۵۶ء میں آپ کا وصال ہوا تو

آپ کو اس ہی گنبد میں دفن کیا گیا۔ ۱۳۵۸ء میں فیروز شاہ تغلق نے مزار شریف کے دو بڑے دروازے نسب کروائے۔ بنیادی طور پر مزار شریف کی تعمیر کا ڈھانچہ مربع شکل میں ہے، چھت ۱۲ ستونون پر مشتمل ہے اور اسکی دیواروں میں مستطیل شکل بغیر گھڑے ہوئے دلکش پتھروں سے تعمیر کی گئی ہے۔ ستونوں کو ایک دوسرے سے ملانے کیلئے جالیوں کا استعمال کیا گیا ہے مزار شریف کی چھت کے چاروں کونوں پر گنبد والے مینار بنائے گئے ہیں اور چھت کے درمیان ایک ہشت پہلو گنبد تعمیر کرایا گیا ہے مزار شریف میں مجلس خانہ اور محفل خانہ بھی تعمیر کیا گیا ہے۔ اور یہ تمام تعمیرات عہدِ فیروز شاہ میں ۱۳۸۸ء تک مکمل ہوئی۔ مزار شریف سے ملحقہ ایک قبرستان بھی ہے جس میں قبریں اور ممتاز شخصیات کے مزارات بھی ہیں۔

محفل خانہ کے نزدیک ۸۹ ۱۴۵۱ء میں خاندان لودھی کے بانی بہلول لودھی کا مقبرہ بھی تعمیر ہوا۔ آپ کے بھانجے اور خلیفہ حضرت زین الدین ؒ اور حضرت کمال الدین علامہ ؒ کا مزار آپ کے گنبد کے بائیں طرف والے اس گنبد میں ہے جو قبرستان والے حصہ میں ہے۔

آپ کے مزار شریف میں اٹھارویں صدی عیسوی میں مغل خاندان شہنشاہ فرخ سیار نے آپکے اعزار میں ایک مسجد بھی تعمیر کروائی جوکہ مسلمانوں میں بہت مقبول ہے۔ آپ کے مزار کی طرز تعمیر انتہائی مضبوط بنیادوں پر ہے اور وقت کی ضرورت کو مدنظر رکھ کر تعمیر کیا گیا ہے اور تبدیلیاں بھی واقع ہوتی رہتی ہیں۔

بعد از وصال سلسلہ مشائخ چشت کے مرکزی نظام کا زوال

آپ کے پیر و مرشد سلطان المشائخ حضرت شیخ خواجہ نظام الدین محبوب الٰہیؒ نے عوام میں رہنے اور زمانے کی سختیوں کو برداشت کرنے کی وصیت فرمائی تو دیگر مشائخ اور اکابرین سمجھ گئے تھے کہ حضرت سلطان المشائخ اپنے ہر دلعزیز خلیفہ کو اپنا جانشین بنا کر مسندِ چشتیہ نظامیہ پر مسند نشین کرنا چاہتے ہیں۔ ان مشائخ حضرات اور اکابرین مشائخ کی سوچ اور نظر اس ہی حد تک دیکھ سکتی تھی لیکن سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہیؒ کی نگاہ دوربین بدلتے ہوئے زمانے کی اور آنے والے سخت حالات پر تھی۔ ایسے وقت کے لیئے آپکو ایک ایسے بزرگ کی ضرورت تھی جو صبر و استقامت کی مثال ہو اور مصائب کو برداشت کرنے اور سلسلہ چشتیہ کے مرکزی نظام کو سنبھالنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ یہ تمام تر خوبیاں جناب حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلیؒ پر صادق آتی تھیں۔ اس ہی لیے حضور چراغ دہلیؒ کو اپنا جانشین مقرر فرمایا اور سلطان المشائخ کے وصال کے بعد آخر کار آپ مسند عالیہ چشتیہ نظامیہ پر جلوہ افروز ہوئے اور سلسلہ چشتیہ کے مرکزی نظام کو سنبھالا مصنف سیر الاولیاء کا بیان ہے کہ ان میں اپنے پیر و مرشد کی بہت سی خوبیاں تھیں جو خوشبو سلطان المشائخ کی مجلس میں آتی تھی ویسی ہی خوشبو شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلیؒ کی مجلس سے کاتب حروف کے مشامِ جان تک پہنچی۔

(تاریخِ مشائخ چشت، بحوالہ، سیر اولیاء ص، نمبر ۲۴۱)

آپ کے پیر و مرشد نے جو وصیت فرمائی تھی اس پر وہ آخری دم تک نہایت ثابت قدمی سے قائم رہے۔ کوئی بھی تکلیف اور پریشانی ایسی نہ تھی جس سے انھیں دو چار ہونا نہ ہو لیکن آپ کی زبان پر حرفِ شکایت نہ آیا اور ہر قسم کے حالات کا مردانہ وار مقابلہ کرتے رہے اور آپ کے قدم مبارک میں کبھی لغزش نہ آئی۔ آپ کو اپنے سلسلہ کے کام انتہائی نامساعدہ حالات میں انجام دینے پڑے اب دہلی کے حالات علاؤ الدین خلجی کی دہلی سے مختلف تھے۔ اس کے دور میں خوشحالی تھی اور فارغ البالی کا یہ حال تھا کہ پیر فقیر کے پاس ایک نہ دو دو لحاف ہوتے تھے۔

اب یہ بدقسمت شہر ایک مطلق العنان بادشاہ کے بدلتے ہوئے افکار و تصورات سے متاثر ہوا تھا۔ ایسے بحرانی دور میں ایک مرکزی روحانی نظام کو چلانے کیلئے بڑی فکری اور عملی صلاحیتیں درکار تھیں حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلیؒ کی ذات ہی ایک ایسے سورج کی طرح چمک رہی تھی جس میں سب صلاحیتیں موجود تھیں کیونکہ آپ صبر و استقلال کے پیکر تھے آپ ایک مضبوط چٹان کی طرح اپنی جگہ پر قائم رہے اور ہمت اور استقلال کے ساتھ کام کرتے رہے، بادِ مخالف کے تند و تیز جھونکے آئے اور سلطان وقت محمد تغلق نے آپ کو طرح طرح پریشان بھی کیا تفصیلات کیلئے مطالعہ کیجئے۔

(برہان مطبوعہ میں مضمون محمد بن تغلق کے مذہبی رجحانات، مارچ ۱۹۴۶ ص ۱۸۰ تا ۱۸۱)

لیکن آپ نے اپنے پیر و مرشد کے حکم سے سر مو انحراف نہیں کیا۔

اقبال نے سچ کہا ہے:

خدا کے پاک منبروں کو حکومت میں غلامی
زرہ گوئی اگر محفوظ رکھتی ہے تو استغنا

آپ کی خانقاہ میں عقیدت مندوں کی آمد کا یہ حال تھا کہ ایک ہجوم لگا رہتا تھا۔آپ کو آرام فرمانے کا بھی وقت نہ ملتا تھا۔ایک دن آپ خود فرمانے لگے:

''اب مجھے فرصت مشغولی اور خلوت کی نہیں ہے دن بھر مخلوق کے ساتھ رہنا چاہیے بلکہ قیلولہ بھی اکثر میسر نہیں ہوتا بارہا قیلولہ کرنا چاہتا ہوں جگا دیتے ہیں کہ فلاں آیا اُٹھئے۔''

(خیر المجالس قلمی نسخہ مجلس ۱۲،ص نمبر ۱۳ اردو ترجمہ ص نمبر ۴۱)

پروفیسر محمد حبیب صاحب نے حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلیؒ کی تصویر اپنے مخصوص انداز میں کھینچی ہے آپ لکھتے ہیں کہ چراغِ دہلیؒ کے ملفوظات خیر المجالس کو پڑھتے وقت بے اِختیار آنسو نکل آتے ہیں۔(ملاحظہ ہو پروفیسر محمد حبیب صاحب کا مضمون)

❀❀❀❀

Sheikh Naseer ud din charagh Delvi r.a as a historical persanlity

(اسلامی کلچر اپریل ۱۹۴۶ء ص نمبر ۱۴۵)

اس میں شک نہیں کہ شیخ کے ایک ایک حرف میں درد کی کیفیت پنہاں ہے۔ جہاں بظاہر شیخ کی آنکھوں میں آنسو نہیں معلوم ہوتے وہاں بھی ان کے الفاظ غم کی تاثیر میں ڈوبے ہوئے ہیں کہ پڑھنے والوں کی آنکھوں میں بے اختیار آنسو ڈبڈبا جاتے ہیں۔ غم کی کیفیت کچھ اِن کے حالات نے بھی پیدا کر دی تھی۔ اور یہ حالات بڑی حد تک محمد تغلق کی پالیسی کا نتیجہ تھے۔

حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلیؒ مہر و محبت کے پیکر تھے آپ کے اخلاق کی بلندی کا اندازہ لگانے کیلئے تراب قلندر والا واقعہ جو کہ پہلے باب میں بیان کر چکے ہیں کافی ہے۔ اِس حادثہ کے تین سال کے بعد ۱۸ رمضان المبارک ۷۵۷ھ مطابق ۱۳۵۶ء کو آپ کا وصال ہو گیا آپ کا وصال درحقیقت سلسلہ چشتیہ کے دور کا خاتمہ اور وصال تھا۔ شاعر نے آپ کے مرثیہ میں صحیح لکھا ہے۔

جہاں بماتم حضرت خواجہ نصیر الدین محمود
بزار گو نہ کو نوحہ و نداری
بصفینہِ سلف و یادگاِ اہلِ کرم
کرو ختم خلافت بملک دین داری

اس طرح سلسلہ مشائخ چشت کی تاریخ کا دور جو کہ حضرت معین الدین چشتی

اجمیری سے شروع ہوا اور حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلیؒ پر ختم ہو گیا۔ مشائخ چشت کے تاریخی دور کی خصوصیات اِن محرکات پر مشتمل تھی۔

۱۔ چشتیہ سلسلہ کا ایک باقاعدہ مرکزی نظام تھا اسی مرکز سے تمام متعلقین سلسلہ کی روحانی اور اخلاقی زندگی کی اصلاح و تربیت ہوتی تھی۔ خواجہ معین الدین چشتی اجمیری، خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی، بابا فرید الدین گنج شکرؒ اور سلطان المشائخ حضرت شیخ نظام الدین محبوب الٰہیؒ کے خلفاء اور مُریدین ملک کے طول و عرض میں پھیل چکے تھے۔ اور نشر و اشاعت کا کام بڑی تن دہی سے کر رہے تھے۔ لیکن ان تمام حضرات کی نگاہیں اپنے مرکز پر مرکوز تھیں اور اپنے آپ کو اِس مرکزی نظام کے ماتحت تصور کرتے تھے۔

۲۔ امراء اور سلاطین سے کسی قسم کا تعلق رکھنا روحانی سعادت کے منافی سمجھتے تھے۔ درویش دلبر وار ہونا اخلاق اور مذہب دونوں کی توہین تھی۔ اپنی گزر اوقات کیلئے کوئی اپنی زمیں کا ٹکڑا کاشت کر لیا کرتے تھے۔ یا بِن مانگے جو کوئی چیز مل جائے اس پر قناعت کرنا ان کا مشغلہ تھا۔ حکومت کی طرف کسی خلیفہ کا ذرا سا بھی رجحان ہوتا تو خلافت نامہ واپس لے لیتے حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلیؒ کے بعد سلسلہ کے ۲ بُنیادی اصول ماضی بن کر رہ گئے تھے۔ مرکزی نظام تباہ و برباد ہو گیا، مرکز سے علیحدہ صوبوں میں خانقاہیں قائم ہو گئیں اور سلسلہ کے نو عمر افراد نے حکومتِ وقت میں دلچسپی لینی شروع کر دی تھی۔ اور حکومت میں تعلق

پیدا کرلیا تھا اور اکثر اوقات اسی ہی میں صرف کرنے لگے۔ بابا فرید الدین گنج شکر نے برسوں پہلے جو تنبیہ کی تھی کہ:

''اگر تم اپنے روحانی مراتب میں بلندی چاہو تو سلاطین کی اولاد کی طرف توجہ نہ کرنا۔''

اِن نصیحتوں کو یکسر فراموش کر دیں جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ سلسلہ کے ستون ہل گئے۔ (سیر الاولیاء ص ،۷۵)

ایسے نامساعدہ حالات دیکھ کر حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلیؒ کی دور بین نگاہ نے آنے والے خالات کا مکمل جائزہ لے لیا تھا اور شاید ان ہی نا گزیدہ حالات کے باعث آپ نے کسی کو اپنا جانشین مقرر نہیں فرمایا تھا حالانکہ آپ کے مُریدین میں سے بعض جید عالم اور فاضل موجود تھے۔ (حوالہ: سید محمد بن جعفر مکی حسینی جن کی کتاب، بحر المعانی اسرار معرفت کا خزانہ ہے)

مولانا خواجگی استاد قاضی شہاب الدین دولت آبادی، قاضی عبدالمقتدر مولانا احمد تھانیسری، شیخ صدر الدین حکیم وغیرہ یہ سب اپنے اپنے فن میں بہت مہارت رکھتے تھے۔ (ملاحظہ ہو اخبار الاخیار، مائر الکلام و تذکرہ علمائے ہند)

آپ نے محسوس کرلیا تھا کہ ان حالات کی گرداب میں کوئی ایسا نہیں ہے جو کہ کُل ہند کے نظام کا بوجھ سنبھال سکے چنانچہ آپ نے وصیت فرمائی کہ مشائخ سِلسلہ چشتیہ کے تبرکات ان کے ساتھ دفن کر دیئے جائیں۔ جب زمیں نے آفتاب علم وارشاد کو آغوش میں لیا تو چشتیہ سلسلہ کا ایک اور شاندار دور ہمیشہ کیلئے زمین میں دفن ہوگیا۔

اسلامی تاریخ ہند کا یہ ایک عجیب واقعہ ہے کہ جس وقت سلسلۂ چشتیہ کا دور ختم ہوا۔ اس ہی وقت سلطنت دہلی کا بھی دور دم توڑ گیا۔ اگر ایک طرف حضرت شیخ نصیر الدین محمودؒ کے وصال کے بعد سلسلۂ چشتیہ کا مرکزی نظام ختم ہوگیا تو دوسرے جانب فیروز شاہ کے انتقال ۱۳۸۸ء کے بعد سلطنتِ دہلی کی مرکزی حثییت بھی ختم ہوگئی متعدد صوبوں میں صوبائی خود مختار حکومتیں قائم ہوگیں اور دہلی کی وہ اِمتیازی شان جو مشائخ چشت کے دور میں تھی جاتی رہی۔ جس طرح فیروز شاہ کے بعد ہماری سیاسی توجہ کا مرکز جون پور گجرات، دکن، بنگال، مالوہ، کی حکومتیں قائم ہوگئیں، اس ہی طرح ہماری مذہبی تاریخ کی دلچسپیاں دہلی سے ہٹ کر صوبوں میں منتقل ہوتی چلی گئیں۔ یہ عجیب بات ہے کہ جس وقت حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ اجمیر میں اسلام کا روحانی مرکز بنانے میں مصروف تھے اس ہی دور میں قطب الدین ایبک اور شمس الدین التمش کی قشون تایدہ دہلی میں سلطنت کی تعمیر و تشکیل کا کام انجام دے رہی تھی۔

ایک طرف روحانی تسخیر ہو رہی تھی دوسری طرف سیاسی فتوحات کا ہنگامہ برپا تھا مسلمانوں پر دونوں نظام تقریباً ۲ صدیوں تک متواتر چلتے رہے۔ سلطان علاؤ الدین خلجی کے بعد میں سلطنت دہلی اپنے عروج پر تھی اور اس ہی زمانے میں سلطان المشائخ حضرت شیخ نظام الدین محبوب الٰہیؒ نے سلسلۂ چشتیہ کو معراج کمال پر پہنچا دیا۔ معاصر مورخ ضیاء الدین برنی اس دور کو محسوس کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

''سبحان اللہ عجب دن اور عجیب زمانہ تھا علاؤ الدین خلجی کی حکومت کے آخری دس سال میں نظر آیا یعنی ایک طرف

سلطان نے اپنے ملک کی فلاح و بہبود کے لئے نشہ آور
چیزیں ممنوعات اور فسق و فجور کے تمام اسباب ان سب تو قیر
دقیر اور تشدد اور سخت گیری کے ذریعہ روک دیا تھا اور
دوسری طرف انہی دنوں شیخ الاسلام حضرت شیخ نظام الدین
محبوب الٰہیؒ نے عام بیعت کا دروازہ کھول دیا تھا۔ گنہگاروں
کو خرقہ و توبہ عطا فرماتے تھے اور خود اپنے ارادے سے قبول
کر لیتے تھے۔'' (تاریخ فیروز شاہی ص ۳۴۳)

پھر کچھ عرصے کے بعد سیاسی دنیا میں محمد تغلق یہ اعلان کرتا ہوا دکھائی دیتا
ہے کہ ملک، مریض گشت۔ (تاریخ فیروز شاہی برنی ص ۵۲۱)

تو روحانی حلقوں میں شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلیؒ کے حسرت ناک
الفاظ کانوں میں پڑتے ہیں۔

امروز خود ایں شیخ بازی بچگان شد۔ (اخبار الاخیار)

پھر ایک طرف دل ہلا دینے والا منظر نظروں کے سامنے آیا کہ جب
حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلیؒ کی وصیت کے مطابق مشائخ چشت کے
تبرکات آپ کی قبر میں رکھے جا رہے تھے۔ (سیر العارفین ص ۹۷)

مشائخ چشت کا ایک تاریخی باب ختم ہو رہا تھا۔ تو دوسری طرف یہ نظارہ
بھی تھا جو کہ تصور سے محو نہیں ہوتا کہ فیروز شاہی کا آخری دور ہے۔

ایک اور بزرگ فجر کی نماز کا وضو کر رہے ہیں کہ پکار اُٹھتے ہیں:

''بلاہائے محلہ عالم زیر پائے اُست آں روز کہ اوازیں جہاں

برود معلوم جہانیا شود ۔" (تاریخ فیروز شاہی شمس سراج عفیف ص ۲۱، ۲۲)

ہم اس وقت کو کیوں نظر انداز کر دیں کہ شہاب الدین محمود غوری کی فتح کی بشارت حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ نے دی تھی ۔ (سیر الاولیاء ص نمبر ۴۷)

فیروز شاہ کو تخت پر بٹھانے کیلئے ۔ حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلیؒ ہی کی کوششوں کا نتیجہ تھا ۔ (تاریخ فیروز شاہی عفیف ص نمبر ۲۹، تاریخ فیروز شاہی برنی)

اگر کوئی ان واقعات کی روشنی میں یہ نتیجہ نکالے کہ مشائخ چشت، سلاطین دہلی کے ہم نوا اور شریک کار تھے اور اس بنیاد پر ان کا عروج و زوال کی داستانیں اس قدر پہلو بہ پہلو چلتی ہیں تو یہ تاریخی حقائق کے خلاف ہو گا اصل صورت جو کہ حقیقی معنوں مشائخ چشت بالخصوص دور اوّل کے بزرگ بننے کی کوشش نہیں کی بلکہ اسکو ہمیشہ اخلاق اور مذہب کی توہین سمجھا اور سلاطین اور سیاست سے علیحدہ رہے اور ان حقائق کو سمجھنے کیلئے ضروری ہے کہ دیکھا جائے کہ جن حالات میں خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ نے بشارت دی تھی اور شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلیؒ نے فیروز شاہ کو تخت پر بیٹھایا تھا غیر معمولی تھے انھیں مجبوراً ایسا کرنا پڑا تھا ۔ تفصیلی حالات کا جائزہ لینے کیلئے ملاحظہ ہو مضمون :

(Early Indo muslim mystaes and their Attitude Toword the Stand)

جن توارد کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اس کا اصلی سبب یہ ہے کہ مسلمانوں کے سیاسی نظام یعنی سلطنت دہلی کی مضبوطی کا انحصار مسلم معاشرہ کے نظم و ضبط پر تھا اور مسلم معاشرہ کی شیرازہ بندی کا دار و مدار مشائخ کی کوششوں پر تھا وہ قوم کا اخلاقی مزاج درست رکھنے اور صحت مند عناصر کو اُبھارنے اور اسکو ترقی دینے کیلئے

کوشاں رہتے تھے۔ جب حضرت سلطان المشائخ شیخ نظام الدین محبوب الٰہیؒ کے زمانے میں تصوف عوامی تحریک بن گئی جاہل اور عالم، شہری اور دیہاتی۔ امیر، غریب، عورت مرد بوڑھے، جوان، آزاد اور غلام سب ہی ان کے دامن تربیت سے منسلک ہو گئے تو ایک مضبوط اور نیم رنگ اور صحت مند معاشرہ خود بخود اُبھر آیا اور یہ قطعی ناممکن تھا کہ یہ معاشرہ سیاسی نظام کو تقویت نہ پہنچائے۔

ایک مضبوط معاشرہ ہی ایک مضبوط سیاسی نظام کی تشکیل کیلئے سامان مہیا کرسکتا ہے۔ علاؤالدین خلجی کو خوش قسمتی سے یہ مضبوط معاشرہ میسر آیا اور اس کی مدد سے ایک زبردست سیاسی نظام ترتیب دیا۔ پھر کچھ عرصہ بعد جب چشتیہ سلسلہ کا نظام بگڑنا شروع ہوا تو معاشرہ کا اخلاقی توازن بھی صحیح نہ رہ سکا جو لوگوں کو اچھائی کی طرف بلانا اور شر سے روکتا تھا وہی منتشر ہو گیا تو پھر معاشرہ کے اجزاء میں انتشار پیدا ہو جانا ناگزیر تھا۔

Huxley کا کہنا ہے کہ مفکرین کی ایک اقلیت کے سوسائٹی میں موجود ہونا اس سماج کی صحت کیلئے ضروری ہے۔

(The existance of at last a mindarity of conain plationes is nesessary for the well being of the society)

(ملاحظہ ہو منبد رناتھ سرکار خطبہ صدارت میں ص نمبر ۵۴ فلسفہ کانگریس بائیسواں اجلاس)

جہاں یہ اقلیت دعوتِ اصلاح کا کام بھی انجام دیتی ہو سماج کیلئے اس کی ضرورت اور اہمیت بدرجہا بڑھ جاتی ہے، ساتھ ہی ساتھ سیاسی نظام کو متاثر ہونا

بھی یقینی تھا۔اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ چشتیہ سلسلہ کا نظام کیوں بگڑا؟

تمام حالات اور واقعات کا مطالعہ کرنے کے بعد بلا شک وشبہ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ سلسلہ مشائخ چشت کے مرکزی نظام کی تباہی کی ذمہ داری ایک حد تک سلطان محمد تغلق پر عائد ہوتی ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ سلطان محمد تغلق اپنے وقت کا ایک جیّد عالم تھا اور شاید ہی علم وہنر کا کوئی ایسا شعبہ ہو جس میں اِس کو عبور حاصل نہ ہو۔اپنی اِس ہی لیاقت کی بُنیاد پر وہ ایسی تابناک منصوبہ بندی کرتا تھا اور نئی نئی اسکیمیں بناتا تھا جسکی افادیت سے انکار ناانصافی کی دلیل ہوگی اِس کو عملی جامہ پہنانے میں وہ اتنی جلدی کرتا تھا کہ معاشرے کے لوگ اس کی اسکیم سمجھنے سے قاصر تھے اور اِسکی مخالفت پر آمادہ ہو جاتے نتیجتاً یہ ہوتا کو اِسکی ہر معقول اسکیم عوام کی ناراضگی کا سبب بن جایا کرتی تھی۔

محمد تغلق نے ہندوستان کے نقشہ پر نظر ڈالی تو اسے محسوس ہوا کہ جن علاقوں میں مسلمانوں کی آبادی کم ہے لہٰذا وہاں سیاسی نظام کی بنیادیں بھی کمزور ہیں۔دکن کے حالات کا تجزیہ کیا یہ ہی بنیادی سبب نظر آیا۔اس کے پیش رو باوجود بے پناہ طاقت اور قوت رکھنے کے دکن پر اس وجہ سے براہ راست حکومت نہ کر سکتے تھے کہ وہاں مسلمانوں کی آبادی کافی نہ تھی۔ان حالات میں اس نے یہ فیصلہ کیا کہ دکن میں اسلامی تہذیب وتمدن پھیلا کر مسلمانوں کی آبادی میں اضافہ کیا جائے۔تاکہ ہندوستان کے جنوبی حصہ میں ایک مضبوط سیاسی نظام تیار ہو سکے تبلیغ واشاعت کے کام کیلئے مشائخ حضرات کو کام میں لایا جائے لہٰذا اس کی نظر مشائخ پر پڑی چونکہ

حضرت سلطان المشائخ نظام الدین محبوب الہیٰؒ نے چشتیہ سلسلہ کا نظام دور دور تک پھیلا دیا تھا۔

لیکن پھر بھی دہلی میں بعض ایسے مشائخ موجود تھے کہ ان کو ملک کے دوسرے علاقوں میں بھیج کر دعوت و اصلاح کا کام لیا جائے۔ چنانچہ سلطان نے ایک دربارعام قائم کیا جس میں مولانا فخرالدین رازی، مولانا شمس الدین یحییٰ اور شیخ نصیرالدین محمود چراغ دہلیؒ کو بھی بلوایا گیا۔اوران لوگوں کوتلقین کی گئی کہ دکن جا کر تبلیغ اسلام کریں بظاہر سلطان محمد تغلق کی نیت درست تھی لیکن مطالبہ غلط تھا وہ الدین الما تواماں کا قائل تھا۔(سیرالاولیاء ص ۲۰۲، اردو مطبوعہ دہلی)

اسی وجہ سے وہ چاہتا تھا کہ صوفیا اس کے احکمات کا احترام کریں اور اس کے حکم کے مطابق ملک کے مختلف گوشوں میں چلے جائیں۔ یہ حکم مشائخ طریقت کے بنیادی اصولوں کے خلاف تھی وہ سلطان کے مطالبہ کو جن وجوہات کی بنیاد پر پورا کرنے سے قاصر تھے۔

۱۔ ان کے نزدیک حکومت وقت سے تعلق رکھنا روحانی موت کے برابر ہے ان کا دائرہ عمل اور جانے قیام شیخ کا طے شدہ ہونا ہے وہ قطعاً اس مقام کو چھوڑنے کیلئے تیار نہ تھے۔ ہم اس بات کی اہمیت کو اسطرح سمجھ سکتے ہیں جیسا کہ سلطان المشائخ شیخ حضرت نظام الدین محبوب الہیٰؒ نے حضرت شیخ نصیرالدین محمود چراغ دہلیؒ کو وصیت فرمائی تھی کہ آپ نے دہلی میں رہنا ہے اور تمام تکالیف برداشت کرنی ہیں۔ ایسی صورت میں حضرت شیخ نصیرالدین محمود چراغ دہلیؒ اپنے مرشد کی وصیت سے انحراف کیسے

کر سکتے تھے۔اسلئے مشائخ چشت نے اپنے طور پر یہ طے کرلیا تھا کہ وہ سلطنت کے معاملات میں قطعی طور پر کوئی دخل نہ دیں گے اور یہ بھی عہد کرلیا تھا کہ وہ اپنی خانقاہوں کا پرسکون ماحول شاہانِ وقت کو خراب نہ کر دیں گے چنانچہ سلطان المشائخ کی سلطنت دہلی کی حصہ نہ تھی خانقاہ دہلی کے اندر ہوتے ہوئے بھی آپ کو خلفاء و مریدین وہی صورت قائم رکھنا چاہتے تھے۔

۴۔ ان بنیادی اصولوں کے خاطر کام کی نوعیت کا خیال ان کیلئے بالکل بے معنی تھا۔اچھا ہو یا برا کوئی کام سلطان وقت سے تعلق کسی طرح جائز نہ تھا شیخ کمال الدین زاہد (اُستاد شیخ نظام الدین محبوب الہیؒ) شیخ نظام الدین محبوب الٰہیؒ کا واقعہ اس اصول کا بہترین آئینہ دار تھا ان سے شاہی امامت قبول کرنے کی درخواست کی تو انھوں نے جواب دیا کہ ہمارے پاس سوائے نماز کے اور کیا ہے کیا بادشاہ یہ چاہتا ہے کہ وہ بھی جاتی رہے۔(سیر اولیاء،صفہ ۱۰۴فارسی)

سلطان محمد تغلق نے مشائخ حضرات کے دائرہ عمل میں مداخلت کرنی شروع کر دی تو مشائخ حضرات نے پوری کوشش سے مدافعت کی یہ مخالفت درحقیقت اصول کی مخالفت تھی۔

لیکن سلطان محمد تغلق نے اسکو ذاتی مخالفت قرار دیا اور سلطان محمد تغلق نے مشائخ حضرات سے جنگ کرنے پر تیار ہوگیا شیخ شمس الدین کو اس نے مجبور کیا کہ وہ کشمیر جا کر تبلیغ کریں سیر الاولیاء کے مصنف نے لکھا ہے ”سلطان محمد تغلق نے مولانا

کو طلب کیا اور کہا تجھ جیسا دانش مند یہاں رہ کر کیا کر رہا ہے۔ تو کشمیر جا اور وہاں کے بت خانوں میں بیٹھ کر خلق خدا کو اسلام کی دعوت دے اس فرمان کے بعد چند آدمی مقرر کئے گئے کہ اس بزرگ کو کشمیر روانہ کریں"۔ اتفاقاً مولانا کے سینہ پر پھوڑا نکل آیا یہ بزرگ کشمیر جانے سے قاصر رہے لیکن سلطان محمد تغلق کو آپ کی بیماری کا یقین نہ آیا اور اس کو خیال گزرا کہ بزرگ نہ جانے کیلئے بہانا بنا رہے ہیں چنانچہ سلطان نے آپ کو اپنے دربار میں تکلیف کی شدت میں شاہی محل بلایا گیا اور ان کو دیکھا گیا۔ جب سلطان کو ان کی بیماری کا یقین ہوگیا تو انہیں دہلی ہی میں رہنے کی اجازت دے دی۔ مولانا فخر الدین زراوی اور حضرت شیخ نصیر الدینؒ کو اور شیخ قطب الدین منور اور دیگر مشائخ سلسلہ چشتیہ سے سلطان کا رویہ سخت ہوگیا (اس کی تفصیلات کے لیے سیر الاولیاء) کا مطالعہ کریں۔ سلطان محمد تغلق کی اس کشمکش کا نتیجہ یہ نکلا کہ ان مشائخ کا وہ وقت جو کہ سلسلہ کی تبلیغ و اشاعت میں صرف ہونا چاہئیے تھا سلطان کی مدافعت میں ضائع ہوگیا ان سب کا ذہنی سکون نہ رہا رات دن دربار شاہی کے سفیر خانقاہوں میں نئے نئے احکامات شاہی کیلئے کھڑے رہتے تھے۔ ان احکامات شاہی کی تعمیل مشکل تھی اور ستم بالائے ستم خلاف ورزی اس سے بھی زیادہ مشکل تھی۔

ایک طرف ان مشائخ کی وہ روایات تھیں جو انھوں نے اپنے خون جگر سے تعمیر کی تھیں دوسری طرف سلطان کا جبر و تشدد تھا۔ ابھی یہ کشمکش جاری تھی کہ سلطان محمد تغلق نے حکم دے دیا کہ تمام مسلم آبادی دیوگیر چلی جائے اس حکم پر مشائخ بھی بے بس ہو گئے اور انھیں مجبوراً دہلی سے ہجرت کرنی پڑی دہلی حضرت

سلطان المشائخ نظام الدین محبوب الٰہیؒ کی کوششوں سے چشتیہ سلسلہ کا قلب وجگر بن گئی تھی۔ اس کی تباہی کیا ہوئی سلسلہ کا سارا نظام درہم برہم ہوگیا۔ وہ دہلی جو کبھی رشکِ بغداد، غیرت مصر، ہمسر قسطنطنیہ مواری بیت المقدس تھی۔

(تاریخ فیروز شاہی)

جہاں چپہ چپہ پر خانقاہیں اور قدم قدم پر مدارس قائم تھے۔ بقول شہاب الدین العُمری مدرسے شفا خانے تھے۔ (مصنف سالک الابصار)

انگریزی ترجمہ ص ۱۶۹ ایسی تباہ و برباد ہوئی کہ دور دور تک خاک اُڑنے لگی علمی اور مذہبی محفلیں سرد پڑگئیں گھر کے گھر بے نور و بے چراغ ہو گئے۔

ملاحظہ ہو۔ (صبح الاعشیٰ تنفشقدی انگیریزی ترجمہ ص نمبر ۲۹)

یا شب کو دیکھتے تھے کہ ہر گوشہ بساط داماں باغباں وکف گل فروش ہے
یا صبح دم جو دیکھے آکر بزم میں نے وہ کرور وشور نہ جوش وخروش ہے

چشتیہ سلسلہ کا مرکزی نظام بھی اس تباہی کی نذر ہوگیا کچھ مشائخ کا دہلی میں قیام مرکزی قیام کی مضبوطی کیلئے ضروری تھا منتشر ہو گئے کچھ نوعمر افراد سلسلہ نے حکومتِ وقت کے آگے ہتھیار ڈال دئے اور شاہی ملازمتیں اختیار کرلیں۔ اجودھن میں بابا فرید گنج شکر کے پوتوں نے سب سے پہلے اپنے دادا کے اصولوں کو فراموش کیا اور شیخ الاسلام کے چکر میں پڑ گئے۔ دہلی میں بھی کرمانی خاندان کے کچھ نوعمر افراد نے حکومت وقت کے ساتھ ہاتھ ملالیا۔

اگر حالات کے گرد وپیش کا تجزیہ بغیر کسی تعصبی سے کیا جائے کو تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ محمد تغلق بڑی حد تک سلسلہ مشائخ چشتیہ کے مرکزی نظام کی تباہی کا ذمہ دار تھا

دہلی کی تباہی کے بعد سلسلۂ چشتیہ کی خانقاہیں تو بہت سی جگہوں پر قائم ہوئیں لیکن اسکا مرکزی نظام کسی جگہ قائم نہ ہوسکا سلسلہ کے جو مشائخ اس طوفان سے بچے رہے تھے۔ انھوں نے صوبوں میں خانقاہیں قائم کرلیں اور سلسلہ کی نشر و اشاعت میں مصروف ہوگئے۔ صوبائی علاقوں میں کام کرنے والے یہ بزرگ اس سے نہ بچ سکے اس طرح دور اوّل کی دونوں خصوصیات (مرکزی نظام اور سیاست سے علیحدگی) ختم ہوگئیں۔

الحمد للہ! اس کتاب کی تکمیل ہوئی۔ بارگاہِ الٰہی میں دعا گو ہوں کہ وہ ہمیں پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور اہل بیت رضی اللہ عنہم وصحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے صدقے تمام اولیاء کرام کی محبت بلخصوص حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغِ دہلی رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت اور حیاتِ مبارکہ پر چلنے کی توفیق دے اور ان کے وسیلے سے ہمیں تزکیہ نفس وتصفیہ قلب کے ساتھ معرفت کی دولت اور دنیا وآخرت کی کامیابی عطا فرما۔ آمین

❀❀❀❀

مآخذ و مراجع

کنزالایمان

(ا)

المصطفیٰ والمرتضیٰ المعروف چشتیہ شمسیہ، سید ذاکر حسین شاہ، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور (۲۰۰۳ء)

اخبار الاخیار، حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی، اردو ترجمہ حضرت علامہ محمد فیض احمد اویسی، زاویہ پبلشرز، لاہور (۲۰۱۰ء)

آداب الطالبین، حضرت شیخ محمد چشتی گجراتی، اردو ترجمہ ڈاکٹر محمد بشیر حسین مرحوم پروگریسو بکس لاہور (۱۱۳۱ھ)

آداب الطالبین، حضرت شیخ محمد چشتی گجراتی، (فارسی) (۱۱۳۱ھ)

انوار الاولیاء، علامہ رئیس احمد جعفری

(ت)

تاریخ مشائخ چشت، پروفیسر خلیق احمد نظامی، مطبوعہ مکتبہ عارفین کراچی (۱۹۵۳ء)

تذکرہ فخر جہاں دہلوی، اخلاق احمد ایم اے، مکتبہ نظامیہ جامعہ فریدیہ ساہیوال (۱۹۸۱ء)

تذکرہ خواجگان چشت، مولانا حکیم محمد حسین بدر

تذکرۃ الفقراء، بحوالہ المصطفیٰ والمرتضیٰ المعروف چشتیہ شمسیہ

تاریخ فیروز شاہی، شمس سراج عفیف، ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ

تاریخ فیروز شاہی، خواجہ ضیاء الدین برنیؒ

تذکرہ علماء ہند، بحوالہ تاریخ مشائخ چشت

تکملہ خیر المجالس، بحوالہ تاریخ مشائخ چشت

تکملہ سیر الاولیاء، حضرت خواجہ گل محمد احمد پوری، اردو ترجمہ شباب دہلوی مطبوعہ ۱۳۲۱ھ

(ج)

جوامع الکلم، بحوالہ المصطفیٰ والمرتضیٰ المعروف چشتیہ شمسیہ

(خ)

خیر المجالس، ملفوظات حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی، اردو ترجمہ حمید شاعر قلندر

(د)

دہلی کے بائیس خواجہ، ڈاکٹر ظہور الحسن شارب، مطبوعات لوح قلم لاہور، ۱۹۸۳ء

(س)

سیر الاولیاء، سید محمد مبارک کرمانی المعروف امیر خورد، مطبوعہ دہلی (۷۵۷ھ)

سیر الاولیاء، فارسی بحوالہ تاریخ مشائخ چشت

سید رئیس احمد ندوی، بحوالہ المصطفیٰ والمرتضیٰ المعروف چشتیہ شمسیہ

سیر العارفین، حضرت شیخ جلال الدین سہروردی المعروف جمالی، مطبوعہ ۹۴۲ھ

سالک ابصار، شہاب الدین العمری

(ص)

صبح الاعشیٰ قلقشندی، بحوالہ تاریخ مشائخ چشت

(م)

مراۃ الاسرار، حضرت شیخ عبدالرحمان چشتیؒ

مقابیس المجالس، ملفوظات حضرت خواجہ غلام فرید

مجموعہ مولانا رکن الدینؒ، اردو ترجمہ مولانا الحاج کپتان واحد بخش سیال چشتی صابری، مطبوعہ الفیصل ناشران وتاجران کتب، لاہور

مفتاح العاشقین، ملفوظات حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلی، اردو ترجمہ عنصر صابری مطبوعہ پروگریسو بکس، لاہور

ماثر الکلام، بحوالہ تاریخ مشائخ چشت

مطبوع اسلامی کلچرل، بحوالہ تاریخ مشائخ چشت

مناقب المحبوبین

مجالس صوفیہ

(ہ)

ہشت بہشت

❀❀❀❀